

امام ابو حنیفہؒ

کی محدثانہ حلیت

بہ تمام و نگرانی

مولانا سید نصیب علی شاہ الہامی

تحقیق و تخریج

مولانا مفتی نعیم الدین حقانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ جَدِيدِ فَهْمِي تَحْقِيقَات

إِمَامُ الْوُضُوفِ

كِي مُخَذَّثَانِ حَمِثِث

بِإِقْدَامِ وَنِگَرَانِ

مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی

تَحْقِيقِ وَنِجْرَانِ

مولانا مفتی زعمت اللہ حقانی

جس میں تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت، ”امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام“ ایک امتیازی خصوصیت، امام اعظمؒ کا علم حدیث میں مقام، امام اعظمؒ پر جرح و اعتراضات اور ان کے جوابات، امام ابو حنیفہؒ بحیثیت ایک عظیم معنف، جیسے اہم عنوانات پر اہل علم و تحقیق کے مقالات شامل ہیں۔ جو کہ جامعہ کے مختلف مجالس میں پیش کئے گئے۔


مجلس التحقیق الفقہیہ علامہ المرکز الاسلامی بنوے

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت
 ترتیب: (مولانا) سید نصیب علی شاہ البہاشمی، مولانا نعمت اللہ حقانی
 مساعدا: مولانا مفتی عظمت اللہ بنوری
 طباعت بار اول: یکم اکتوبر ۲۰۰۶ء، موافق رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
 باہتمام: شعبہ جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں
 فون: 0928-331353 فیکس: 331355
 ای میل: almarkazulislami@maktoob.com
 ناشر: المصباح - 16 اردو بازار لاہور، برائے جامعہ المرکز الاسلامی بنوں
 مرکزی تقسیم کنندہ گان: بک لینڈ - 16 اردو بازار، لاہور۔ فون: 7124656

ملنے کے پتے

- ۱۔ شعبہ جدید فقہی تحقیقات جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں
- ۲۔ مکتبہ دیوبند عقب قصہ خوانی محلہ جنگلی نزد انجمنیہ اکیڈمی پشاور
- ۳۔ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن پوسٹ بکس نمبر ۴۸۰۰ کراچی ۵
- ۴۔ بیت الکتاب بالمقابل مدرسہ اشرف المدارس نزد گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
- ۵۔ مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
- ۶۔ مکتبہ صدیہ اندرون میریاں گیٹ بنوں
- ۷۔ Mufti Tariq Ali Shah Wakfield Central Jamia Masjid St, off Charles Wakefield W. Yarks WF 14PG ENGLAND

صحت متن کتابت تصحیح طباعت اور جلد بندی میں بدرجہ اتم احتیاط کے باوجود
 بہ تقاضائے بشریت سہو و خامی کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ برائے تصحیح و درستی غلطی
 کی نشاندہی یہ ادارہ ممنون ہوگا۔ جزاک اللہ خیراً اراکین: 

فہرست ابواب

باب اول

تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱	امام اعظمؒ کی فقہی مجلس شوریٰ کے جلیل القدر علماء	۷	پیش لفظ
۲۲	فقہ حنفی اور دور اندیشی	۹	تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت
۲۳	فقہ حنفی اور متابعت حدیث	۱۰	فقہ حنفی کی اہمیت و ضرورت
۲۳	تدوین فقہ اجتہاد ابن مسعودؓ کی تکمیل ہے	۱۱	فقہ حنفی کی ترجیحات و امتیازی خصوصیات
۲۴	ماہرین کی رائے	۱۲	بڑے بڑے اولیاء کرام فقہ حنفی کے پابند رہے
۲۴	علامہ ابن خلدونؒ کی رائے	۱۲	ترویج فقہ حنفی
۲۴	امام مالکؒ کی رائے	۱۳	سب کا علم دو میں
۲۵	امام شافعیؒ کی رائے	۱۴	فقہ حنفی کی بنیاد اور اساس
۲۵	امام اعظمؒ کے حق میں حدیثی بشارت	۱۴	امام بخاریؒ کے بائیس ملاحظات فقہ حنفی کی
۲۷	ائمہ کبار فقہ حنفی کا خوشہ چین تھے		مرہون منت ہیں
۲۷	وکیع ابن الجراحؒ کی رائے	۱۴	امام اعظمؒ کی رائے تشریح حدیث ہے
۲۸	تدوین فقہ امت پر احسان عظیم ہے	۱۵	عملی زندگی سے مطابقت
۲۹	فقہ حنفی کی مقبولیت اور چند دیگر خصوصیات	۱۸	اکثر سلاطین اسلام، فقہ حنفی کے گرویدہ تھے
۳۰	فقہ حنفی کے امتیاز، امام کردہائی کے زبان سے	۲۰	اراکین مجلس تدوین فقہ حنفی تمام امام بخاریؒ
			امام مسلمؒ کے شیوخ تھے

باب دوم

امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبہ مقام ایک امتیازی خصوصیت

۳۵	تابعی کی تعریف	۳۵	امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں
۳۷	امام صاحب کی تابعیت مشہور مسلم ہے		عالی مرتبہ مقام

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۰	امام اعظمؒ کے روایت عن الصحابہ پر منظوم کلام	۳۷	ایک ایسا شرف جس میں کوئی محدث ان کے ساتھ شریک نہیں
۴۰	علامہ عینی کے تائید	۳۹	روایات منقولہ از صحابہ کرامؓ
۴۲	احادیث امام ابو حنیفہؒ	۴۰	امام ابو حنیفہؒ کی روایت پر کبھی غنی
۴۳	ثنائیات امام ابو حنیفہؒ	اجزاء	

باب سوم

امام صاحب کا علم حدیث میں مقام

۶۰	امام ابو حنیفہؒ گہوار محدثین کی نظر میں	۴۸	امام صاحب کا طلب حدیث
۶۳	امام ابو حنیفہؒ ورع و تقویٰ میں سب سے اول تھے	۴۹	علم حدیث میں امام اعظمؒ کا مقام
۶۳	عبداللہ بن مبارکؒ کا سوال	۵۰	امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ کی عند اللہ مقبولیت
۶۴	امام ابو یوسفؒ کا ارشاد گرامی	۵۲	امام ابو حنیفہؒ اپنے معاصرین کی نظر میں
۶۷	حدیث میں امام صاحبؒ کی تلامذہ	۵۲	امام اعظمؒ کوئی کی نظر میں
۷۰	حدیث میں فقہی ترتیب پر سب سے پہلی تصنیف	۵۴	امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ
۷۰	صحابہ ستہ کے ائمہ سب امام صاحب کی تلامذہ ہیں	۵۵	بن حجاج کی نظر میں
۷۱	قبول روایت میں امام صاحب کا حزم و احتیاط	۵۵	امام حدیث سفیان ثوری کی نظر میں
۷۳	امام ابو حنیفہؒ کی توثیق اور صاحب تاریخ بغداد پر رد	۵۷	مغیرہ بن مقسم الضبی کی نظر میں
		۵۷	حسن بن صالح کی نظر میں
		۵۹	امام حلیث مسعر بن کدام کی نظر میں
		۵۹	محدث شبیر یزید بن بارون کی نظر میں

باب چہارم

امام اعظم پر جرح و اعتراضات اور ان کے جوابات

۷۷	تعدیل ثوری	۷۵	امام ابو حنیفہؒ پر جارحین کی جرح
۷۷	امام ابو حنیفہؒ افقہ اہل الارض تھے		معتبر نہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۹	کیا رائے کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے	۷۸	امام ابو حنیفہ علوم شرعیہ والیہ کے دریائے
۱۰۹	حدیث سے رائے کی عدم گی کا ثبوت		ناپید کنار اور امام بے بدل تھے
۱۱۱	خطیب بغدادی اور ابن خلدون کے	۷۹	امام اعظم کے حاسدین
	منقول الزامات کا تحقیقی جواب	۷۹	امام اعظم کے حاسدین مبتدعین تھے
۱۱۲	علامہ ابن خلدون کی منقول روایت کی	۸۰	امام اوزاعی کا اعتراف
	توجیہات	۸۱	آپ تو علماء کے سردار ہیں
۱۱۳	فقہ حنفی پر مخالفت حدیث کے الزام کی حقیقت	۸۲	امام ابو حنیفہ کے شان پر بعض اعتراضات
۱۱۵	امام ابو حنیفہ پر عقیدہ ارجاء کا الزام اور اس		سے جوابات
	کی تحقیقی جواب	۸۶	امام ابو حنیفہ کی کہانی خود، ان کی زبانی
۱۱۶	بلسلہ امام اعظم پر عقیدہ ارجاء کا الزام اور	۸۸	قلت حدیث کا الزام اور اس کا جواب
	اس کا جواب	۹۱	امام ابو حنیفہ نعم میں سب سے بڑے تھے
۱۱۸	صاحب حقیقة الفقه کا تہ لیس	۹۲	چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار
۱۱۹	حقیقت پوشی کی ناکام کوشش		کا انتخاب
۱۱۹	حقیقة الفقه کی عبارت	۹۳	امام صاحب کی جاہالت علیا تک معصین
۱۲۰	ارجاء کی الزام حسد اور بغض پر مبنی ہے		کے نہ پہنچنے والے پتھر
۱۲۰	ارجاء کی حقیقت	۹۶	فائدہ
۱۲۱	ارجاء کی معنی	۹۷	امام ابو حنیفہ کا حدیث ضعیف میں موقف
۱۲۲	امام ابو حنیفہ کے مسلک کی وضاحت	۹۹	امام حدیث اسرائیل بن یونس کی رائے گرامی
۱۲۳	عبارت مذکورہ سے امور مستفادہ	۱۰۱	امام یحییٰ بن مہین کا ارشاد
۱۲۳	نزاع لفظی سے فساد اعتقاد نہیں آتا	۱۰۳	کیا امام ابو حنیفہ فقہی قیاس کو حدیث پر
۱۲۴	مرجند مذموم کے مذموم عقائد		مقدم سمجھتے تھے؟
۱۲۴	فقہ اکبر میں امام صاحب کی طرف	۱۰۵	حاسدین امام اعظم کا ایک سنگین جرم
	منسوب اصل عبارت	۱۰۶	امام صاحب پر اہل الرائے کا الزام اور
۱۲۶	غنیۃ الطالبین کی عبارت کا حل		اس کا جواب
۱۲۷	صاحب حقیقة الفقه کا ناقص ترجمہ	۱۰۶	رائے کا لغوی و اصطلاحی معنی

باب پنجم حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۹	امام حفص بن غیاث	۱۳۱	امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف
۱۳۹	شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید المقرئ	۱۳۳	کتاب الآثار
۱۳۹	امام وکیع بن الجراح	۱۳۴	کتاب الآثار کی امتیازی خصوصیات
۱۴۰	امام حماد بن زید	۱۳۵	کتاب الآثار کے نسخے
۱۴۰	امام اسد بن عمرو	۱۳۵	کتاب الآثار۔ بروایت امام زفر بن احمد طبرانی
۱۴۰	امام خالد الواسطی	۱۳۷	کتاب الآثار بروایت امام ابی یوسفؒ
۱۴۱	کتاب الآثار کے شروح، تعلیقات و تراجم	۱۳۷	کتاب الآثار۔ بروایت امام محمد بن
۱۴۳	مسانید امام اعظمؒ		الحسن الشیبانی
۱۴۶	الفقہ الاکبر، کتاب الرسالۃ الی العتیق، کتاب العالم والمعلم	۱۳۸	کتاب الآثار بروایت امام حسن بن
	کتابیات و مراجع و مصادر		زیادہ لوگوں کو
۱۴۷		۱۳۹	امام ابو حنیفہؒ سے دیگر راویان حدیث
		۱۳۹	امام عبد اللہ بن مبارکؒ

اہم وضاحت

منعقدہ مختلف فقہی مجالس میں شریک مقالہ نگار حضرات کے مقالات کے مختلف حصے اور اراک کی تجویز کر کے استفادہ کیلئے کتاب کی شکل میں ترتیب دی گئی ہے تاکہ تکرار نہ ہو اور قارئین تسلسل کے ساتھ ان عنوانات سے استفادہ کر سکیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

الحمد لصاحب الجلالة والصلوة على خاتم الرسالة وبعد

سیدنا امام ابو حنیفہ النعمانؒ جو کہ سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے امام، فقہ وقانون اسلام کی باضابطہ تدوین وتشکیل کے مدون اول ہیں۔ اور درحقیقت حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے فقہی افادات کی ترتیب اور ان کی قانونی تشکیل بھی حنفی دبستان فقہ کی مرہون منت ہیں۔ امت کے اس عظیم محسن کے خلاف محاذ آرائی، نت نئے الزامات، اعتراضات و اتہامات خصوصاً غیر مقلدیت یعنی لاندہ بیت فرقہ کے بعض مکروہ پروپیگنڈے، اسلامی آئین اور شریعت کے نفاذ و ترویج میں روڑے اٹکانے اور نظام شریعت کو ناقابل تنفیذ بنانے اور ناقص قرار دینے کے مترادف ہے۔

اس وقت جبکہ دنیا بھر اور بالخصوص پاکستان میں فقہ اسلامی اور شریعت کے نفاذ کا مسئلہ پھر سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ تمام علماء امت بالخصوص سواد اعظم اہلسنت کا یہ فرض بنتا ہے۔ کہ وہ امام اعظم کی علمی زندگی، شخصی وقومی کردار، علمی، فقہی، حدیثی اور ائینی خدمات، حنفی فقہ کی جامعیت، اس کی قانونی و آئینی وسعت و ہمہ گیری، امام ابو حنیفہ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام، امام صاحب کی حدیث دانی، امام اعظم پر جرح و اعتراضات اور ان کے مسکت جوابات، امام صاحب کی تصنیفات و تالیفات اور ہر دور میں قابل نفاذ اور کامیاب نظام کے طور پر تعارف کرائیں۔ اس سلسلے میں مخالفین کے اٹھائے گئے اعتراضات، مطاعن اور شکوک و شبہات کا مدلل اور مسکت جواب دیں اور مخالف فتنوں کے وام تزویر میں سمیٹنے والوں کے لئے تحقیق و دلیل کی شمع جلائی جائے اور ہدایت و راہنمائی کا چراغ روشن کیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ بانی مرکز مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ممبر قومی اسمبلی) جو کہ دینی و علمی و سماجی خدمات میں تاریخی کردار ادا کر رہے ہیں ان کے نگرانی میں جامعہ المرکز الاسلامی بنوں کا شعبہ جدید فقہی تحقیقات طویل عرصے سے

اس اہم اور حد درجہ محتاط موضوع پر بڑے حزم و احتیاط سے کام کرتے رہے۔ اس موضوع کے متعلق جامعہ المرکز الاسلامی کے زیر ادارت مختلف علمی کانفرنس، سیمینار اور فقہی مجالس میں ملک و بیرون ملک کے جید اہل علم و فضل نے، قیغ ضخیم مقالات بھی پڑھ کر سنا ئیں، اور ان حضرات کی تحقیقی مقالات اور گراں قدر معلومات جامعہ المرکز الاسلامی کے خالص علمی، تحقیقی مجلہ ”سہ ماہی المباحث الاسلامیہ“ اور ملک و بیرون ملک کے اہم علمی و دینی جرائد میں وقت بوقت شائع ہو کر علمی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ الحمد للہ کہ حالات کے تقاضوں، وقت کی ضرورت، ملکی سیاست، قارئین کے مسلسل خطوط اور بین الاقوامی سطح پر عام انسانوں میں اسلام کے لئے تڑپ، امن و سکون اور نجات و فلاح کے ضامن مذہب و آئین کی تلاش میں اضطراب، ہيجان اور تجسس پایا جاتا ہے۔ بالا خر شعبہ جدید فقہی تحقیقات کی تحقیقی اور تحریری کاوشیں شمر آ رہی ہیں کہ ”امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت“ کے نام سے مرتب ہو کر پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہیں، جو ایک تحقیقی تصنیف اور ایک علمی و تاریخی شاہکار ہے، اور اب اسے ادارہ ”شعبہ جدید فقہی تحقیقات“ ہی خواہان ملت اور ہمدردان امت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ اسلام کی صداقت و حقانیت کی دلیل، خود امام اعظم ابو حنیفہ کی کرامت اور مخلص احباب و رفقاء کی شبانہ روز محنت اور دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ ادارہ ایک عظیم علمی دستاویز کے لکھنے میں کامیاب ہو گیا ہے، پیش نظر کتاب، علمی و دینی حلقوں، تحقیقی و مطالعاتی اداروں، فقہ و قانون سے دلچسپی رکھنے والوں، تاریخ کے طالب علموں، علماء احناف کے کارنامے جاننے والوں، امام اعظم کی حدیثی خدمات سے واقفیت کے شائقین اور فقہ حنفیہ کی ترویج و اشاعت کے مخلصین کیلئے واقعہ ایک نادر علمی تحفہ ہے جسے بجا طور پر اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب قرار دیا جاتا ہے۔

(مولانا) نعمت اللہ حقانی

رکن شعبہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

باب اول

تدوین فقہ کی اہمیت و ضرورت

یہ باب دراصل حضرت مولانا عطاء الرحمن خانوخیل ڈیرہ اسماعیل خان کا پیش کردہ مقالہ بعنوان ”فقہ حنفی کی ترجیحات اور خصوصیات“ برائے دوسری بنوں فقہی کانفرنس 17-18 اکتوبر 1998ء کا مجموعہ ہے ہم نے مقالہ ہذا کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کے وقت جگہ جگہ مفید اور مناسب اضافہ بھی قید تحریر لایا ہے اور ہر مضمون سے پہلے عنوان بھی لگائی تاکہ قارئین کو پڑھنے میں آسانی ہو۔ (اوارہ)

فقہ حنفی کی اہمیت و ضرورت:

اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر شام، عراق، مصر و ایران اور دوسرے وسیع اور زرخیز ملکوں میں پہنچ گیا تھا۔ معاشرت، تجارت، انتظام ملکی سب بہت وسیع اور پیچیدہ شکلیں اختیار کر گئے تھے۔ اس وقت ان نئے مسائل و حالات میں اسلام کے اصول کی تطبیق کیلئے اعلیٰ ذہانت، معاملہ فہمی، باریک بینی، زندگی اور سوسائٹی سے وسیع واقفیت، انسانی نفسیات اور اسکی کمزوریوں سے باخبری، قوم کے طبقات اور زندگی کے مختلف شعبوں کی اطلاع اور اس سے پیشتر اسلام کی تاریخ و روایات اور روح شریعت سے گہری واقفیت، عہد رسالت اور زمانہ صحابہ کے حالات سے پوری آگاہی اور اسلام کے پورے علمی ذخیرہ (قرآن و حدیث اور لغت و قواعد) پر کامل عبور کی ضرورت تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل تھا اور اس امت کی اقبال مندی، کہ اس کا عظیم کیلئے ایسے عظیم لوگ میدان میں آئے، جو اپنی ذہانت، دیانت، اخلاص اور علم میں تاریخ کے ممتاز ترین افراد ہیں۔ پھر ان میں سے چار شخصیتیں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ)، امام مالک (م ۱۷۹ھ)، امام شافعی (م ۲۰۴ھ)، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) جو فقہ کے چار دبستان فکر کے امام ہیں، اور جن کی فقہ اس وقت تک عالم اسلام میں زندہ اور مقبول ہے، اپنے تعلق باللہ، للہمیت، قانونی فہم، علمی انہماک اور جذبہ خدمت میں خاص طور پر ممتاز ہیں، ان حضرات نے اپنی پوری زندگی اور اپنی ساری قابلیتیں اس بلند مقصد اور اس اہم خدمت کیلئے وقف کر دی تھیں۔

انہوں نے دنیا کے کسی جاہ و اعزاز اور کسی لذت و راحت سے سروکار نہیں رکھا تھا۔ امام ابو حنیفہ کو دو بار عہدہ قضا پیش کیا گیا اور انہوں نے انکار کیا، یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔ امام مالک نے ایک مسئلہ کے اظہار میں کوڑے کھائے اور ان کے شانے اتر گئے۔ امام شافعی نے زندگی کا بڑا حصہ عسرت میں گزارا، اور اپنی صحت قربان کر دی۔ امام احمد نے تنہا حکومت وقت کے رجحان اور اس کے سرکاری مسلک کا مقابلہ کیا۔ اور اپنے مسلک اور اہل سنت کے طریقے پر پہاڑ کی طرح جمے رہے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے موضوع پر تنہا اتنا کام کیا اور مسائل و تحقیقات سے اتنا بڑا ذخیرہ پیدا کر دیا، جو بڑی بڑی منظم جماعتیں اور علمی ادارے بھی

آسانی سے نہیں پیدا کر سکتے۔

پھر ان کو شاگرد ایسے ممتاز ملے، جنہوں نے اس ذخیرہ میں اضافہ کیا، اور ان کی تفتیح و ترتیب کا کام جاری رکھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں امام ابو یوسفؒ جیسا قانونی، مانع نظر آتا ہے جس نے ہارون رشید کی وسیع ترین سلطنت کے قاضی القضاۃ کے فرائض کا میابی کے ساتھ انجام دیئے، اور اسلام کے اصول معاشیات پر "کتاب الخراج" جیسی عالمانہ تصنیف کی۔ اسی طرح ان کے شاگردوں میں امام محمدؒ جیسا فقیہ اور مؤلف اور امام زفرؒ جیسا صاحب قیاس نظر آتا ہے جنہوں نے فقہ حنفی کو چار چاند لگائے۔ امام مالکؒ کو عبد اللہ بن وہبؒ، عبد الرحمن بن القاسمؒ، اشہب بن عبد العزیزؒ، عبد اللہ بن عبد الحکم، یحییٰ بن یحییٰ اللیثی جیسے وفادار شاگرد اور لائق عالم ملے، جن کی کوششوں سے مصر اور شمالی افریقہ فقہ مالکی کا حلقہ بگوش ہو گیا۔ امام شافعیؒ کو بو یطی، مزنیؒ اور ربیع جیسے محنتی اور ذہین شاگرد ملے، جنہوں نے فقہ شافعی کو مرتب و منقح شکل میں پیش کر دیا۔ امام احمدؒ کی فقہ کو ابن قدامہؒ جیسا مصنف اور محقق حاصل ہوا، جس نے المغنی جیسی عظیم الشان تصنیف کی، جو فقہ اسلامی کے وسیع ذخیرہ میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔

فقہ حنفی کی ترجیحات و امتیازی خصوصیات:

ان تمام حضرات کے فقہی مذاہب پر اگر نظر ڈالی جائے۔ تو ان میں سے ترجیح اور امتیاز فقہ حنفی کو حاصل ہے۔ جس کی بے شمار وجوہ میں سے چند ایک یہ ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی ولادت ۷۰ھ میں ہوئی۔ اگرچہ سنہ ولادت میں اختلاف ہے، لیکن علامہ کوثریؒ نے قرآن و دلائل سے اسی کو ترجیح دی ہے۔ امام عظیمؒ امام مالکؒ سے کم از کم پندرہ (۱۵) سال بڑے تھے۔ اور امام اعظمؒ تابعی تھے یا چھبیس صحابہ کرام سے امام صاحبؒ کی ملاقات ثابت ہے۔ امام اعظمؒ سے امام مالکؒ کا تلمذ بھی ثابت ہے۔ نیز امام اعظمؒ کے متعلق فرماتے کہ بے شک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں، نیز فرماتے کہ وہ اگر کمری کے ستون کے بارے میں دعویٰ کر بیٹھتے کہ یہ سونے کا ہے تو اسکو بھی دلائل کی قوت سے ثابت کر دیتے۔ اور امام مالکؒ امام اعظمؒ کی کتابوں کی کھوج میں رہتے تھے، اور بڑی کوشش سے حاصل کر کے مطالعہ کرتے اور مستفید

ہوتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ ساٹھ ہزار مسائل امام صاحبؒ کے ان کو پہنچے۔ اور خود امام مالکؒ کا تالیفی دور امام صاحبؒ کی وفات کے بعد شروع ہوا ہے۔

ایک مرتبہ امام شافعیؒ نے امام مالک سے چند محدثین کا حال دریافت کیا امام مالکؒ نے ان کے احوال کا بیان فرمایا۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کا تو فرمایا (سبحان اللہ لم ار مثله) سبحان اللہ وہ عجیب شخص تھے خدا کی قسم! میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔

(الخیرات الحسان ص ۲۹) (اضافہ از مرتب)

بڑے بڑے اولیاء کرام بھی فقہ حنفی کے پابند رہے:

امام ابو حنیفہؒ صرف محدث اور فقیہ ہی نہ تھے، بلکہ تصوف اور تزکیہ نفس کے بھی بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ کے روحانی خلفاء میں حضرت ابراہیم بن ادہمؒ، داؤد طائیؒ، ابو حامد غفاریؒ، شقیق بلخیؒ، معروف کرخیؒ، ابو یزید بسطامیؒ، فضل بن عیاضؒ، خلف بن ایوبؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ، وکیع بن الجراحؒ، ابو بکر وراقؒ رحمہم اللہ جیسے اولیاء کرام شامل تھے چنانچہ اس سلسلے میں ملامہ علاؤ الدین حصکفیؒ کے عربی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ کما فی الدر المختار قولہ: ((وقد اتبعہ علی مذهبہ کثیر من الاولیاء الکرام ممن اتصف بثبات المجاہدۃ و رکض فی میدان المشاہدۃ کابراہیم ابن ادہم و شقیق البلخی و معروف الکرخی و ابی یزید السطامی و فضل بن عیاض و داؤد الطائی و ابی حامد الغفاری و خلف بن ایوب (در مختار علی هامش رد المختار ج ۱/ ۴۰) (اضافہ از مرتب)

ترویج فقہ حنفی:

ابتداء میں حنفی مذہب کے اثر و نفوذ کا سبب حنفی قاضیوں کا تقرر تھا۔ لیکن اس سیاسی اثرات کے علاوہ کچھ دیگر اسباب بھی حنفی مذہب کے برآمد عزیزی کی باعث تھے۔ مثلاً عام لوگوں کا حنفی مذہب سے مانوس ہو جانا، یا علماء حنفیہ کی وہ مساعی جمیلہ جو انہوں نے اس مذہب کو مقبول عام بنانے میں سرانجام دیں۔ یا وہ مناظرات اور مباحثے جو حنفی فقہاء اور دیگر مذہب کے علماء و فقہاء کے درمیان ہوتے رہے چنانچہ جب سیاسی قوت کمزور ہو گئی تو علماء ہی کی جدوجہد تھی جس نے مختلف بلاد و

امصار میں حنفی مذہب کو زندہ رکھا۔ اس ضمن میں علماء کی کوشش ایک نہج پر قائم نہیں رہی بلکہ رفتار زمانہ کے پیش نظر اس میں کبھی قوت رونما ہوئی اور کبھی کمزوری واقع ہوئی۔

جن بلاد و امصار میں علماء اثر و رسوخ کے حامل تھے وہاں یہ مذہب پھلا پھولا اور برگ و بار لایا، لیکن جہاں علماء کمزور تھے وہاں مذہب بھی کمزور پڑ گیا۔ اب ہم ان بلاد کا ذکر کرتے ہیں جہاں یہ مذہب زندہ رہا۔ ہم پہلے بلاد مغرب اور مشرق شہروں کا ذکر کریں گے۔

(اضافہ از مرتب)

امام اعظم کا مولد و مسکن اور علمی، فقہی، سیاسی سرگرمیوں کا مرکز کوفہ علم شہر ہے کوفہ حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا کیونکہ کوفہ میں ہزاروں صحابہ مقیم رہے۔ طبقات ابن سعدؒ کی روایت کے مطابق کوفہ میں تین سو (۳۰۰) صحابہ کرام بیعت الرضوان میں شریک ہوئے والے اور ستر (۷۰) بدری صحابہ تھے۔ اور امام صاحبؒ کی درگاہ کوفہ کے سرپرست اعلیٰ باب علم حضرت سیدنا علی المرتضیٰؑ ہیں اور صدر مدرس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ اور ان دونوں حضرات کے علوم حدیث و فقہ پر امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی بنیاد ہے۔ سراج المہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ان کے اقران کے مذہب کو امام ابو حنیفہؒ زیادہ لازم پکڑنے والے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ کے مذہب کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتاویٰ اور حضرت علی المرتضیٰؑ کے فیصلے اور قاضی شریحؒ وغیرہ کے فیصلے تھے۔

سب کا علم دو میں:

حضرت علی المرتضیٰؑ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق علامہ ابن قیمؒ امام مسروقؒ کا قول اعلام الموقعین میں نقل فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کو دیکھا تو سب کا علم چھ (۶) صحابہؓ میں موجود پایا۔ حضرت علیؑ، حضرت عبداللہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو درداءؓ، حضرت ابی بن کعبؓ پھر ان چھ کو جانچا تو ان کا علم حضرت علی المرتضیٰؑ، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں پایا۔

فقہ حنفی کی بنیاد اور اساس :

حضرت علی المرتضیٰؓ تو باب علم ہیں، ان کا تو کہنا ہی کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علم و فضل پر آنحضرت ﷺ کو وہ اتنا ہوا تھا کہ آپؐ نے ان کو چار سندوں سے نوازا تھا۔ سند قرآن مجید، سند حدیث، سند فقہ، سند سیاست، لوگوں کو ان سے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی تو امام صاحبؒ کی فقہی بنیاد ۱۰۰ (۲) حضرات کے علوم پر ہے۔ اسلئے امام صاحبؒ کی فقہ ائمہ اربعہ کی فقہ میں تابعی فقہ اور رائج ترین فقہ معلوم ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ کے ۲۲ ثلثیات فقہ حنفی کی مرہون منت ہیں :

مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ کے علماء میں اعلم تھے، حالانکہ امام صاحبؒ کے زمانہ کے علماء میں، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، سفیان ثوریؒ، مسعرؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ و بعد با محدثین تھے جن کے شاگردوں میں اصحاب صحاح ستہ کے مہتمد اساتذہ تھے۔ یہ مکی بن ابراہیم حدیث و فقہ میں امام صاحبؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ وغیرہ کے استاذ ہیں۔ امام بخاریؒ ان کی شمار دی پر جس قدر ذکر کریں کم ہے، کیونکہ صحیح بخاریؒ کو جو بائیس (۲۲) ثلثیات کا فخر حاصل ہے، ان میں گیارہ (۱۱) احادیث ان ہی کے طفیل سے ہیں۔ اور باقی میں سے بھی نو (۹) ثلثیات حنفی روایت سے ہیں اور دو (۲) غیر حنفی روایت سے ہیں۔ تو امام بخاریؒ کی صحیح بخاریؒ کی ثلثیات جس شیخ کا فیض ہے، اس کے شیخ (امام اعظمؒ) پر قلت حدیث کا طعن کرنا انتہائی ظلم، زیادتی ہے۔

امام اعظمؒ کی رائے تشریح حدیث ہے :

حضرت مولانا عطاء الرحمن خان نوذلیؒ اپنے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ فقہ کا ماخذ کتاب اللہ، سنت رسول اللہؐ ہیں۔ حضرت امام اعظمؒ کا فقہ میں بلند مقام کے بارے میں حافظ محمد بن یوسف اسدانی الشافعیؒ اپنی کتاب عقود الجمان میں لکھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے ”امام ابو حنیفہؒ بڑے حفاظ حدیث اور ان کے فضلاء میں تلمذ کرتے ہیں۔ اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا علم ان نہ ہوتا؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ امام اعظمؒ نے فقہ کی بنیاد

حدیث اور حفاظ حدیث میں تھے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ امام ابو داؤدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ان اباحنیفۃ اماماً (تذکرہ ۶۰ ج ۱ بحوالہ مقام ابی حنیفہؒ) اس سے متبادر حدیث کی امامت ہے۔ سب کے نزدیک مسلم امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”امام ابو حنیفہؒ کی رائے“ کو لفظ مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو، یعنی جو حقیقت ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ وہ شخص ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی رسائل میں ان کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم تسلیم کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں دوسروں کو بے علم تک کہہ دیا ہے۔ ابن مبارکؒ کی رائے کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے، کہ پھر تو امام صاحبؒ کو باقی ائمہ کرامؒ کی نسبت ذخیرہ حدیث بھی زیادہ پہنچا تھا، جبکہ امام صاحبؒ کی ہر رائے کو حدیث کی تفسیر و تشریح کہا جائے اور شاید اسی لئے ابن مبارکؒ نے امام صاحبؒ کو امام اعظمؒ کا لقب دیا تھا۔

عملی زندگی سے مطابقت:

ماہنامہ مینات مطبوعہ ماہ صفر ۱۳۹۱ھ میں تحریر ہے۔ امام صاحبؒ کا یہ مدون شدہ قانون اس وقت کے تمام علماء اور والیان ریاست کے کام آیا، عدالتوں میں سرکاری طور پر داخل کر لیا گیا اور اسی کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ یحییٰ بن آدمؒ فرماتے ہیں قضی بہ الخلفاء والائمه والحکام واستقر علیہ الامر خلفاء حکام اور ائمہ امام صاحبؒ کے مدون کردہ فقہ کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے بالآخر اسی پر ہونے لگے۔ (موفق ج ۲ ص ۴۱)

امام ابو یوسفؒ چونکہ عباسی خلافت کے ابتدائی مراحل میں ہی محکمہ عدلیہ کے قاضی القضاۃ (Chief Justice) کے عہدے پر متمکن ہو گئے تھے، اس لئے آپؒ نے اکثر و بیشتر فقہ حنفی کے ماہرین کو قضاۃ مقرر کیا۔ اس طرح فقہ حنفی محض ایک ”کتابی قانون“ نہیں رہا۔ بلکہ اسے عملی زندگی میں رائج ہونے کا موقع ملا۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۹۷)

کسی قانون کی افادیت اور برتری دو چیزوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ اول اس کی ذاتی صلاحیت و واقعیت کہ وہ انسانی زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے کی ٹھیک صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہو، ورنہ اسے قانون نہیں بلکہ ”نادر شاہی حکم“ کہنا چاہئے۔

دوم: قوت نافذہ۔ یعنی اس کی افادیت منوانے کیلئے اسے قوت و اقتدار حاصل ہو، ورنہ بہتر سے بہتر اور اعلیٰ اصول پر مبنی قانون بھی اپنی اصلاحی و فلاحی صلاحیتوں کو اجاگر نہیں کر سکتا۔ غالباً کسی فلسفی شاعر نے اسی بنا پر کہا ہے:

لیس یجلی الحق رأی مسدد اذالم تؤیدہ بسیف مہند

ترجمہ: حق کو مطلقاً دلیل کی قوت سے نہیں منوایا جاسکتا جب تک کہ اس کی پشت پر قوت نافذہ موجود نہ ہو۔ چنانچہ فقہ حنفی کے نفاذ و اشاعت کی خاطر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے اسباب مہیا ہوئے کہ بیشتر حکومتوں نے اسی کو عدالتی قانون کے طور پر اپنایا۔ خلافت عباسیہ کے ابتدائی دور میں ہی امام ابو یوسف قاضی القضاۃ (Chife Justice) مقرر ہوئے۔

(زر کلی: الامام ج ۳ ص ۱۱۶۶)

جس کے سبب سلطنت عباسیہ کے حدود بخارا اور سمرقند سے مراش تک اور سندھ سے آرمینیا و روس تک پھیلے ہوئے تھے، تمام علاقوں میں فقہ حنفی کے ماہر قضاۃ مقرر ہوئے اس لئے فقہ حنفی کے حصول کی طرف لوگوں کی رغبت فطری امر تھا۔ خلافت عباسیہ کی سیاسی گرفت ڈھیلی پڑی تو افغانستان اور ماوراء النہر کے علاقوں پر غزنوی حکومت نے اہل السنۃ کے فقہی مذاہب میں سے فقہ حنفی کو عدالتوں میں جاری کیا۔ کچھ عرصہ کے لئے مصر کے فاطمی خلفاء نے بغداد اور گرد و نواح سمیت اور حجاز تک غلبہ حاصل کر لیا اور خلافت عباسیہ کو بے دخل کرنے کے ساتھ ساتھ عدالتوں سے فقہ حنفی کو بھی نکال باہر کیا۔ مگر یہ صورت حال زیادہ عرصہ برقرار نہ رہ سکی اور خلافت عباسیہ کے زیر اثر سلجوقی حکمرانوں نے مصر سمیت تمام خطوں میں دوبارہ عباسی خلافت اور حنفی فقہ کو زندہ کر دیا۔ (ابوزہرہ: ابو حنیفہ ص ۴۶۶، سیرۃ النعمان ص ۲۳۲) خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد خلافت عثمانیہ نے بھی اپنے حدود میں فقہ حنفی کو ہی رائج کیا۔ ہندوستان میں خاندان غلامان اور اس کے بعد مغل حکمرانوں نے بھی فقہ حنفی کو ہی سرکاری فقہی مذہب کے طور پر اپنایا۔ (شروائی: امام ابو حنیفہ اور ان کے ناقدین ص ۷۰)، (ابوزہرہ: ابو حنیفہ ص ۴۶۲، علامہ محمد زاہد الکوثری: مقالات الکوثری)

اسی وجہ سے ہندوستان افغانستان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں ایک دور وہ بھی آیا ہے کہ

جب لوگوں کو کسی مسئلہ کے بارے میں حدیث سنائی جاتی تو وہ کہتے ”ہمیں تو ابو حنیفہ اور اس کے شاگردوں کی بات بتاؤ“ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ص ۴۵)

کیونکہ ان لوگوں کو یقین تھا کہ ابو حنیفہؒ حدیث کی سب سے بہتر تشریح کر سکتے تھے۔ اور ان کا مذہب حدیث کے خلاف نہیں۔

اس طرح فقہ حنفی کی جڑیں بہت مضبوط اور عوامی زندگی میں گہری اتر گئیں اور ظالموں کی چیرہ دستیوں کے باوجود مسلم دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ تھا جس میں فقہ حنفی کی تعلیم کے ادارے موجود نہ ہوں۔ بلکہ فتنہ تاتار کے بعد تو مشرقی علاقوں میں سوائے احناف کے تعلیمی مراکز کے کسی بھی اسلامی فقہی مذہب کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب کے اسماء الرجال کا تذکرہ ایک الگ کتاب میں کیا ہے جس میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی بہت تعریف و توصیف کی ہے لیکن ان کا تذکرہ امام مالکؒ کے بعد رکھا ہے۔ محقق وقت ملا علی القاری نے مرقاة شرح المشکوٰۃ میں اس پر تنقید کرتے ہوئے مختلف وجوہ سے امام مالکؒ پر امام صاحبؒ کی فضیلت ثابت کی ہے۔ اس ضمن میں مذہب حنفی کی شہرت کا ذکر فرماتے ہیں:-

واما معرفتہ فمعروفة لانہا عمت الخلق شرقاً و غرباً سيما في بلاد ما وراء النهر و ولاية الهند والروم فانهم لا يعرفون اماماً غيره ولا يعلمون مذهباً سوى مذهبه ترجمہ: رہی ان کی شہرت تو اس کے کیا کہئے، کیونکہ مشرق و مغرب خاص کر ماوراء النہر کے علاقے، برصغیر ہند اور ترکی وغیرہ میں تو آپ کے سوا کسی دوسرے امام کو ادگ جانتے ہی نہیں اور آپ کے (فقہی) مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب کو سیکھتے ہی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج ۱/ ص ۲۷) بشکریہ ماہنامہ بینات صفر ۱۳۹۱ھ

اس معرفت و شہرت کے دیگر اسباب میں سے ایک وہ سبب بھی تھا، اور نہایت قوی تھا، جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔

اکثر سلاطین اسلام فقہ حنفی کے گرویدہ تھے:

چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد جمیل خان اپنے کتاب (حیات امام اعظم ابو حنیفہ) میں ارقام فرماتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کی فقہ کو جس قدر قبولیت حاصل ہوئی اتنی دوسرے ائمہ کی فقہ کو حاصل نہیں ہوئی۔ ترک سلاطین جس کی حکومت مشرق وسطیٰ میں رہی، فقہ حنفی کی پیروی کا رتھے۔ اسی طرح برصغیر پر حکمرانی کرنے والے تمام سلاطین غوری، غزنی، خاندان غلامان تغلق، مغلیہ سب کے سب فقہ حنفی کے مقلد تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے فقہ میں کتاب التفرید مرتب کی۔ فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں فتاویٰ تاتار خانہ مرتب کیا گیا۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر کی زیر سرپرستی فتاویٰ عالمگیری مرتب کیا گیا، جو دیار عرب میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہے جو سند اور دلیل مانا جاتا ہے ساتویں صدی ہجری میں شام کے حکمران الملک المعظم عیسیٰ بن الملک العادل الایوبی المتوفی ۵۴۳ھ نے فقہاء کا ایک بورڈ اس لئے مرتب کیا کہ امام ابو حنیفہ کا فقہی مسلک مدلل طور پر جمع کر دیا جائے، چنانچہ اس بورڈ نے (التذکرۃ) نامی کتاب (دس جلدوں میں مرتب کر دی جو سلطان کوزبانی یاد تھی) (کشف ص ۲۷۷ جلد ۱) چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں قولہ

فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم فاكثر قضاتها ومشائخ اسلا
فيها حنفية يظهر ذلك لمن تفصح كتب التواريخ وكان مدة ملكهم خمسمائة
سنة تقريباً واما الملوك السلجوقيون وبعدهم الخوارزميون فكلهم حنفيون
وقضاة ممالكهم غالبها حنفية واما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان ايد الله
تعالى دولتهم ما كثر الجديدان فمن تاريخ تسعمائة الى يومنا هذا لا يولون
القضاء وسائر مناصبهم الا الحنفية قاله بعض الفضلاء (ردالمحتار ص ۲۹ ج ۱ مطبوعہ
بيروت) ترجمہ: عباسی دور حکومت کا مذہب اگرچہ ان کے دادا کا مذہب تھا کہ اکثر قاضی مشائخ
حنفی تھے۔ ان باتوں سے تاریخی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ ان کی مدت حکومت تقریباً ۵۵۰ سال ہے
ان کے بعد سلجوقی حکمران اور ان کے بعد خوارزمی سب ہی حنفی تھے۔ اور ان ممالک کے قاضی بھی

اکثر و بیشتر حنفی تھے اور ہمارے زمانہ کے حکمران یعنی آل عثمان اللہ تعالیٰ ان کی حکومت کو تائید سے سرفراز فرمائے) بھی حنفی تھے۔ اس طرح نو سو برس کا عرصہ اس حال میں گزرا کہ قاضی اور دوسرے اکثر اہل مناصب حنفی تھے جیسا کہ بعض فضلاء نے کہا ہے۔ (شامی بحوالہ، حیات امام اعظم ابو حنیفہ ص ۱۳۰ مؤلفہ مولانا محمد اہمل خان)

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم اپنے معروف علمی کاوش (فتاویٰ رحیمیہ) میں مولانا عبدالرشید نعمانی کے تحریر کا اقتباس نقل کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے آپ کشور ہند کے تمام فتحوں اور غازیوں کی تاریخ اور ان کے حالات پر نظر ڈالئے۔ محمود غزنوی سے لیکر اورنگزیب عالمگیر تک سید احمد شہید بریلوی تک کوئی غیر حنفی فاتح اور غازی نہیں ملے گا اس زمانہ میں عوام و خواص سب کے سب عقیدہ و عمل کے لحاظ سے حنفی مذہب کے پیرو تھے چنانچہ کشمیر کے بارے میں محمد قاسم فرشتہ کے الفاظ ہیں۔ رعایائی آن ملک کلہم اجمعین حنفی مذہب اند (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۳۷) یعنی اس ملک کے تمام رعایا حنفی تھے اور اس سے قبل تاریخ رشیدی کے حوالے سے ناقل ہے حیدر در کتاب رشیدی نوشتہ کہ مردم کشمیر تمام حنفی مذہب بودہ اند (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۳۶) یعنی تاریخ رشیدی میں مرزا حیدر نے تحریر کیا ہے کہ کشمیر کے لوگ حنفی مذہب کے پیرو تھے، اور حضرت مجدد الف ثانی مغل امپائر کے فرمانروا کے بارے میں رقمطراز ہیں 'سلطان وقت خود حنفی می گیرند و از اہل سنت میداند' یعنی بادشاہ خود اہل سنت اور حنفی ہے، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحصیل التعارف فی الفقہ والتصوف میں ارقام فرماتے ہیں (واہل الروم و ما وراء الهند حنفیون) اہل روم اور اہل ہند سب حنفی ہیں۔

حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ روزے در حدیث لو کان الدین عند الشریا لسنالہ رجال اور جل من هؤلاء یعنی اہل فارس و فی روایۃ لسنالہ رجال من هؤلاء لاشک نہ اکرہ می کریم۔ فتنیہ گفت امام ابو حنیفہ درین ستم داخل است کہ خدائے تعالیٰ علم فقہ را بدست دے شائع ساخت و جمع از اہل اسلام را بان فقہ مہذب گردانید خصوصاً در عصر متاخر کہ ذی

دولت تین مذہب است و بس۔ در جمیع بلدان، جمیع اقالیم بادشاہان حنفی اند و قضا و اکثر مدرسان و اکثر عوام حنفی اند (کلمات طبیبات مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ مکتوب یازدہم طبع مطبع العلوم مراد آباد ۱۳۰۸ھ) یہ آپ تفسیرات میں فہمات ہیں (و جہتہ المملوک و عامۃ البلدان متسذہبیں بسذہب ابی حنیفہ) (تفسیرات البیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۱۲) یعنی عام سلاطین اور تمام ممالک کے باشندے۔ امام ابو حنیفہ کے پیروکار ہیں۔ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

اگر ہنگامہ بصیرت سے دیکھا جائے۔ تو مسلمان اور عادل بادشاہوں کا فقہ حنفی کو اپنانا محض اسلئے تھا۔ کہ وہ اپنے مسئلہ اور حاشیہ کا حل انہیں یا اس کے پیش کردہ کلیات اور قواعد میں پالیتے تھے۔ اسلئے وہ اس کے مرید رہے اور یہ فقہ حنفی کے جامع اور کامل ہونے کی ایک مستقل دلیل ہے کہ وہ نامساعد حالات میں بھی ترقی پذیر رہے۔ اس لئے ان نے مسائل و احکام اور حوادث و نوازل میں بغیر فقہ کے ان کو کوئی شیخ حل نظر نہ آیا فقہ حنفی کے بغیر کسی اور امام کی فقہ میں ان نیت تثنیٰ کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔ تو وہ فقہ حنفی کے دامن میں کیوں پچھا لیتے؟ اور اس کے مرید و اور دلدادہ کیوں ہوتے؟

فقہ حنفی کو ترجیح اس وجہ سے بھی حاصل ہے کہ اس کے اصول و ضوابط شوریٰ کے ذریعے طے ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ کوفہ کے اندر کتاب و سنت کی روشنی میں وضع قوانین اور حل حوادث و نوازل کیلئے ایک مجلس شوریٰ قائم تھی۔ جو حضرت امام ابو حنیفہ کی نہ کردہ گی میں مسائل پر غور و خوض کیا کرتی تھی۔ اور اس مجلس شوریٰ اور محفل مذاکرہ کے اراکین اپنے وقت میں چوکی کے فقیہ، محدث اور قیاس دان حضرات تھے، جو آزادی رائے کے ساتھ مسائل میں رائے زنی کرتے تھے، اور کافی بحث و تمحیص اور مناظرہ کے بعد جب سب کی رائے متفق ہو جاتی، تو پھر وہ مسائل قید تحریر میں لائے جاتے تھے۔ اور مندرجہ ذیل کے ان کی تدوین کی جاتی تھی۔

اراکین مجلس تدوین فقہ حنفی تمام امام بخاری و امام مسلم کے شیوخ اور

اساتذہ تھے:

حضرت مولانا عطاء الرحمن خان فہل اپنے مقالے میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔ یہ ایک بالکل واضح حقیقت ہے کہ اجتماعی سعی، انفرادی کوشش سے بہر حال اعلیٰ اور افضل رہتی ہے۔ اور اس

طر ایقہ سے جو مسائل طے کئے جائیں گے، ظاہر بات ہے کہ ان میں خطا اور غلطی نسبتاً بہت ہی کم ہوگی۔ اگرچہ یہ طر ایقہ بھی معصوم من الخطا کا درجہ اور مقام تو حاصل نہیں کر سکتا، مگر اسمیں غلطی کا امکان بہر حال کم رہتا ہے۔ اور شوریٰ کا مستحسن اور مفید ہونا خود قرآن کریم سے مثلاً و امرہم بشوریٰ بینہم اور نیز متعدد صحیح احادیث اور خلفاء راشدین کے عمل اور دیگر دلائل شرعیہ سے بالکل روشن اور واضح ہے، جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ واضح رہے کہ مجلس تدوین فقہ کے متعین اراکین تو چالیس (۴۰) ہی تھے جنہیں امام صاحب نے اپنے ایک ہزار شاگردوں سے منتخب کیا، جو سب مجتہد تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے صد ہا محدثین و فقہاء بھی اکثر اوقات حدیثی و فقہی بحثوں کو سنتے۔ اور ان میں اپنے علم و صواب دید کے موافق کہنے سننے کا برابر حق رکھتے تھے۔ اور یہ چالیس متعین افراد اپنے وقت کے بڑے بڑے مجتہد اور بعد کے علماء واجلہ محدثین امام احمد، امام بخاری، امام مسلم وغیرہ کے شیوخ کے شیوخ اور استاذوں کے استاذ تھے۔ اسی لئے بعض مصنفین نے تصریح کی ہے، کہ اگر صحاح ستہ اور دوسری مشہور کتب حدیث میں سے امام اعظم کے تلامذہ کے سلسلہ کی احادیث و آثار و الگ کر لیا جائے، تو ان میں باقی حصہ بمزاح صغر رہ جائے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ کی فقہی مجلس شوریٰ کے جلیل القدر علماء:

فتاویٰ رحیمیہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاہوری ان حضرات کے اسماء ورائی کا تذکرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ اس اہم کام کو انجام دینے کیلئے امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے ہزاروں شاگردوں میں سے جن چالیس ماہرین اشخاص کو منتخب فرمائے اور ایک کمیٹی کی تشکیل کی ان کے اسماء مبارکہ درج ذیل ہیں۔

- | | |
|---|-----------------------------------|
| ۱: امام زفر متوفی ۱۵۸ھ | ۲: امام مالک بن مغول متوفی ۱۵۹ھ |
| ۳: امام داؤد طائی متوفی ۱۶۰ھ | ۴: امام مندل بن علی متوفی ۱۶۸ھ |
| ۵: امام نصر بن عبدالکریم متوفی ۱۶۹ھ | ۶: امام عمرو بن میمون متوفی ۱۷۱ھ |
| ۷: امام حسان بن علی متوفی ۱۷۳ھ | ۸: امام ابو نعیمہ متوفی ۱۷۳ھ |
| ۹: امام زبیر بن معاویہ متوفی ۱۷۳ھ | ۱۰: امام قاسم بن معین متوفی ۱۷۷ھ |
| ۱۱: امام حماد بن الامام اعظم متوفی ۱۷۷ھ | ۱۲: امام بیاج بن بسطام متوفی ۱۷۷ھ |

- | | |
|---|--|
| ۱۳: امام شریک بن عبد اللہ م ۱۷۸ھ | ۱۴: امام علی بن طہیان متوفی ۱۹۲ھ |
| ۱۵: امام عافیہ بن یزید متوفی ۱۸۰ھ | ۱۶: امام ابو یوسف متوفی ۱۸۲ھ |
| ۱۷: امام محمد بن نوح متوفی ۱۸۲ھ | ۱۸: امام بشیم بن بشیر اسلمی متوفی ۱۸۰ھ |
| ۱۹: امام اسد بن عمر متوفی ۱۸۸ھ | ۲۰: امام ابو سعید تکلی بن زکریا متوفی ۱۸۳ھ |
| ۲۱: امام فضل بن عیاض متوفی ۱۸۷ھ | ۲۲: امام محمد بن الحسن متوفی ۱۸۹ھ |
| ۲۳: امام علی بن مسہر متوفی ۱۸۹ھ | ۲۴: امام یوسف بن خالد متوفی ۱۸۹ھ |
| ۲۵: عبد اللہ بن ادریس متوفی ۱۹۲ھ | ۲۶: امام فضل بن موسیٰ متوفی ۱۹۲ھ |
| ۲۷: امام عبد اللہ بن مبارک متوفی ۱۸۱ھ | ۲۸: امام حفص بن غیاث متوفی ۱۹۳ھ |
| ۲۹: امام کعب بن جراح متوفی ۱۹۷ھ | ۳۰: امام ہشام بن یوسف متوفی ۱۹۷ھ |
| ۳۱: امام شعیب بن اسحاق متوفی ۱۹۸ھ | ۳۲: امام تکلی بن سعید لقطان متوفی ۱۹۸ھ |
| ۳۳: امام ابو حفص بن عبد الرحمن متوفی ۱۹۹ھ | ۳۴: امام ابو مطیع بلخی متوفی ۱۹۹ھ |
| ۳۵: امام خالد بن سلیمان متوفی ۱۹۹ھ | ۳۶: امام عبد الحمید متوفی ۲۰۳ھ |
| ۳۷: امام حسن بن زیاد متوفی ۲۰۴ھ | ۳۸: امام ابو عاصم النبیل متوفی ۲۱۲ھ |
| ۳۹: امام مکی بن ابراہیم متوفی ۲۱۵ھ | ۴۰: امام حماد بن دلیل متوفی ۲۱۵ھ |

یہ حضرات سب کے سب درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ پھر ان چالیس میں سے دس بارہ حضرات کی ایک مخصوص مجلس تھی جس کے رکن امام ابو یوسف، امام زفر، داؤد طائی، یوسف بن خالد، تکلی بن زکریا زاندہ، امام محمد، عبد اللہ بن مبارک اور خود امام ابو حنیفہ تھے۔ (الجواہر المصنیۃ جلد ۱ صفحہ ۱۴، امام اعظم ابو حنیفہؒ ص ۱۷۸، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴/ ص ۲۳۲)

فقہ حنفی اور دور اندیشی :-

حضرت مولانا عطاء الرحمن خان ذیل اپنے مقالے میں ارقام فرماتے ہیں۔ فقہ حنفی کا نظریہ یہ تھا کہ نہ صرف اپنے وقت کے موجود مسائل کو طے کیا جائے بلکہ جو حوادث و لوازل آئندہ بھی تا قیام قیامت پیش آسکتے ہیں ان سب کا فیصلہ کیا جائے۔ بخلاف اس زمانہ کے دوسرے محدثین واکابر کے حتیٰ کہ امام مالک وغیرہ کا بھی نظریہ یہ تھا کہ صرف ان مسائل کی تحقیق کی جائے جو پیش آچکے ہوں۔ وہ فرضی مسائل

کے جوابات بھی نہیں دیتے تھے۔ اسلئے یہ فقہ حنفی کی بڑی خصوصیت و فضیلت ہے، اسی خصوصیت کی وجہ سے کہ ملا علی قاری نے اپنے ایک رسالہ میں تصریح کی ہے کہ امام صاحب کے مقلدین بلاشبہ ہر دور میں دو تہائی رہے ہیں جن میں بڑے بڑے اہل علم، اتقیا اور سلاطین ہونے ہیں۔

فقہ حنفی اور متابعت حدیث:

حضرت علامہ شمیمی فرمایا کرتے تھے کہ حنفیہ کی اکثر جزئیات احادیث کے ماتحت نکلیں گی۔ بخلاف دیگر مذاہب کے کہ ان کے یہاں تخصیصات زیادہ ہیں۔ اسی لئے حنفیہ کا مذہب زیادہ اسف (واضح) ہے۔ اسی وجہ سے اکابر محدثین نے ان کے اقوال پر فتویٰ دیئے اور ان کی فقہ کی توثیق کی۔ ابن جریجؒ سے منقول ہے کہ امام صاحب کا ہر فتویٰ ایک اصل مکمل پر مبنی ہے یعنی قرآن و حدیث پر۔

تدوین فقہ اجتہاد ابن مسعودؓ کی تکمیل ہے:

اجتہاد و استنباط کا طریقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے شروع ہوا۔ سراج الامة امام اعظمؒ نے اسکو کمال پر پہنچا کر تدوین فقہ کی ہم سر کرائی۔ تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ مسائل و جزئیات کو منقح کرا کر ان کو ابواب پر مرتب کرایا۔ جن سے کتاب الفرائض، کتاب الشروط وغیرہ تصنیف ہوئیں۔ پھر آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر امام مالک، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر، امام شافعی، امام احمد وغیرہ کبار ائمہ مجتہدین نے اصول فقہیہ و تفہیم وغیرہ مرتب کر کے ترقیات کیں۔ اور فقہ، اصول فقہ پر اور اصول حدیث و رجال پر بہترین کتابیں وجود میں آئیں۔ سب سے پہلے علم اصول فقہ میں امام ابو یوسفؒ نے امام اعظمؒ کے مذہب پر کتابیں لکھیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے علما، امت کی سہولت کیلئے سب سے پہلے تدوین کتب اور ابواب کی ضرورت محسوس کیا۔ اور اس میں ایک بہترین مثال قائم کی۔ جیسا کہ امام سیوطی، امام صاحب کی خصوصیات نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں انہ اول من دون الشریعة ورتبہا ابوابا ثم تبعہ مالک س انس فی ترتیب المؤطا ولم یسق اباحنیفہ احد (تبیض الصحیفہ ص ۳۶ بحوالہ مقام ابی حنیفہ) ترجمہ سب سے پہلے انہوں نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور ابواب میں اسکی ترتیب دی ہے۔ پھر امام مالکؒ نے موطا میں ان کی پیروی کی ہے، امام ابو حنیفہؒ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ غرضیکہ تدوین کتب کا سہرا امام صاحب کے سر پر ہے۔ اور تدوین مسائل کی تعداد بھی

اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ جبکہ المدونہ میں جو امام مالکؒ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) مسائل ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے قرابی ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل اپنی زبان سے بیان کیے جن میں اڑتیس ہزار (۲۸۰۰۰) عبادات سے تعلق رکھتے ہیں اور پچیس ہزار (۳۵۰۰۰) معاملات سے۔ (مقالہ مولانا عطاء الرحمن)

ماہرین کی رائے:

کسی شخص کی فنی مہارت کا صحیح اندازہ اس وقت لگایا جاسکتا ہے جب موافق و مخالف نقطہ نظر رکھنے والے تمام ماہرین اس کی بے اختیار تعریف و توصیف پر مجبور ہو جائیں، چنانچہ ذیل میں ہم قارئین کے استفادہ کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے شان میں چند ماہرین کے آراء پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

علامہ ابن خلدونؒ کی رائے:

مشہور مورخ علامہ ابن خلدونؒ المالکی فقہ مالکی پر فقہ حنفی کی فوقیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کی سر زمین اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھی اس لئے جو پختگی حنفی فقہ کو نصیب ہوئی وہ فقہ مالکی کو نصیب نہ ہو سکی۔ (مقدمہ ابن خلدون، ص ۴۷۵) و انسی لا استطیع کنہ صفاتہ نہلا ولو ان اعضائی جمیعاً تکلم ترجمہ اگر میرے تمام اعضاء بھی بولنے لگیں تو پھر بھی اس کی تعریف و توصیف کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

امام مالکؒ کی رائے:

مولانا عطاء الرحمنؒ اپنے مقالے میں ارقام فرماتے ہیں۔ انہ شائد رحمہم اللہ تعالیٰ نے امام اعظمؒ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ بھی امام صاحب کے علوم و مناقب اور ان کی فقہ کی ترجیح پر زبردست دلیل ہے۔ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ میرے سامنے ایک شخص نے امام مالکؒ سے پوچھا، کہ کیا آپ نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا ہاں میں نے ایسا شخص دیکھا ہے کہ اگر اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے تو اس پر بھی دلیل قائم کر سکتا ہے۔ (مناقب ذہبی ص ۱۹ بحوالہ انوار الباری) امام مالکؒ اکثر اقوال امام صاحبؒ کے اختیار کرتے تھے، اور آپ کی آراء و اقوال کی تلاش میں رہتے تھے، اکثر مسائل میں امام صاحبؒ کے اقوال کو معتبر جانتے تھے۔ موسم حج و

زیارت میں امام صاحب کا انتظار کیا کرتے تھے، جب امام صاحب مدینہ طیبہ حاضہ ہوتے، تو کافی وقت امام صاحب کے ساتھ علمی مذاکرات میں گزارتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی لمبی بحث چلی اور امام مالک، امام صاحب کی مجلس سے اٹھے، تو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ تلامذہ نے عرض کیا کہ آپ کو بہت پسینہ آیا، امام مالک نے فرمایا کہ ہاں! ابو حنیفہ کے ساتھ بحث میں ایسا ہوا۔ اور تم ان کو کیا سمجھتے ہو وہ تو بہت بڑے فقیہ ہیں۔ (مقالہ مولانا عطاء الرحمن)

امام شافعیؒ کی رائے:

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔ کیونکہ میں نے ان سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں قبیح ہوگا۔ اور نہ فقیہ بنے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ ابو حنیفہ فقہ کے مربی اور مورث اعلیٰ ہیں۔ امام احمد سے ابن حجر نے نقل کیا کہ ابو حنیفہ علم و تقویٰ، زہد و اختیار آخرت کے بار۔ میں ایسے مقام پر فائز تھے۔ کہ کوئی ان کو نہیں پہنچ سکتا۔ (اضافہ از مرتب) غیر مقلد عالم جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا اعتراف ملاحظہ فرمالیجئے آپ نے حضرت امام ابو حنیفہ کو اس حدیث میں داخل مانا ہے۔ اب انست کہ ہم امام دران داخل آست و جملہ محدثین فرس با اشارۃ النسخ (اتحاف ص ۴۲۴)

امام اعظمؒ کے حق میں حدیثی بشارت:

چنانچہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاہوریؒ فتاویٰ رحیمیہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ ایک حدیث مبارک میں ہے: لو کان العلم بالشر یا لتناولہ اناس من ابناء فارس (مسند احمد ص ۲۹۶ ج ۲ بحوالہ انوار الباری) اگر علم شر یا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اسکو وہاں سے حاصل کر لیتے۔ جس طرح امام سیوطی، شافعی، اور علامہ ابن حجر کئی شافعی وغیرہ بہت سے علماء کرام نے اس کا اولین مصداق حضرت امام ابو حنیفہؒ کی ذاتِ رامی کو قرار دیا ہے، اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اس حدیث کا مصداق امام صاحب کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے مکتوبات میں ہے، کہ ایک روز اس حدیث پر ہم نے گفتگو کی، کہ ایمان اگر شر یا کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس کے کچھ لوگ یا ان میں ایک شخص اسکو ضرور حاصل کر لیتا۔ فقیر نے کہا

کہ امام ابو حنیفہ اس حکم میں داخل ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ نے مہفتہ کی اثبات آپ ہی کے ذریعہ
کرائی۔ اور اہل اسلام کی ایک جماعت کو اس فقہ کے ذریعہ مہذب کیا۔۔۔ اس نئے دور میں کہ
حکومت دین کا نہ مایہ بھی مذہب ہے، سارے ملکوں اور شہروں میں بادشاہ بنی ہیں، تہذیبی حنفی ہیں،
اکثر علماء نے اسے اپنے اگلے امام، اور اکثر عوام بھی حنفی ہیں۔ (کلمات خیابات ص ۱۶۸ بحوالہ
نور الہادی) (مقتلہ ولانا و ملا و رحمن)

قرآن و روایات حدیث سے جتنی حدیث معمولی بن گئیں اختلاف سے ساتھ بناری و مسلم میں جتنی سے ایمان کے ساتھ بنائے گئے ہیں بنادی و صرف وہ جتنی سے نقل کرنے سے بعد رہتے ہیں فہمدا اصل صحیح یحتمد علیہ السلام و الفہمدا مہم یوٹلی سے مہم کئی و یدر متاخرین علم، مثلاً شیخ محمد یوسف صاتی و ناشتی و حضرت شامہ اللہ پانی پتی و حضرت شیخ ابوالخیر علی نے بھی پورے وثوق کے ساتھ اپنا مفاد مہم یوٹلی اور آپ کے احباب کو قرار دیا ہے۔ (از مرتب)

چنانچہ حضرت ابو حریزہؓ کے راوی ہے فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ لو كان
الإنسان عداً للربا لذهب به رجل من فارس أو قال من ابناء فارس حتى يتساوله
(مسلم جلد ۲ ص ۳۱۲ بخاری حصہ ۲ ص ۵۶) یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس نہ ہوتا تو دنیا و فاس میں
ایک آنس ان لوگوں سے حاصل کر لیا۔ یہ شافعی روایت ابن قیمؒ من ابی حمزہ اور بروایت
شیخ ابن قیس بن معدن بہو کے التذلل نقل فرماتے ہیں ان سنی علماء نے کہا کہ کان العلم
معلفنا بالربا لتساوله او قال لتساوله خود من ابناء فارس سو قول صحیح ہے۔ فرماتے
ہیں اگر تم ثریا پہ بھی متعلق ہوگا تو اس کو اپنا فارس کی ایک قوم (پنجہلو) بنا دینا۔ اس لئے ہی
(شامی جلد ۱ صفحہ ۴۹) ان احادیث کے متعلق جن کو امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے
روایت کی ہے وہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کا صحیح مصداق امام ابو حنیفہؒ
ہیں۔ امام سیوطیؒ کے اس قول کے متعلق ان کے ایک شاگرد فرماتے ہیں (ما حزرہ مدنی بخانا من
ان ابا حنیفۃ هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء

فارس فی العلم مبلغہ یعنی وہ بات جو ہمارے شیخ علامہ سیوطی نے فرمائی ہے کہ اس حدیث کا صحیح مصداق امام ابو حنیفہ ہے بالکل صحیح ہے اس لئے کہ ابنا فارس میں سے کوئی بھی امام ابو حنیفہ کے برابر کا نہ ہوگا (شامی ص ۴۹ ج ۱) (بحوالہ فتاویٰ رحمہ اللہ ج ۴/۲۱۵)

انہ کہارفتہ حنفی کے خوشہ چیں تھے:

مولانا محمد علی کاندھلوی اپنے کاوش "امام اعظم اور علم حدیث" میں ارقام فرماتے ہیں۔
امام ابوبار میں سے تقریباً اکثر نے امام صاحب سے بلا واسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ امام مالک نے مدینہ میں امام صاحب کے قیام کے دوران آپ کے حلقہ درس میں شرکت کی۔ (مولانا محمد علی کاندھلوی: امام اعظم اور علم حدیث: ص ۲۴۹)
امام شافعی نے امام محمد اور امام وکیع کے واسطے سے آپ سے علمی نسبت قائم کی۔ دیگر شواہد کے علاوہ امام شافعی کے وہ مشہور اشعار بھی ہیں جن میں ضعف حافظہ کا مانع ذکر کیا ہے (تاریخ العرب العربی ص ۳۸۴، مقدمہ ابن خلدون ص ۲۹، الذہبی: العرب ص ۳۰۲)۔

فرمایا: شکوت الی وکیع سوء حفظی فاوصانی الی ترک المعاصی
فقال لأن العلم نور من إله و نور الله لا يعطى لعاصی
ترجمہ: میں نے اپنے استاد وکیع ابن الجراح سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترک معاصی کی وصیت کی۔ کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور وہ گناہ گاروں کو نہیں ملا کرتا (گویا یہ غلت سوء حفظ کی بتائی) (ترجمہ از مرتب)

وکیع ابن الجراح کی رائے:

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاہوری امام وکیع کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ یہی امام وکیع جو امام شافعی، امام احمد، اسحاب ستہ کے کبار شیوخ میں سے ہیں۔ امام صاحب سے بہت حسن ظن رکھتے تھے اور آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی مجلس میں بولی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بہت مشکل تھا وہ کھڑے ہو گئے۔ اور ٹھنڈی مائیں بہا کر بہت دیر تک یہ فائدہ وہ شیخ (ابو حنیفہ) کہاں ہیں جن سے یہ اشکال حل ہو جائے۔ اند فہ وقع یہ ما حدیث

فیه غموض فوقف و تنفس الصعداء و قال لاتنفع الندامة این الشیخ فیفرج عنا
(کروڑ کی جہاد - فی - ۵)

(۲) میں نے اسی شخص سے جو ابو حنیفہ سے افتد اور اچھی طرح نماز پڑھنے والا ہو ملاقات نہیں
کی۔ (حدائق حنفیہ صفحہ ۷۸)

امام احمد بن حنبل نے امام شافعی، یحییٰ بن سعید القطان اور عبد اللہ بن المبارک کے واسطے سے
امام صاحب سے نسبت ہی قائم کی۔ آپ کے شاگردوں سے بڑی فراخ دلی سے علوم حدیث و فقہ
حاصل کئے حتیٰ کہ بقول ابن خلدون کہ ان کا خود مرتبہ علم حدیث میں بہت بلند تھا مگر پھر بھی فقہ
حنفی ہی کے خوشہ چیں بن گئے۔ (مقدمہ ابن خلدون) (بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج: ۴/۲۲۳)

امام مالک کے بارے میں تو بعض لوگوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ وہ امام صاحب سے
فیصلوں کے حصول کی جستجو میں رہتے اور لوگوں کو انہی کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیتے۔ گویہ خطاب
نہ کرتے کہ یہ ابو حنیفہ کے فیصلے اور فتاویٰ ہیں۔

شاید اسی وجہ سے امام مالک اور امام صاحب کے استنباط میں بڑی حد تک موافقت پائی جاتی
ہے۔ (ایضاً)

تدوین فقہ امت پر احسان عظیم ہے:

مشہور حدیث ہے عن سلساں قال قال بعض المشرکین وهو يستهزیئ انی
لاری صاحبکم بعلمکم حتی الخراء قلت اجل امرنا ان لانستقبل القبلة ولا
نستنجدی یا ایماننا ولا نکتفی بدور ثلاثة احجار لیس فیہا رجیع ولا عظم (”رواہ
مسلم“ مرقاة المفاتیح ج: ۱ ص ۳۱۶) سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ بعض مشرکین نے مجھ سے
تمہارا کہا کہ تمہارا ساتھی (نبی کریم ﷺ) تمہیں پیشاب، پاخانہ تک کی باتیں بھی سکھاتا ہے،
میں نے کہا کیوں نہیں (یہ بھی سکھاتا ہے) آپ نے ہمیں اس حالت میں قبلہ کی طرف منہ
رہنے والے ہاتھ سے استنجا کرنے، تمین و سیاواں سے کم پر اکتفاء کرنے اور لید اور ہڈی سے
استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یعنی عملی زندگی کو طہارت و پاکیزگی کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے اصول کے ساتھ ساتھ جزئیات تک کی تعلیم ایک ایسا احسان عظیم ہے کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ استنباء وغیرہ کے مسائل بظاہر معمولی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت کو دیکھا جائے تو انسانی نجات کا مدار انہی پر ہے۔ یہ دیکھ کر طہارت صلوٰۃ وغیرہ مبادیات مقصد و وسیلے شرطِ اول ہے۔ اور صلوٰۃ کی صحت پر نجات کا مدار ہے۔

امام صاحبؒ اور آپ کے شاگردوں نے اصول کے ساتھ جزئیات کو بھی اس طرح مرتب کر کے کتاب و سنت سے انسانی زندگی کا مکمل عملی تطابق پیدا فرما کر امت مسلمہ پر عظیم احسان کیا ہے۔ جس کا اعتراف آپ کے جمعہ وں نے بھی کیا ہے۔ علامہ کردیری نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ:

عامر بن فرات انسلی امام اعظم کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ کی خدمت میں محمد بن یزید آتے تھے۔ ایک دن عامر نے خدمت پر چھا، کیا تو نے امام ابو حنیفہ کی کتب پڑھی ہیں؟ ”نہی“ نے عرض کیا: میں تو طالب حدیث ہوں، ابو حنیفہ کی کتب فقہ و کلام میں ہیں مجھے کیا فائدہ دیں گی۔

عامرؒ نے فرمایا خدا کی قسم ستر سال سے برابر آثار کا علم حاصل کرتا رہا ہوں۔ لیکن امام صاحبؒ کی کتابوں کے مطالعہ سے پہلے میں اچھی طرح استنباء بھی نہیں کر سکتا تھا۔ (خلاف از مرتب)

فقہ حنفی کی مقبولیت اور چند دیگر خصوصیات:

- حضرت مولانا محمد اجمل خان دامت برکاتہم اپنے کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔
- (۱) فقہ حنفی کے مسائل حکم اور مصالح پر مبنی ہیں اور رعایت روایت کے ساتھ اصول و روایت کے عین مطابق ہیں۔
- (۲) فقہ حنفی دوسری تمام فقہوں کی بہ نسبت نبایات آسان اور سہل العمل ہے۔
- (۳) فقہ حنفی میں معاملات کے حصہ میں وسعت، استحکام اور باتوحدی، جو تہمین کیست، نہ ضروری ہے، تمام فقہوں سے زیادہ ہے۔
- (۴) فقہ حنفی نے غیر مسلم رعایا کو نبایات فیضی اور آزادی سے متوقع بنائے، جس سے نظم معاملات میں بڑی سہولت ہوتی ہے۔
- (۵) احکام مخصوصہ میں امام ابو حنیفہ نے جو پہلو اختیار کیا ہے، مودود و نبایات قوی و مردانہ۔

(نوٹ) ان خصوصیات کی تفصیل کیلئے سیرت النعمان مؤلفہ امام شہابی نعمانی حصہ دوم لا حظ فرمائے۔ (بحوالہ حیات امام اعظم ابو حنیفہ ص ۱۴۵، ۱۴۶)

(۶) اسلام کے، تہائی آبادی اسی فقہ کے پیروکار ہیں چنانچہ مالکی قاری نے بیان فرمایا ہے:

الحنفية ثلثي المؤمنين (حنیفہ کل مسلمانوں کے دو تہائی ہیں) (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۴ ج ۲)

(۷) امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں عرفی رسول اللہ ﷺ ان فی المذهب الحنفیة طریقة انیقة ہی اوفق بالسنة السعروفة التي جعلت ونقحت فی زمن البخاری و اصحابه (فیوض الحرمین ص ۱۳۶) ترجمہ: مجھے خود رسول کریم ﷺ نے بتلایا کہ مذہب حنفی ایک ایسا پتہ پرہیزگاریت سے جو اس مشہور مسنون طریقہ کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ جس کو بخاری اور اس کے اصحاب نے صحیح (درست کر کے) جمع کیا ہے۔

(۸) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب تمام مذاہب سے پہلے جمع کیا گیا ہے اور سب سے آخر ختم ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض اہل کشف نے فرمایا ہے و مذہبہ اول المذاہب تدوینا و آخرہ انقراضا کما قالہ بعض اہل الکشف (میزان کبریٰ ج ۱: ص ۴۳)

فقہ حنفی کے امتیاز، امام کروری کے زبان سے:

حضرت مولانا مفتی غلام قادر نعمانی مدظلہ العالی اپنے رسالہ ”وسعة الفتی“ میں امام کروری کے زبان سے نقل کرتے ہیں۔

و اما قدمنا مذهب الامام علی سائر المذاهب لتقدم مرتبته علی سائر السرائب ولانه اقدم واقوم. واحکم واسبق، واحق وادق، واقصر و احصر وایسر. واجمع وامنع، واسهل واوصل، وافرض وامحض واحسن واقرب. واوضح واصح، وللقرآن اکثر موافقة، وللسنة اشد مساوقة. وللصحابه اکثر اتاعا ومع السلف او فر اجماعاً، واصلاح سلفاً، وارجح خلماً، واعلم واعظم اصحاباً، واقطع جواباً صواباً، واحق مبانی وادق معانی،

واثبت اساساً واقوى قياساً ، واطيب مطاعم وما كل ، واعدل بين الحلال ،
 وانفق على الارامل ، وترك لأكل اموال الناس بالباطل ، واكثر تخفيفاً على
 العواقل ، واصح مزارع ومعامل ، واوصل ارحاماً وانفذ احكاماً ، واقلبهم في
 الصلوة عشاء وكلاماً ، واكثرهم للمساكين اطعاماً ، واقلبهم للحيوان ايلاًماً ،
 واكثرهم نكاحاً للامامى ، واعفهم عن اكل اموال اليتامى ، واحسنهم عند قراءة
 القرآن والخطب انصاتا ، وفضلهم فى الصلوة دعاء وتأملاً ، واوفاهم يسيراً ،
 واحسنهم طلاقاً ، وانقدهم عتاقاً ، واقلبهم للسعير ارهاقاً واشدهم لاسر العدو
 وثاقاً ، واحفظ لاوقات العبادات واضبط ، واقلبهم تكليفاً للأطفال ، واكثرهم
 توسعة على العيال ، واجملهم عند جرح الشاهد فى المقال ، واحسنهم تحكيمياً
 للحال ، واكثرهم عند تلاوة القرآن سجوداً ، واجملهم بالمسلمين ظناً ،
 واكرههم للماء الذى استعمل ، واكثرهم زكوة ، واخلصهم لله صلوة ،
 وامنعهم للنساء عن النكاح عند غيبة الارواح ، واكثرهم سترأ عن العيوب
 واشدهم تنفساً عن المكروب ، واقلبهم للصلوة تفويتاً واحسنهم لها توقيتاً ،
 واشدهم بين الفوائت للترتيب ، واكثرهم تعظيماً وتوقيراً للامام ، وامنعهم من
 قتل النسوان ، والاقتداء فى الصلوة بالصبيان ، واهجرهم لس عنى ورقص ،
 واحسنهم اعراضاً عن اللبؤ وفضلهم قولاً فى سجود السجود ، واشدهم على
 العدو وأغلظ ، وعلى قتل البغاة اشدوافظ واطهرهم ماء وانظفهم اباء ،
 واحوطهم رضاعاً ، واكبرهم صاعاً ، وابسطهم فى الصدقات يدا وباعاً ، واقلبهم
 تنا ولا للميتة عند الاضطرار ، وامنعهم للنساء عن السفر بلا محرم ، واكرمهم
 لصلاة التراويح ، واكثرهم للنساء نفقة ، واشدهم لحق الجار اعترافاً ، واتمهم
 غسلاً ، وازجرهم لاهل الافك والشرية (من قب الامام العظيم المكرم رضى عن ٢٦)
 (بحواله وسعة الفتى الحنفى ص ٢١) (مؤلفه مولانا مفتي غلام قادر نعماني)

ترجمہ اور جمع نے امام صاحب کے مذہب کو جملہ تمام مذاہب پر اس کے مقدم کیا کہ وہ مرتبہ کے لحاظ سے تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ مقدم، مضبوط، محکم، سبقت کرنے والا (باقی) محقق، یقین، اور مختصر، صحیح، آسان و جامع اور مانع۔ آسان اور زیادہ مقصد کو پانے والا سب سے زیادہ یقین اور خیر خواہی کرنے والا اور محاسب اور قربت حاصل کرنے والا اور زیادہ واضح اور زیادہ صحیح اور کشف قرآن مجید سے، الفتت کرنے والا اور سنت کو زیادہ رائج کرنے والا اور صحابہ و ائمہ جزیہ و متابعان کرنے والا اور سلف کے ساتھ زیادہ صلح و اجماع کرنے والا اور خلف کیلئے زیادہ پیروی کرنے والا اور زیادہ علم و عظمت والا۔ دلیس تو طبع اور صحیح جواب والا۔ مباحی اس کے زیادہ اہل حق ہیں۔ اور مباحی اس کے زیادہ باریک ہیں اس کے بنیاد اور قیاس زیادہ مضبوط ہیں اور اس کے فوائد و فائز زیادہ پائے ہیں۔ اور حلال کو اچھی طرح سے واضح کرنے والا۔ بیواؤں پر زیادہ خرچ کرنے والا اور باطل طریقے سے لوگوں کے مال کھانے کو ترک کرنے والا اور مالوں پر زیادہ تکلیف کرنے والا۔ عزائم و معاملات میں سب سے زیادہ صحیح و رشتہوں کو زیادہ جوڑنے والا اور زیادہ موزیہ و نفع دہ کرنے والا اور نماز میں بہت کم غیبت اور کم باتیں کرنے والا۔ اور مساکین کو زیادہ امداد دینے والا۔ اور غریبوں کو نفع دہ کرنے میں بہت کم تکلیف دینے والا۔ کنواروں کے زیادہ نکاح کرنے والا۔ اور یتیموں کے اموال کو کھانے سے احتیاط کرنے والا۔ قرآن و خطبہ سننے میں سب سے زیادہ بہتہ سامع نماز میں، اماورائین سب سے بہتر ادا کرنے والا۔ قسم میں زیادہ وفا کرنے والا۔ ملاقی دینے میں سب سے بہتر اور غلاموں کو آزاد کرنے میں زیادہ رعایت دینے والا۔ تنگ دست کے ساتھ حسن و عاقل کرنے والا۔ دشمن کی گرفت اور قید میں سب سے زیادہ شہید اور سخت و اوقات و محبات کے زیادہ صبر و ضبط و بچوں کو سب سے کم تکلیف دینے والا۔ اور اہل و عیال پر زیادہ خرچ کرنے والا۔ اور معاملے میں گواہ پر بہتہ طریقے سے جرح کرنے والا۔ حال میں احسن فیصلہ دینے والا۔ اور تلاوت قرآن کے وقت زیادہ سجدہ کرنے والا۔ اور مسلمانوں سے بہتہ حسن ظن کرنے والا۔ اور مستعمل پانی کو زیادہ دونا پسند کرنے والا۔ اور زیادہ زکوٰۃ دینے والا۔ اور خالص نماز اللہ کے لئے دینے والا۔ اور شہر کے گم شدہ کی حالت میں بیوی کو نکاح سے بھتی سے منع کرنے والا۔

زیادہ تر چسپانے والا، مصیبت زدہ و سب سے زیادہ امداد دینے والا نمازوں و بہت کم فوات کرنے والا نمازوں کی اوقات کی تقرری میں زیادہ پابند اور قضا نمازوں میں زیادہ ترتیب رکھنے والا، مامولی زیادہ تعلیم و تدریس کرنے والا، عورتوں کو قتل کرنے اور بچوں و اطفال سے زیادہ منع کرنے والا، پانے و نہ پینے والوں سے زیادہ دور رکھنے والا، اور ابو اعقاب سے اچھی طرح اجتناب کرنے والا، مسجد و جہ میں افضل قول والا دشمن اور باغیوں کے قتل کرنے پر زیادہ سخت پائی اور برتن سے لحاظ سے سب سے زیادہ پاک اور صاف تر رضاعت کے مسائل میں بہت محتاط اور صانع اس کا سب سے بڑا صدقات میں بڑا فراخ دل اور کشادگی والا، اور اخطار میں مرد و جانوروں کو بہت مسرت دینے کی ترغیب دینے والا، اور عورتوں کو بلا محرم سے نہ کرنے سے سختی سے منع کرنے والا، اور نماز اور تراویح میں زیادہ وقار و مرتبہ والا، اور عورتوں کو زیادہ نفقہ دینے والا، پردہ کی حق کا زیادہ لحاظ رکھنے والا، نامل و نام غسل کرنے والا، بیوی اور بہتان باندھنے والوں کو زیادہ ڈرانے والا مذہب ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

باب دوم

امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام ایک امتیازی خصوصیت

امام صاحب کا یہ باب دراصل مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی بانی کانفرنس و
مؤتمم جامعہ المرکز الاسلامی بنوں کا پیش کردہ مقالہ بعنوان (امام ابو حنیفہ کا مقام
تابعیت اور سند میں عالی مقام و مرتبت ایک امتیازی خصوصیت) برائے دوسری
بنوں فتنہی کانفرنس 18-17 اکتوبر 1998ء کا نمونہ ہے۔ ادارہ نے امام ابو حنیفہ
کے موضوع پر تمام مقالات کو کتابی شکل میں مرتب کرتے وقت اس کے ساتھ جگہ
جگہ مفید اور مناسب اضافہ کر کے زیب قرطاس بنائی اور مستقل عنوانات کا اضافہ
کیا۔ (اورد)

امام ابو حنیفہؒ کا مقام تابعیت اور سند میں عالی مرتبت مقام:

تعلیم و تربیت ذوق علم، بحث و مناظرہ اقتصادی مسائل تا جرانہ خصوصیات، سیاسی تحریکات، جادو و اقدار سے نفرت بے باکانہ حق گوئی، مدح و قدح کی کثرت، معاصرین کا اعتراف و تم و فضل، امعان فکر، وقت نظر، حاضر و ماضی، جذبہ اخلاص، رعب و وہد بہ، ان تمام صفات کو ایک طرف رکھ کر صرف اور صرف امام اعظمؒ کی تابعیت اور روایت عن الصحابہؓ ان کے زندگی کا ایک روشن باب ہے۔ (از مرتب)

اس وقت جبکہ بعض کم علم و کم فہم حضرات بغیر کسی تحقیق کے ابو حنیفہؒ کے مقام کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں ضروری ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو جو امتیازی شان و مقام دیگر ائمہ کی نسبت حاصل ہے۔ کم از کم ایک حنفی طالب علم اس سے ضرور واقف ہو فقہ کے علاوہ ان کی محدثانہ حیثیت بھی ہے اور ساتھ ہی امام صاحب سند کے عالی مرتبت کے مقام پر بھی فائز ہیں جو دوسرے ائمہ کو حاصل نہیں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی خصوصیات میں سے ایک امتیازی خصوصیت جو کہ تاریخی اور دینی دونوں اعتبار سے نہایت اہم ہے وہ ان کی تابعیت ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ائمہ اربعہ میں امام صاحب کے علاوہ یہ منصب کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکا۔ اس تابعیت کی بنا پر امام ابو حنیفہؒ حضور ﷺ کے صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس نے امام صاحب کو اپنے تمام معاصرین اور بعد میں آنے والے تمام محدثین سے ممتاز کر دیا ہے دوسرے ائمہ کی اسانید عالیہ کو دیکھیں تو امام مالکؒ تبع تابعی ہیں اس لئے ان کی احادیث میں سب سے عالی ثنائیات ہیں امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی چونکہ کسی تابعی سے ملاقات نہیں ہو سکی اس لئے ان کی سب سے اعلیٰ مرویات ثلاثیات شمار کی جاتی ہیں امام مسلم و امام نسائی کی کسی تبع تابعی سے ملاقات نہیں ہوئی اس لئے ان کی سب سے اعلیٰ روایات رباعیات ہیں۔ جبکہ صرف ایک واسطہ سے حضور ﷺ سے روایت کرنے کا شرف صرف امام ابو حنیفہؒ کو ہی حاصل ہے۔

(جدید فقہی تحقیقات مقالہ مولانا محمد صدیق ماتانی ص ۱۲۷)

تابعی کی تعریف:

تنویر الحاسہ فی مناقب الائمۃ الثلاثہ میں تابعی کے تعریف کی متعلق یوں تحریر ہے۔ تابعی اس کو

کہتے ہیں جو صحابی سے ملا ہو۔ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ تابعی وہ شخص ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔ یہی مذہب مختار ہے۔ علامہ عراقیؒ نے کہا ہے کہ اکثر اسی پر عمل ہے اور حضرت محمد ﷺ نے اپنے اس قول سے بھی اس طرف اشارہ کیا (تابعی و صحابی کی طرف) کہ خوشخبری ہو، اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا یا اس کو جس نے مجھے دیکھے ہوئے کو دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ صحابیت اور تابعیت کیلئے فقط روایت کافی ہے، جس سے امام صاحبؒ تابعی ہونا یقیناً ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ امام صاحبؒ نے کئی صحابہ کو دیکھا ہے جیسا کہ شیخ جزری نے اسما، الرجال میں اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشدین میں اور صاحب کشف الکشاف نے سورۃ مؤمنین اور صاحب مرآۃ الجنان وغیرہ جیسے دیگر علما، تبصرین نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحبؒ کی صحابہ سے ملاقات ہوئی ہے۔ پس اب امام صاحبؒ کی تابعیت کا منکر تتبع قاصر یا تعصب وافر کا ہی شکار ہو سکتا ہے۔ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اپنی کتاب ”اقامۃ الحجۃ“ میں لکھا ہے کہ امام ذہبیؒ کا کشف میں لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ اور عطاء، اعرج اور عکرمہؒ سے احادیث کو روایت کیا ہے۔ اور یافعیؒ نے ”مرآۃ الجنان“ میں لکھا ہے کہ امام اعظمؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ بعض اہل تاریخ نے ملاقات کا انکار کیا ہے لیکن امام صاحبؒ کے شاگرد کہتے ہیں کہ ملاقات اور روایت دونوں حاصل ہونے میں تمییز الضحیفہ میں لکھا ہے کہ امام طبرانیؒ نے مستقل ایک کتاب تصنیف کی جس میں صرف وہ احادیث شامل کی گئی ہیں جو امام صاحبؒ نے صحابہ کرامؓ سے روایت کی ہیں۔ لیکن دارقطنیؒ سے یہی نقل کیا ہے کہ امام صاحبؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ شیخ ولی الدین عراقیؒ نے بھی فرمایا کہ روایت محقق ہے۔ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے ایک جماعت صحابہؓ کو پایا تھا کیونکہ

۸۰۔ میں پیدا ہوا اور اس وقت عبداللہ ابن ابی اوفی کوفہ میں اور حضرت انسؓ بصرہ میں تھے۔ اس کے علاوہ تابعیت و روایت عن الصحابہؓ کی نعمت سوائے آپ کے اور کسی امام کو حاصل نہیں ہوئی۔ ایں معادات بزور و باز و نیست۔ حماد، اوزاعی، قضاعی، ثورم، مسلم بن خالد، لیث بن سعد، غرض کسی امام کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکا۔

جو تبصر علما، امام اعظمؒ کی تابعیت کے قائل ہیں ان میں سرفہرست دارقطنیؒ، حمزہؒ، سمیعیؒ، جزریؒ،

اور توریشٹی (وغیرہم) ہیں۔

(تنویر الحاسہ فی مناقب الائمة الثلاثہ ص ۳۹) (بحوالہ جدید فقہی تحقیقات مقالہ مولانا محمد

صدیق ملتان ص ۱۲۷)

امام صاحب کے تابعیت مشہور و مسلم ہے:

علامہ ابن حجر بیہقیؒ مکیؒ نے الخیرات الحسان میں تحریر فرمایا ہے 'وفی فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر انہ ادرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانین فهو طبقة التابعین ولم یثبت ذالک لأحد من ائمة الامصار المعاصرین له کالاوزاعی بالشام والحنادین بالبصرة و الثوری بالكوفة و مالک بالمدينة الشریفہ واللیث بن سعد بمصر انتہی و حینئذ فهو من اعیان التابعین (الخیرات الحسان صفحہ ۲۱ الفصل السادس)

ایک ایسا شرف جس میں کوئی محدث ان کے ساتھ شریک نہیں:

ثلاثیات بخاری جنہیں امام بخاریؒ کیلئے ایک منفرد خصوصیت سمجھا جاتا ہے اس عالی مرتبہ سند میں امام اعظم امام بخاریؒ سے بھی اہم مقام پر فائز ہیں کہ ان کی جملہ روایات نہ صرف ثلاثی بلکہ آپ کی بعض روایات ثنائی اور احادی ہیں اور یہ ایک ایسا شرف ہے جس میں کوئی محدث و امام ان کے ساتھ شریک نہیں۔ امام صاحب کی کتاب الآثار سنن کی ایسی کتاب ہے جس کے مصنف کو تابعیت کا شرف حاصل ہو علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کو ایک ایسی فضیلت حاصل ہے جو کہ ان کے معاصرین کو حاصل نہیں ہے وہ فضیلت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ تابعی تھے۔

امام صاحب کے معاصرین میں شام میں امام اوزاعیؒ کوفہ میں سفیان ثوریؒ بصرہ میں حماد تھے مدینہ منورہ میں امام مالکؒ اور مصر میں اس وقت لیث بن سعدؒ تھے ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انس بن مالکؒ کی زیارت کی ہے اور خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ رایتہ مرار اکان یخضب بالصفرة میں نے متعدد مرتبہ حضرت انسؒ کو دیکھا ہے وہ زرد خضاب لگاتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ کے علاوہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت ابوالطفیلؓ، حضرت عامر واثلہ المتوفی ۱۰۲ھ ہجری۔ حضرت سہل بن سعدؒ وفات ۸۸ھ، حضرت سائب بن خالدؒ وفات ۹۱ھ، حضرت سائب بن یزیدؒ وفات ۹۱ھ۔ حضرت عبداللہ بن بسرؒ وفات ۹۶ھ، حضرت محمود بن ربیعؒ وفات ۹۶ھ کی زیارت کی ہے اسکے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ کی زیارت بھی ثابت ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی یہ حیثیت ان کی ایک امتیازی شان ہے جو دوسرے ائمہ معاصرین کو حاصل نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کو تابعی ماننے والے بھی امام کی ایک جماعت ہے ان میں:

- ۱۔ دارقطنی ۲۔ ابن سعد ۳۔ خطیب ۴۔ علامہ ذہبی
- ۵۔ حافظ ابن حجر ۶۔ حافظ عراقی ۷۔ علامہ سیوطی ۸۔ ملا علی قاری
- ۹۔ اکرم سندھی ۱۰۔ رابع معشی ۱۱۔ حمزہ سہمی ۱۲۔ امام یافعی
- ۱۳۔ علامہ جزری ۱۴۔ حافظ فضل اللہ تورپشتی ۱۵۔ علامہ ابن الجوزیؒ اور دیگر علماء شامل ہیں۔

علامہ ابن حجر استقانی کے فتاویٰ سے شارح مشکوٰۃ علامہ ابن حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ انسہ ادرک جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فنهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين له كالاوزاعي بالشام والحماديين بالبصرة والثوري بالكوفة ومالك بالمدينة الشريفة والليث بن سعد بمصر. امام ابو حنیفہؒ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا جو کوفہ میں تھے جبکہ ۸۰ھ ہجری میں وہاں پیدا ہوئے لہذا او تالبعین کے طبقہ میں ہیں اور یہ بات ان کے معاصر ائمہ امصار میں سے کسی کی نسبت جو شام میں تھے اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید کی نسبت جو بصرہ میں تھے اور سفیان ثوری کی نسبت جو مصر میں تھے ثابت نہیں ہوئی امام ابو حنیفہؒ کی صحابہ سے باقاعدہ روایات ثابت ہیں شیخ ابوبکر بن علی الحداد نے سات صحابہ کے نام ذکر کئے ہیں۔ بعض نے سبعة وامرأة اور بعض نے سبعة وامرأة ذکر کیا ہے۔ اس طرح امام ابو حنیفہؒ تابعی بھی تھے اور صحابہ سے ان کی باقاعدہ روایت ثابت ہے شیخ شرف الدین ابوالقاسم یعنی نے اپنے کتاب قائمہ العقیان میں

لکھا ہے کہ موافق و مخالف اور معاتب و موالف سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کرام سے روایت کی ہے لکھتے ہیں وان وقع الاختلاف فی عددہم فسنہم من قال سبعة و منہم من قال اکثر من ذلک و منہم من قال اقل من ذلک

روایات منقولہ از صحابہ کرام:

امام اعظم کے علوم سے بے اعتنائی کے سبب بعض سادہ لوح احباب مفسدین کے اس باطل خیال کو غیر شعوری طور پر کچھ سچ سمجھ گئے ہیں کہ امام ابو حنیفہ علم حدیث سے بے بہرہ تھے اور اگر انہیں متعارف طریقے سے حضرت امام صاحب کی سند سے کوئی حدیث مل جاتی ہے تو وہ اسے جدید انکشاف تصور کرتے ہیں حالانکہ عقل و دیانت کی روشنی میں علمی اعتبار سے یہ خیال قطعاً بے بنیاد اور غلط ہے حضرت مولانا عبدالحی اس الزام کے مفصل و مدلل تردید فرمانے کے بعد لکھتے ہیں ۔۔۔ مخالفین کا یہ الزام دلائل قطعیہ، عقلیہ، نقلیہ، یقینیہ بلکہ عینی مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ موطا امام محمد (کتاب الحج، کتاب الآثار، سیر کبیر، کتاب الخراج، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، تصانیف دارقطنی، تصانیف بیہقی، تصانیف طحاوی، تصانیف امام حاکم وغیرہ کتابوں میں امام اعظم ابو حنیفہ کے کئی سوا حدیث موجود ہیں (بمحصلاً) جو چاہے تعصب کی پٹی کھول کر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے صحابہ سے جو روایات نقل ہیں ان میں ایک حدیث یہ ہے روی الامام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الأنصاری صاحب امام ابو حنیفہ آخر ماقال ابو حنیفہ قال سمعت انس بن مالک يقول قال النبی ﷺ طلب العلم فريضة على كل مسلم

اس طرح امام ابو حنیفہ کی ایک اور روایت امام ابو یوسف نے نقل کی ہے قال، قال ابو حنیفہ سمعت انس بن مالک يقول سمعت رسول ﷺ يقول الدال على الخير كفا عليه و ان الله يحب اغاثة اللہفان

امام ابو حنیفہ نے علم فقہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چار ہزار مشائخ سے حدیث اور فقہ کو

اخذ کیا ہے ان میں سے تین سوتالبعی تھے ضروری ہے کہ ہر ایک حنفی اور فقہ حنفی کے استاد و طالب علم امام ابو حنیفہ کے مقام سے واقف ہوں اور سطحی علم کا وہ طائفہ جو امام صاحب کے بارے شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں ان کا وہ صحیح جواب دے سکیں

امام ابو حنیفہ کی روایت پر لکھی گئی اجزاء:

متعدد محدثین کرام اس پر کئی اجزاء لکھ چکے ہیں کہ امام اعظمؒ راوی عن الصحابہ ہیں۔ ان اجزاء میں جزء ابی حامد محمد بن ہارون الحضری، جزء ابی الحسین علی بن احمد بن عیسیٰ، جزء ابی بکر عبد الرحمن بن محمد بن احمد السرخسی اور ابن جوزی کی الانتصار والترجیح بھی شامل ہیں
(الخیرات الحسان)

امام اعظم کی روایت عن الصحابہ پر منظوم کلام:

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی اپنے منظوم کلام ”جواهر العقائد و در القلائد“ میں امام اعظمؒ کے روایت عن الصحابہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

معتقداً مذهب عظیم الشان	ابی حنیفۃ الفتی النعمان
جمعاً من اصحاب النبی ادرکا	اثرهم قد اقتفی و سلکا
طریقۃ واضحۃ المنہاج	سالمۃ من الضلال الداجی
وقد روی عن انس و جابر	ابن ابی اوفی کذا عن عامر
اعنی ابالطفیل ذاابن و اثلہ	وابن انیس الفتی و واثلہ
عن ابن جزء قد روی امام	وبنت عجرۃ ہی التمام
رضی الکریم دائماً	عنہم وعن کل الصحاب العظما

(بحوالہ درمختار)

علامہ عینیؒ کی تائید:

امام اعظم کے سماع عن الصحابہ کا ذکر اوآخر ”مدیۃ المفتی“ میں بھی ہے اور ادراک بالسن کا تو بیس صحابہ سے ثبوت ملتا ہے چنانچہ اوائل الفیاء میں ہے کہ محمد بن سعد نے کہا کہ سیف بن جابر

نے مجھے حدیث بیان کی کہ اس نے ابو حنیفہؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ عینیؒ نے بھی سماع ثابت کیا ہے، مگر الحافظ القاسم نے اس کا رد کیا ہے لیکن عینیؒ کی تائید محدثین کے اس قاعدے سے ہوتی ہے کہ ”راوی اتصال مقدم ہوتا ہے راوی ارسال اور انقطاع پر“ اس لئے کہ اس کے (راوی اتصال) کے پاس علم زیادہ ہوتا ہے۔

بعض محدثین نے کہا ہے کہ علامہ طاش کبریٰ نے نقول صحیحہ کو اثبات سماع میں خوب ذکر کیا ہے اور قاعدہ ہے المثبت مقدم علی النافی کہ ثابت کرنے والا مقدم ہے نفی کرنے والے پر۔ علامہ کردریؒ نے کہا کہ سید الحفاظ امام شہر دار بن فیروز الدیلمی و برہان الاسلام الغزنوی نے اسانید صحیحہ کیساتھ ذکر کیا ہے کہ۔ (امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ من قال لا الہ الا اللہ مخلصاً من قلبہ دخل الجنة و لو تو کلتہ علی اللہ حق تو کله رزقتم کما یرزق الطیر تغد خماصاً و تروح بطاناً۔

اور سید الحفاظ الدیلمیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس نے ابو حنیفہؒ کو دیکھا وہ فرماتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن اوفیٰ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے حبک الشی یعمی ویصم والذال علی الخیر کفاعله والذال علی الشر کمثله واللہ یحب اغاثۃ اللہفان (مناقب کردری)

ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ امام اعظمؒ نے اس حدیث متواتر من بنی مسجد اولو کم فحس قطا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنة کو روایت کیا۔ امام اعظمؒ نے واثلہ بن اسقعؒ سے دو روایتیں کیں اور انکی وفات ۸۶۷ھ میں ہوئی وہ حدیثیں یہ ہیں لا تظهر الشماتۃ لا خیک فی عافیہ اللہ ویتبلیک اور دع ما یریبک الی ما لا یریبک بعض اہل حدیث نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے واثلہؒ کو نہیں دیکھا قلت الامکان ثابت کہ (امکان ثابت ہے) اور ناقل عادل ہے۔ اور ثبت اولیٰ من النافی ہے اس کے علاوہ امام صاحبؒ نے جن جن حضرات سے روایتیں لی ہیں امام صاحبؒ کی وفات ان کی وفات کے بعد ہوئی ہے لہذا ان کی وفات کے

وقت امام صاحب ۶ سال سے کم مر کے ہوئے جیسا کہ حضرت ابن ابی اوفی کے انتقال کے وقت امام صاحب کی عمر ۸ یا ۸ سال کی تھی لہذا سماع محقق اور روایت صحیح بوئی "ابن صلاح" نے موسیٰ بن بارون الجمال سے روایت کی ہے جو حفاظ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب بچے گائے اور گدھے میں فرق کر سکے تو اس کا سماع حدیث معتبر ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر عاقل اور ضابط ہو تو سماع حدیث معتبر ہے قاضی حافظ عیاض بن موسیٰ انحصاری نے ذکر کیا ہے کہ محدثین نے محمود بن ربیع کی عمر کو سماع حدیث کے لئے سند کی حیثیت سے پیش کیا ہے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں "ترجمہ متی یصح سماع الصغیر" کے بعد عن محمود بن ربیع قال عقلت منه علیہ السلام مجة مجہا وجہی وانا ابن خمس سنین من دلو ایک روایت میں کان اربع ہے، ابن صلاح نے تحدید پانچ سال کی ہے بہر حال امام اعظم ان مروی عنہم کی وفات کے وقت کم از کم چھ سال کے تھے تو سماع من الصحابہ پر اشکال کرنا صحیح نہیں۔ یحییٰ بن معین جو امام بخاری کے بھی شیخ ہیں کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے عائشہ بن عجرہ سے حدیث کی سماعت کی۔ یحییٰ بن معین اپنے زمانے کے بڑے محدثین میں سے ہیں۔ اور امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ ابن معین ہمارے زمانے کے بڑے محدثین میں سے ہیں اس کے بعد سماع کا انکار محض تعصب اور ہٹ دھرمی ہے۔

امام صاحب کا تابعی ہونا تو اتفاقاً ثابت تھا مگر غیر مقلدین حضرات کو چونکہ اس میں کام تھا اس لئے یہاں ذکر کیا گیا۔

احادیث امام ابو حنیفہ:

جن حدیث کو راوی نے خود صحابی سے سنا ہو ایسی حدیثوں کو احادیث کہتے ہیں امام صاحب کی احادیث کی سند یہ ہیں

(۱) عن ابی حنیفۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ

(۲) عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ

(۳) عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ

(۴) عن ابی حنیفۃ عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ

- (۵) عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ
 (۶) عن ابی حنیفۃ عن عائشۃ بنت عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی ﷺ
 (التعلیقات ص ۷، التانیب ص ۲۱)

یعنی چہنچاہیوں سے آپ کا سماع حدیث کرنا ثابت ہے۔ نیز ان اسنادوں سے ثابت ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ تابعی ہیں۔

اور ترمذی میں یہ حدیث ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ ایسے مسلمان کو آگ نہ چھو بیگی جس نے (بحالت ایمان) مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ (ترمذی ص ۲۴۸)

اب حضرت امام اعظمؒ کو جو برا بھلا کہتے ہیں، خدا را غور کریں اور زبان روکیں۔

امام اعظمؒ کے اساتذہ حدیث یا صحابی ہیں یا تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں۔ یعنی قرون مشہود لہا بالآخر کے شیوخ ہیں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد بڑے محدث دو ہیں ایک امام شعبیؒ دوسرے سفیان ثوریؒ، حضرت شعبیؒ نے پچاس صحابہ سے ملاقات کی ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ۶ ص ۷۶) اور حضرت امام اعظمؒ امام شعبیؒ کے تلامذہ شاگردوں میں سے ہیں۔ چنانچہ امام ذہبیؒ کا قول گزر چکا ہے ہو اکبر شیخ لابی حنیفۃ (ج ۵ ص ۷۵) تاریخ العرب میں ہے کان من ابرز الذین تخرجوا عن الشعبی الامام ابو حنیفۃ المشہور (تاریخ العرب ص ۳۱۱) علامہ صفحیؒ نے منہ امام میں اس سند کے ساتھ روایت لکھی ہے ابو حنیفۃ عن الشعبی عن المغیرۃ بن شعبۃ قال رأیت رسول اللہ ﷺ یسبح علی الخفین۔ اس روایت کو حافظ طحطاوی بن محمد، حافظ حسین بن محمد، حافظ ابوبکر بن عبد الباقی اور امام محمد نے کتاب الآثار میں لکھا ہے۔

علامہ ذہبی نے عدد کثیر من التابعین کہا ہے کہ کثیر تعداد تابعین سے امام صاحب نے

روایت لی ہے۔

امام صاحب کی احادیات جن کی اسناد میں امام صاحب اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف

صحابی کا واسطہ گزر چکی ہیں۔ یعنی امام صاحب نے براہ راست خود صحابی سے اور صحابی نے رسول کریم ﷺ سے سنا ان کو احادیات کہتے ہیں اور اس طریق سند میں امام صاحب تمام ائمہ میں ممتاز ہیں اور کسی ائمہ مجتہدین میں ایسی علوسند موجود نہیں اور نہ اصحاب صحاح کے پاس ہے۔

ثنائیات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

دوسری ایسی روایات بھی امام اعظمؒ سے آئی ہیں جن میں امام صاحبؒ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان دو واسطے ہیں یعنی امام صاحب نے تابعی سے سنا انہوں نے صحابی سے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ایسی اسناد کو ثنائیات کہتے ہیں اور یہ ثنائیات مؤطا امام محمد میں موجود ہیں مثلاً

ابو حنیفۃ عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن عبداللہ بن بحینۃ قال سمعت ابا الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ

ابو حنیفۃ عن عبدالرحمن عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن عطیۃ عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن شداد عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن عطاء عن ابی سعید عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن عاصم عن رجل من اصحابہ عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن عون عن رجل من اصحابہ عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن محمد بن عبدالرحمن عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن مسلم بن الاعور عن مالک بن انس عن النبی ﷺ

ابو حنیفۃ عن محمد بن قیس عن ابی عامرانہ کان یهدی للنبی ﷺ

ان ثنائیات میں سوائے امام مالک کے اور کوئی ہمسرا امام صاحب کا نہیں ہے۔

علوسند کے اعتبار سے تیسرے درجے پر دو اسنادیں ہیں جن میں تین تین راوی ہوں، یعنی تبع تابعی، پھر تابعی، پھر صحابی، پھر رسول کریم ﷺ اس قسم کی سندوں کو ثلثیات کہتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ سے ثلثیات بھی مروی ہیں مثلاً

عن ابی حنیفۃ عن بلال عن وہب عن جابر عن النبی ﷺ

عن ابی حنیفۃ عن ابی موسیٰ بن عائشۃ عن عبد اللہ عن جابر عن النبی ﷺ

عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ عن ابی نجیح عن عبد اللہ بن عمر عن النبی ﷺ

یہ ثلثیات امام بخاری سے مروی ہیں اور ابن ماجہ میں ایسی روایات موجود ہیں۔ سو اگر آپ دیکھیں گے اور تلاش کریں گے تو حضرت امام بخاری کی ثلثیات تقریباً اکیس ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۱ ہیں مکی ابن ابراہیم کے واسطے سے

۵ ہیں ابو عاصم النبیل کے واسطے سے

۳ ہیں محمد بن عبد اللہ انصاری کے واسطے سے

۱ ہے خالد بن یحییٰ کے واسطے سے

۱ ہے عصام بن خالد کے واسطے سے

ان میں سے اول کے دو مشائخ مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل یہ امام بخاری کے طبقہ اولیٰ کے مشائخ میں ہیں مگر یہ دونوں مشائخ حدیث امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ (بشکر یہ ماہنامہ البلاغ

ص: ۴۲، ۴۳)

باب سوم

امام ابو حنیفہؒ کا علم حدیث میں مقام

یہ باب دراصل مولانا ابن الحسن عباسی استاد جامعہ فاروقیہ کراچی، مولانا محمد عبداللہ مدرسہ مفتاح العلوم چوک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا اور مولانا محمد ندیم خطیب جامع مسجد علامہ اقبال میڈیکل کالج نیو کیمپس لاہور کا پیش کردہ مقالات بعنوان (امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت) برائے دوسری بنوں فقہی کانفرنس 17-18 اکتوبر 1998ء کا مرتب کردہ مجموعہ ہے مقالات کی اتحاد موضوع کے پیش نظر ادارہ نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرتے وقت مکررات کو حذف کر کے ہر مضمون کے ساتھ مستقل عنوانات کا اضافہ کر کے کتاب کے صفحات کی زینت بنائی تاکہ مضامین کتاب میں تنوع اور امتیازات ملحوظ خاطر رہے۔ امید ہے قارئین اس سے حظ وافر حاصل کر لیں۔

(ادارہ)

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت کیلئے آسمانی کتابیں نازل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کو سمجھانے اور انسانیت کی مکمل ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ہر نبی اپنے اپنے علاقہ اور دور تک انسانیت کی ہدایت کیلئے مکمل طور پر کوشاں رہے اور فریضہ رسالت کو مکمل اور دیاختداری کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا۔ اور پھر آخر میں قیامت تک کیلئے تمام انسانیت بلکہ جنات تک کی ہدایت کیلئے سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس فریضہ کو صحابہ کرامؓ نے سنبھالا۔ پھر تابعین اور فقہاء کرام نے۔ اور احادیث مبارکہ میں انہیں کی طرف اس ذمہ داری کو لوٹایا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے العلماء ورثة الانبیاء اس فریضہ کی اشاعت کیلئے بہت سی فقہیں معرض وجود میں آئیں، وہ ایک خاص دور اور وقت تک چلیں مثلاً عبداللہ بن مبارک کی فقہ۔ لیکن مروجہ چار فقہوں کے علاوہ باقی فقہیں منشاء الہی کے تحت تقریباً دنیا سے ختم ہو گئیں۔ اور پھر یہ چار فقہیں امت کا معمول بننا بنتی رہیں۔ پھر ان میں سے بھی اللہ رب العزت نے فقہ حنفی کو فوقیت اور قبولیت عامہ بخشی۔ اس وقت پوری دنیا کی اکثریت میں فقہ حنفی ہی کا عروج ہے اور لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں۔ ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کو یہ مقام عند اللہ زیادہ سے مقبولیت کی وجہ اور امام صاحب کی ذات عالی اور شخصیت کی وجہ سے ملا۔ امام اعظمؒ نہ صرف یہ کہ مجتہد اور فقیہ تھے بلکہ ان کے سردار تھے۔ امام صاحبؒ دیا سرچ ہیں اور باقی حضرات ستارے۔ چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں الناس عیال فی الفقہ علی ابی حنیفہ (مکانة الامام ابی حنیفہ بین المسحذین صفحہ ۹۸) (مقالہ مولانا محمد عبد اللہ) فتاویٰ رحیمیہ میں الخیرات الحسان کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ الخیرات الحسان میں اس پر مستزاد یہ بھی لکھا گیا ہے ما رأیت ای علمت احداً افقہ منہ میں نے ان سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ دوسری جگہ میں تحریر ہے من لم ينظر فی کتبہ لم يتبحر فی العلم ولا یتفقہ، جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ علم میں تبحر ہوگا۔ اور نہ فقیہ بنے گا۔

(الخیرات الحسان ص ۲۹ فصل نمبر ۱۳ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴/۲۲۵)

امام صاحب کا طلب حدیث:

امام صاحب کا آبائی پیشہ تجارت تھا، اسی لئے آپ نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اسی کو ذریعہ معاش بنائے رکھا۔ انہی میں کسب معاش اور اس طرح وافر مقدار میں اشاعت علم درحقیقت دو متضاد راہوں پر بیک وقت گامزن ہونے کی پہلی مثال آپ نے قائم کی۔ آپ نے اپنے علم کو امراء و سلاطین کی عطیات کا بھی شرمندہ احسان نہیں بنایا۔ ریشمی کپڑے کی تجارت کا کام تھا، لاکھوں کا کاروبار تھا۔ عراق، شام، ایران و عرب کی طرف مال سپلائی کیا جاتا تھا، انہی تجارتی امور کی وجہ سے شہروں اور بازاروں میں آپ کی آمد کثرت سے رہتی تھی۔

ایک دن گزرتے ہوئے امام شعمی سے ملاقات ہو گئی، امام شعمی نے دریافت کیا صاحبزادے! کیا کرتے ہو؟ کہاں آتے جاتے رہتے ہو؟ جواب دیا کہ تجارت مشغلہ ہے، اسی سلسلہ میں آمد و رفت رہتی ہے پھر امام شعمی نے پوچھا کیا علما کے پاس بھی آتے جاتے ہو؟ جواب دیا انا قلیل الاختلاط الیہم میں ان کے پاس کم آتا جاتا ہوں۔ امام شعمی نے اپنی فراست سے پہچان لیا اور علم کی ترغیب دی۔ امام اعظم خود فرماتے ہیں فوق فی قلبی من قولہ فترکت الاختلاط فی السوق واخذت فی العلم (تمام حقیقت صفحہ ۵۹) کہ میرے دل میں امام شعمی کی بات بیٹھ گئی اور میں نے بازار کی آمد و رفت چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے امام صاحب کی علم حدیث کی تحصیل شروع ہوئی آپ نے اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں ہی علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تھا لیکن اکثر احادیث آپ نے فقہاء محدثین سے لیں۔ چنانچہ ابو داؤد و طیالسی امام صاحب سے ان کی اپنی بات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا ولدت سنة ثمانین وقدم عبد اللہ بن انس صاحب رسول اللہ ﷺ سنة اربع وتسعين ورأيتہ وسمعت منه وأنا ابن اربع عشرة سنة سمعت يقول سمعت رسول اللہ ﷺ يقول جبک الشنی یعمی ویضم امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ ہ کو پیدا ہوا جب میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور ان سے یہ حدیث سنی کہ کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تو اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ علم حدیث کے تعلم کے حوالہ سے ہی امام ابو یوسف فرماتے ہیں

کہ امام اعظمؒ نے خود اپنا واقعہ ہمیں سنایا قال ولدت سنة ثمانين وحججت مع ابي سنة ست وتسعين وأنا ابن ست عشرة سنة فلما جئت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبي حلقة من هذه؟ فقال حلقة عبد الله بن الحارث بن جزر الزبيدي صاحب رسول الله ﷺ فتقدمت سمعته يقول من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب (مكانة الامام ابی حنیفہ بین المحدثین صفحہ ۹۸) کہ میری پیدائش ۸۰ء کو ہوئی اور ۹۶ء میں ۱۰ میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ حج کیا، جب میں مسجد حرام کی طرف آیا تو ایک بڑا مجمع دیکھا، تو میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ حلقہ کس کا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن حارثؒ کا ہے حضرت عبد اللہؒ نے حدیث بالا پڑھی۔

مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہوا کہ آپؒ نے اپنی جوانی کی ابتداء ہی سے علم حدیث صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ سے حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور یہ امام صاحبؒ کیلئے ایک اچھی فال بھی ہے کہ ابتداء جوانی سے علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا اور بالآخر ایک ذخیرہ احادیث کو جمع کیا اور پھر احکامات مستبط کئے جو امت کیلئے بے مثال نفع بنے کملاً یخفی علی العلماء (مقالہ مولانا محمد عبد اللہ) علم حدیث میں امام اعظمؒ کا مقام:

زیر نظر تحریر میں ان کی علمی شخصیت کا صرف محدثانہ حیثیت سے جائزہ لینا مقصود ہے۔ امام اعظمؒ بلاشبہ حدیث میں بھی امام تھے، قرآن و حدیث اور تاریخ و لغت میں مہارت کے بغیر اجتہاد کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، مجتہد وہی ہو سکتا ہے، جس کو قرآن و حدیث اور ان کے متعلقہ علوم میں مہارت حاصل ہو۔ مجتہد قرآن اور حدیث کو بنیاد بنا کر مسائل مستبط کرتا ہے اور امام اعظمؒ نے اس طرح لاکھوں مسائل مستبط کئے، اس میں ان کا کوئی ہمسر نہیں، امام شافعیؒ نے ان کے حق میں بالکل بجا فرمایا الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفہ۔ (ابن حجر مکی شافعی، الخیرات الحسان ص ۵) خلیفہ منصور نے انہیں عالم الدنیا کہا عالم کا اطلاق اس زمانہ میں اس شخص پر ہوتا تھا جس کو اسانید اور متون حدیث یاد ہوں۔ مکی بن ابراہیمؒ جلیل القدر حافظ حدیث و فقیہ ہیں،

امام بخاری ابن معین وغیرہ کے استاد ہیں، امام ابو حنیفہ کی شان میں فرماتے ہیں کان اعلم اہل زمانہ (ظفر احمد عثمانی قواعد فی علوم الحدیث ص ۱۸۷) جس کا مطلب یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہ اپنے زمانہ میں علم حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی عند اللہ مقبولیت:

چنانچہ اس سلسلے میں قارئین کے استفادہ کیلئے حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاہوریؒ کا ایک تفصیلی مضمون من و عن قید تحریر لاتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کو محبوبیت عطا فرمائیں گے۔“ (سورۃ مریم، ۹۶) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”یعنی ان کو اپنی محبت دے گا یا خود ان سے محبت کرے گا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔“ احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبریلؑ کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی کر، وہ آسمان میں اس کا اعلان کرتے ہیں، آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین میں اس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں، کے دلوں میں جس کی محبت ڈال دے وہ اس کے عند اللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے، لیکن یہ محبت مومنین، صالحین کے دلوں میں پہلے پیدا ہوتی ہے اور پھر عوام میں پھیلتی ہے۔ صرف عوام کے دلوں میں کسی کی محبت آ جانا اس کی دلیل نہیں کہ یہ عند اللہ بھی مقبول ہے۔ اگر ہم امام اعظمؒ کے احوال میں غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین بھی ان کی تعریف کرتے دنیا سے گئے ان کے فضائل لکھنے والے صرف حنفی نہیں بلکہ مالکی، شافعی اور حنبلی بھی اس موضوع پر خاصہ فرسائی کرتے رہے ہیں۔ حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالبر اندلسی مالکی نے الاشقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقہاء میں اپنی سند سے بڑے بڑے محدثین کے اقوال امام صاحبؒ کی تعریف میں نقل فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند روایات درج ذیل ہیں۔

ابو حمزہ ثمالیؒ فرماتے ہیں: کہ ہم امام محمد بن علی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس امام ابو حنیفہ تشریف لائے اور آپ سے چند مسئلے پوچھے۔ امام محمد بن علیؒ نے ان کے

جوابات دیئے۔ امام ابو حنیفہؒ چلے گئے تو ہمیں امام محمد بن علیؒ باقر نے فرمایا کہ اس کا طور طریقہ کیا ہی خوب ہے اور اس کی فقاہت کتنی عظیم ہے۔ (الانتقاء، صفحہ ۱۹۳) مشہور ہے ”ولی راوی مے شناسد“ یعنی ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ انداز سوال سے بھی سائل کی علمی استعداد معلوم ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن عبد البر مولود ۳۶۸ھ متوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں کہ: امام صاحبؒ نے امام محمد بن علیؒ سے روایت بھی لی ہے۔ چنانچہ اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ ابو جعفر محمد بن علیؒ نے ان سے حدیث بیان کی کہ حضرت علیؒ، حضرت عمرؓ کے (جنازہ کے) پاس گئے، آپ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا تو حضرت علیؒ نے فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ اس کے نامہ اعمال سے خدا تعالیٰ سے ملاقات مجھے محبوب تر ہو بہ نسبت اس شخص کے جس پر چادر ڈالی ہوئی ہے (یعنی حضرت عمرؓ کے) (الانتقاء، صفحہ ۱۹۴ء)

نوٹ : یہ محمد بن علی امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار ہیں جو ائمہ اہل بیت میں سے ہیں اور تمام صحاح ستہ والوں نے ان سے روایت کی ہے، امام باقر ان کا لقب ہے، علامہ ذہبی ان کی توثیق ان الفاظ میں کرتے ہیں: الامام الثبت بنو ہاشم کے فرد اور حضرت علیؒ کی اولاد سے ہیں، مدینہ میں زندگی گزاری، بڑے سردار ہیں۔ لفظ باقر کے ساتھ مشہور ہیں جو ”بقر العلم“ سے بنا ہے یعنی ظاہری الفاظ کو شق کر کے اس کے مخفی معانی تک پہنچنے والے۔ ان کی پیدائش ۵۶ھ میں اور وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی اور وفات کے بارے میں ۱۱۷ھ اور ۱۱۸ھ کا قول بھی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، صفحہ ۱۲۴، جلد ۱) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی محبت ائمہ اہل بیت کے دل میں بھی ڈال دی تھی، پھر امام محمد باقر، امام اعظم رحمہ اللہ کے استاد بھی ہیں اور استاد سے چال چلن کی تعریف اور فقاہت کی سند ملنا امام صاحبؒ کے لئے باعث صد فخر ہے اور پھر تعریف بھی مرکز اسلام مدینہ میں، اب اگر کوئی ہندوستان یا پاکستان کا آدمی ان پر ناراض ہو تو اس کا یہ فعل سورج پر تھوکنے کی طرح ہوگا جبکہ یہ تعریف خیر القرون میں ہو رہی ہے، اگر پندرہویں صدی میں جو شر القرون ہے امام صاحبؒ سے کوئی ناراض ہو تو اس کی کوئی وقعت نہیں۔

وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی، امام صاحب کے مشہور استاد ہیں) کے بارہ میں اسماعیل بن ہشام فرماتے ہیں: کہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام ابو حنیفہ تشریف لائے اور ان سے ایک مسئلہ میں بحث شروع کی، یہاں تک کہ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ جب امام ابو حنیفہ اٹھ کر چلے گئے تو حضرت حماد نے فرمایا کہ یہ شخص اس (علمی استعداد) کے باوجود جو تو اس سے دیکھتا ہے ساری رات بیدار رہ کر نماز پڑھتا ہے۔ (الانتقاء، صفحہ ۱۹۴)

۳ مسعر بن کدام (یہ بھی صحاح ستہ کے راوی ہیں، کوفہ کے رہنے والے ہیں، ابن حجر ان کی توثیق ثقہ ثبت فاضل کے الفاظ سے کرتے ہیں۔ ان کی وفات ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ میں ہوئی، امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں یعنی امام صاحب سے خوب واقفیت رکھنے والے ہیں) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ پر رحمت نازل فرمائیں، بلاشبہ وہ البتہ عالم فقیہ تھے۔ (الانتقاء، صفحہ ۱۹۵)

۴ ایوب (بن ابی تمیمہ) السخنیانی (یہ بھی صحاح ستہ کے راوی ہیں، بصرہ کے رہنے والے ہیں، حافظ ابن حجر ثقہ ثبت حجة من كبار الفقهاء العباد کے الفاظ سے ان کی توثیق کرتے ہیں۔ ۱۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا، عقود الجمان میں لکھا ہے کہ اگرچہ یہ امام صاحب سے بڑے ہیں مگر امام صاحب سے انہوں نے محدثیت حاصل کیا) سے حماد بن زید نقل کرتے ہیں کہ حج کے سفر پر جانے سے پہلے میں نے ایوب سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل کوفہ کے فقیہ ابو حنیفہؒ کا ارادہ رکھتے ہیں، جب ان سے تیری ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام کہنا۔ (الانتقاء، صفحہ ۱۹۵)

امام ابو حنیفہؒ اپنے معاصرین کی نظر میں:

(الف) امام عیسیٰ بن عوفی متوفی ۱۲۸ھ کی نظر میں:

۵ (ان کا نام سلیمان بن مہران ہے، یہ بھی پوری صحاح ستہ کے راوی ہیں، کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ حافظ ابن حجر ثقہ حافظ عارف القراءۃ و روع کے الفاظ سے اس کی توثیق کرتے ہیں، ان کی ولادت ۶۱ھ کے شروع میں اور وفات ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ عقود

الجمان میں ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں۔ ابو غندہ عبد الفتاح فرماتے ہیں کہ اس کے باوجود امام ابو حنیفہ سے مسائل اخذ کیا کرتے تھے۔ ان کے بارہ میں محمد بن عبید ظنفسی فرماتے ہیں کہ انہوں نے حج کا ارادہ کیا، جب حیرہ نامی جگہ میں پہنچے تو علی بن مسعر سے کہا کہ ابو حنیفہ کے پاس جاؤ کہ وہ ہمیں مسائل حج لکھ دیں۔ (انتقاء، صفحہ ۱۹۵ء) ایک مرتبہ کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو بے تکلف فرمایا۔ اس مسئلہ کا بہتر جواب ابو حنیفہ ہی دے سکتے ہیں اور اس کے بعد فرمایا۔ واطن انہ۔ بورک فی العلم میں خیال کرتا ہوں کہ خدا نے ان کو علم میں بڑی برکت دی ہے۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۳۱)

اسی طرح عبد اللہ بن نمیر فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظمی سے اس حال میں سنا جب ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ اس مسئلہ اور اس جیسے مسائل میں نعمان بن ثابت خزار بہت اچھا جواب دیتا ہے، میری رائے یہ ہے کہ اس کے لئے اس کے علم میں برکت عطا کی گئی ہے۔ (الانتقاء، صفحہ ۱۹۶ء) ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ محدث ہر مسئلہ کی تہہ تک پہنچ سکے۔ عمل کیلئے محدثین کو فقہاء کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ محدث کی پوری محنت الفاظ حدیث پر ہوتی ہے جیسا کہ امام ترمذی بھی ایک موقع پر اس کا اقرار کرتے ہیں کہ کذا قال الفقہاء وہم اعلم بمعانی الحدیث کہ فقہاء نے ایسا ہی فرمایا ہے اور وہ فقہاء، 'معانی حدیث' کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (ترمذی، صفحہ ۹۳) اور انہی امام اعظمی نے ایک موقع پر فرمایا تھا: ایہا الفقہاء انتم الاطباء ونحن صیادلة کہ اے فقہاء، کے گروہ! تم طبیب ہو اور ہم ہنساری ہیں، جس طرح ہنساری کے پاس ہر قسم کی جڑی بوٹی ہوتی ہے مگر علاج میں وہ طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے اپنی رائے سے کسی جڑی بوٹی کو استعمال نہیں کرتا، اس طرح محدثین کے پاس الفاظ حدیث کا ذخیرہ اگرچہ موجود ہوتا ہے مگر معانی اور پھر عمل کرنے کیلئے وہ فقہاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ والے سارے کسی نہ کسی امام کے مقلد ہیں آج کل جو یہ ذہن عام ہو رہا ہے کہ ہر آدمی حدیث کا ترجمہ دیکھ کر عمل شروع کر دے یہ ذہن 'اسلاف' میں نہیں تھا۔

(ب) امام ابو حنیفہؒ، امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج متوفی ۱۶۰ھ

کی نظر میں:

۶ (۱) شعبہ بن الحجاج ائمہ اصحاب کے اعلیٰ رواقہ میں سے ہے سفیان ثوری ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا کرتے تھے حضرت شعبہ امام صاحب کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے۔ موفق میں ہے (کان شعبۃ اذا سئل عن ابی حنیفۃ اطرب فی مدحہ و کان یهدی الیہ فی کل عام طرفۃ) جب شعبہ سے ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا جاتا تو امام صاحب کی تعریف و توصیف کرتے اور ہر سال امام صاحب کیلئے نیا تحفہ بھیجتے تھے (موفق جلد ۲ صفحہ ۴۶) (۲) جب آپ کو امام صاحب کی وفات کی خبر پہنچی تو اناللہ پڑھا اور فرمایا (طفی عن الکوفۃ نور العلم) ما انہم لا یرون مثله ابدا) آج کوفہ کا چراغ علم بجھ گیا اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک آپ کی نظیر نہیں ملے گی (الخیرات الحسان صفحہ ۶۲ فصل ۳) (یہ شعبہ بن حجاج بن ورد ہیں، پہلے واسط میں اور پھر بصرہ میں رہائش پذیر رہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ حافظ متقن تھے، سفیان ثوری ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے عراق میں ”رجال“ کی تحقیق شروع کی اور سنت کا دفاع کیا اور بڑے عبادت گزار تھے۔ یہ بھی پو کی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ۱۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (تقریب صفحہ ۱۴۵ اعتقاد الجمان میں ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں) ان کے بارہ میں شہاب بن سوار فرماتے ہیں کہ وہ امام ابو حنیفہ کے بارہ میں اچھی رائے رکھتے تھے اور مجھے وراق کے درج ذیل اشعار سنایا کرتے تھے۔

اذا ما الناس یوماً قایسوناً بابتدأ من الفتی قریفہ

رمینا ہم بمقیاس مصیب صلیب من طراز ابی حنیفہ

اذ سمع الفقیہ بہ دعاء واثبتہ بحبر فی صحیفہ

ترجمہ: کہ جب لوگ ہم سے غیب نادہر مسئلہ میں قیاس کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہم اس پر امام ابو حنیفہ کے طریقہ کا ایسا درست پختہ قیاس پیش کرتے ہیں کہ جب فقیہ اس کو سنتا ہے تو اس کو یاد کرتا ہے اور رہنمائی سے اس کو اپنی کاپی میں لکھ لیتا ہے نیز عبد العمد ابن عبد الوارث فرماتے ہیں کہ ہم

شعبہ بن الحجاج کے پاس بیٹھے تھے کہ ان سے کہا گیا، امام ابو حنیفہ فوت ہو گئے تو شعبہ نے کہا کہ اس کے ساتھ کوفہ کی فتنہ چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر اپنی رحمت سے فضل فرمائیں۔ (الانقضاء، صفحہ ۱۹۶)

احمد بن ابراہیم دروقی فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ کے بارہ میں سوال کیا گیا، اس حال میں کہ میں سن رہا تھا تو انہوں نے فرمایا اثنہ ہیں، میں نے کسی آدمی کو نہیں سنا کہ اس نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہو، یہ شعبہ بن حجاج امام ابو حنیفہ کو حدیث بیان کرنے کا لکھتے تھے اور ان کو حکم دیتے اور شعبہ تو شعبہ ہی ہیں۔ (الانقضاء، صفحہ ۱۹۷) یعنی شعبہ جیسے عظیم نقاد جب ان سے حدیثیں لیتے تھے تو ان کی توثیق میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

(ج) امام ابو حنیفہ، امام حدیث سفیان ثوری المتوفی ۱۶۱ھ کی نظر میں:

۷..... سفیان ثوری (یہ سفیان بن سعید بن مسروق ہیں جن کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں اثنہ، حافظ، فقیہ، عابد، امام حجتہ طبقہ سابعہ کے رئیس ہیں۔ ان کا ۱۶۱ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ یہ بھی تمام صحاح ستہ کے راوی ہیں، آپ نہایت عظیم المرتبت شخص ہیں اپنے زمانے کے بڑے درجے کے محدث تھے۔ خطیب نے لکھا ہے کہ ان کی امامت، پختگی، ضبط، حفظ، معرفت، زہد و تقویٰ پر علماء کا اتفاق ہے۔ امام صاحب کے معاصر ہیں اور آپ کے بڑے مداح ہیں۔ امام صاحب بھی ان کے قدرداں تھے۔ اور بڑی تعریف کرتے تھے آپ امام ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں (۱) کان واللہ شدید الاخذ للعلم ذابا عن المحارم لایاخذ الا بما صح عنه علیہ السلام شدید المعرفة بالناسخ والمنسوخ وکان یطلب احادیث الشقات و الاخیر من فعل النبی ﷺ یعنی بہ خدا امام ابو حنیفہ علم حاصل کرنے میں بڑے مستعد اور منہیات کی روک تھام کرنے والے تھے۔ وہی حدیث لیتے تھے جو حضور اکرم ﷺ سے پایہ صحت کو پہنچ چکی ہو ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی ملکہ رکھتے تھے، و قابل اعتماد حضرات کی روایات اور رسول اللہ ﷺ کے آخری نمل کی تحقیق و تماشائی میں رہتے تھے) (کردری جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ الخیرات الحسان صفحہ ۳۰)

(۲) كان الثوري اذا سئل عن مسألة دقيقة يقول ما كان احد يحسن ان يتكلم في هذا الامر الا رجل قد حسدناه ثم يسئل اصحاب ابى حنيفة ما يقول صاحبكم فيحفظ الجواب ثم يفتى سفيان ثوري سے جب کوئی دقیق مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے اس مسئلہ میں کوئی عمدہ فقرہ نہیں کر سکتا سوائے اس شخص کے جس پر ہم حسد کرتے ہیں (یعنی امام ابو حنیفہؒ) پھر امام صاحب کے شاگردوں سے دریافت کرتے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کا کیا قول ہے اور وہ جواب دیتے اس کو یاد کرتے اس کے موافق فتویٰ دیتے۔ (موفق جلد ۲ صفحہ ۱۱۴، تقریب صفحہ ۱۲۸)

مفتی و الجہان میں ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے علم حاصل کیا اور امام صاحبؒ نے ان سے علم حاصل کیا (ان کے بارہ میں حسین بن واہد نقل کرتے ہیں کہ مرہ بشہر میں ایک مسئلہ پیش آیا تو میں نے کسی کو اس کا حکم بیان کرنے والا نہیں پایا تو میں نے عراق میں جا کر سفيان ثوري سے وہ مسئلہ پوچھا: انہوں نے کچھ دیر نہ جھکائے رکھا اس کے بعد فرمایا اے حسین! مجھے اس مسئلہ کا علم نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ وقت کے امام ہو کر کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں تو انہوں نے فرمایا میں ایسا ہی کہتا ہوں جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا لا ادري (یعنی میں نہیں جانتا) حسین بن واہد فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس یہاں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے مسئلہ بتایا، میں نے اس کا تذکرہ سفيان سے کیا تو انہوں نے پوچھا امام ابو حنیفہؒ نے تمہیں کیا جواب دیا، میں نے کہا انہوں نے ایسا ایسا جواب دیا ہے تو سفيان تمہاری دین داری سے کہتا ہے، پھر فرمایا اے حسین! وہ مسئلہ ایسے ہی ہے جیسے ابو حنیفہؒ نے بتایا۔ حسین ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سفيان ثوري سے (اس بارے میں) سوال کیا، ابو حنیفہؒ اس مسئلہ کے بارے میں ایسے ایسے فرمایا ہے تو سفيان ثوري دیکھ رہے تھے (یعنی پتہ نہ چل رہا تھا) (الابتعا، صفحہ ۱۵) اسی طرح عبداللہ بن واہد، خریزی فرماتے ہیں۔ میں سفيان ثوري کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے ان سے حج کا مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے جواب دیا، اس آدمی نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس مسئلہ کے بارے میں ایسے فرمایا ہے تو حضرت سفيان ثوري سے

فرمایا کہ یہ مسئلہ ایسے ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے اور کون ہے جو امام صاحبؒ کے فتویٰ کے علاوہ فتویٰ دے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے تھے کہ سفیان ثوریؒ مجھ سے زیادہ امام ابو حنیفہؒ کی اتباع کرنے والے تھے۔ (الانتقا، صفحہ ۱۹۸)

(د) امام ابو حنیفہؒ، مغیرہ بن مقسم الضمیؒ کی نظر میں:

۸۔ مغیرہ بن مقسم الضمیؒ (امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ان کی روایت لی ہے۔ یہ ثقہ متقن ہیں۔ ۱۳۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، یہ کوفہ کے رہنے والے تھے) جریر بن عبد الحمیدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ مغیرہؒ پوچھا کرتے تھے کہ تو امام ابو حنیفہؒ کے پاس کیوں نہیں جاتا؟ (یعنی ترغیب دیتے کہ ان کے پاس جانا چاہئے) (الانتقا، صفحہ ۱۹۸)

(ه) امام ابو حنیفہؒ، حسن بن صالحؒ کی نظر میں:

۹۔ حسن بن صالح بن حسینؒ (یہ مسلم اور صحاح اربعہ یعنی ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان سے الادب المفرد میں روایت نقل کی ہے۔ یہ ثقہ فقیہ عبادت گزار تھے۔ ۱۹۹ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کی امام ابو حنیفہؒ سے ملاقات بھی ہوئی ہے اور ان سے علم بھی حاصل کیا ہے) یحییٰ بن آدمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن صالحؒ کو سنا، فرماتے تھے نعمان بن ثابتؒ بڑے سمجھدار عالم، اپنے علم میں پختہ ہیں۔ ان کے نزدیک جب حنفیہؒ کی صحیح حدیث آجائے تو وہ اس سے تجاوز کر کے اسکے علاوہ کوئی قول نہیں کرتے (الانتقا، صفحہ ۱۹۹)

یہ حسن بن صالحؒ امام ابو حنیفہؒ کو حدیث میں اہل کوفہ کا عارف اور حافظ کہتے ہیں۔ خیرات الحسان میں صفحہ ۳۰ پر ہے وعن الحسن بن صالح ان ابا حنیفۃ کان شدید الاتباع لساکن الناس علیہ حافظ لما وصل الی اہل بلدہ حسن بن صالحؒ سے مروی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ جمہور کے مسلک کی پیروی میں نہایت سخت اور ان کی احادیث کے حافظ تھے۔

۱۰۔ سفیان بن عیینہؒ (یہ بھی صحاح ستہ کے راوی ہیں، ان کا نام و نسب یہ ہے سفیان بن عیینہ بن ابی عمر بن میمون الجبالی، ان کی کنیت ابو محمد ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں، آخر میں مکہ چلے گئے۔ یہ ثقہ، حافظ، فقیہ، امام، حجت ہیں۔ ۹۱ سال کی عمر میں رجب ۱۹۱ھ میں ان کا انتقال

ہوا (تقریب صفحہ ۱۲۸، یہ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں) سوید بن سعید انباریؒ فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، فرماتے تھے کہ مجھے سب سے پہلے جس شخص نے کوفہ میں حدیث کیلئے بھایا وہ امام ابو حنیفہؒ تھے، انہوں نے مجھے کوفہ کی جامع مسجد میں بٹھا کر لوگوں میں اعلان کر دیا کہ یہ شخص عمرو بن دینارؒ کی احادیث کو سب سے زیادہ یہاں بیٹھ کر بیان کرے گا، پھر میں نے لوگوں سے حدیث بیان کی۔ الخلق بن ابی اسرائیلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو سنا، فرماتے تھے کہ ہم ایک دن سعید بن ابی عروبہؒ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس امام ابو حنیفہؒ کی جانب سے ایک ہدیہ آیا ہے، یا فرمایا کہ کچھ ہدیے میری طرف امام ابو حنیفہؒ نے بھیجے ہیں۔ کیا میں ان میں تیرا حصہ بھی مقرر کروں؟ تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی ذات سے نفع دے اور جس نے آپ کو ہدیہ دیا ہے اللہ تعالیٰ اس ہدیہ کا اس کو اچھا بدلہ عطا فرمائیں۔ (الانتقاء، صفحہ ۱۹۹) تلک عشرۃ کاملہ

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہؒ کے ہم عصر تمام محدثین و فقہاء خواہ وہ آپ کے شاگرد ہوں یا اساتذہ، کوفہ والے ہوں یا مکہ مدینہ والے، ان سب کے دلوں میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی محبت ڈال دی تھی جو عند اللہ حسن قبول کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فقہاء کے بغض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین) (فتاویٰ رحیمیہ ج: ۴/ ص ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱) علامہ ذہبی نے امام ابو حنیفہؒ کو حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے (شمس الدین الذہبی تذکرۃ الحفاظ / ص ۱۵۸، ۱۵۹) اور محدثین کی اصطلاح میں حافظ الحدیث وہ ہوتا ہے جس کو ایک لاکھ احادیث کی اسانید و متون اور احوال رواۃ پر جرح و تعدیل اور تاریخ کے اعتبار سے عبور حاصل ہو (ظفر احمد عثمانی قواعد فی علوم الحدیث ۲۲) سفیان بن عیینہؒ کے نام سے علم حدیث سے تعلق رکھنے والوں میں کون ناواقف ہوگا وہ محدثین کی جماعت کا درخشاں تارا ہیں۔ امام اعظمؒ کے بارے فرماتے ہیں اول من صیرنی محدثا ابو حنیفۃ (ظفر احمد عثمانی قواعد فی علوم الحدیث ص ۱۹۲) یعنی امام ابو حنیفہؒ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مجھے محدث بنایا۔

(و) امام ابو حنیفہؒ، امام حدیث مسعر بن کدام کی نظر میں:

مسعر بن کدام کی حدیث میں مہارت مسلمہ ہے، امام شعبی اور سفیان ثوری ان کو 'میزان عدل' کہتے ہیں، کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو مسعر بن کدام سے فیصلہ کراتے (احمد رضا بجنوری، مقدمہ انوار الباری ص ۲۵) یہی مسعر بن کدام امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں وطلبت الحديث مع ابي حنيفة فغلبننا واخذنا في الزهد فبرع علينا وطلبنا معه الفقه فجاء ماترون (عقود الجمان ص ۱۹۷ للدمشقي) ہم علم حدیث کی طلب میں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ رہے تو انہیں ہم پر فوقیت حاصل رہی، زہد میں لگے تو اس میں بھی وہ فائق رہے۔ فقہ شروع کی تو اس میں ان کا مقام تو تم جانتے ہی ہو، (شمس الدین المذہبی، مناقب ابو حنیفہؒ ۲، بشکر یہ ماہنامہ الفاروق ربیع الاول ۱۴۱۷ھ)

(ز) امام ابو حنیفہؒ، محدث شہیر یزید بن ہارون المتوفی ۲۰۶ھ کی نظر میں:

موصوف اپنے زمانے کے امام کبیر محدث وثقہ تھے۔ امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ کے شاگرد ہیں یحییٰ بن معین علی بن مدینی وغیرہ شیوخ کے استاذ ہیں۔ تلامذہ کا شمار نہیں۔ ستر ہزار ایک وقت میں ہوتے تھے چالیس سال تک عشاء کی وضو سے صبح کی نماز ادا کی (بحوالہ انواری الباری صفحہ ۸۰ مقدمہ حصہ اول) آپ امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں۔ (۱) کتبت عن الف شيخ حملت عنهم العلم فما رأيت والله فيهم اشد ورعاً من ابي حنيفة ولا احفظ لسانه میں نے ہزار ہا شیوخ سے علم حاصل کیا۔ لیکن خدا کی قسم میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کسی کو متقی اور زبان کا سچا نہیں پایا (موفق جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

(۲) انبا محمد بن سعدان سمعت من حضر يزيد بن هارون وعنده يحيى بن معين و علي بن المديني و احمد بن حنبل و زهير بن حرب و جماعة آخرون اذ جاءه مستفت فساله عن مسئلة قال فقال يزيد اذهب الى اهل العلم قال فقال ابن المديني اليس اهل العلم و الحديث عندك قال اهل العلم اصحاب ابي حنيفة وانتم صيادلة۔ یعنی ایک دن یزید بن ہارون کی مجلس میں یحییٰ بن معین اور امام احمدؒ

وغیرہ موجود تھے۔ ایک شخص نے آکر مسئلہ دریافت کیا آپ نے فرمایا اہل علم کے پاس جا کر دریافت کرو اہل بن مدینی بولے کیا آپ کے پاس اہل علم نہیں فرمایا اہل علم تو اصحاب ابی حنیفہ ہیں تم ہمارے پاس اور ہمارے ہاں ہوں (موفق جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۳) وسئل متی یحل للرجل ان یفتی فقال اذا کان مثل ابی حنیفۃ (کسی نے پوچھا ایک عالم فتویٰ دینے کے قابل کب ہوتا ہے؟ فرمایا! جب وہ امام ابو حنیفہ جیسا ہو جائے ان سے کہا گیا۔ آپ عجیب بات کہتے ہو؟ فرمایا ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھے آپ کی تعریف کرنا چاہیے میں نے ان سے بڑا کسی کو عالم فقیہ اور متورع نہیں دیکھا۔ ایک روز میں نے ان کو دیکھا کہ ایک شخص کے دروازے کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہیں میں نے عرض کیا آپ سائے میں ہو جائے فرمایا۔ اس گھر والے پر میرے کچھ روپے قرض ہیں اس لئے اس کے گھر کے سائے میں بیٹھنا مجھے ناپسند ہوا۔ یزید بن ہارون نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا۔ اے ورع اکبر من هذا؟ بتاؤ اس سے بڑا درجہ بھی ورع ہو سکتا ہے۔ (موفق جلد ۱ صفحہ ۱۹۱)

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ حافظ حدیث ہیں (ذہبی تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۵۲) میں اور امام سیوطی تمییز الصحیفہ ص ۱۳ میں لکھتے ہیں سنل یزید بن ہارون ایہما افتقہ الثوری ام ابا حنیفۃ فقال ابو حنیفۃ افتقہ و سفیان احفظ یزید بن ہارون سے کسی نے دریافت کیا کہ ثوری بڑے عالم تھے۔ یا ابو حنیفہ؟ جواب دیا ابو حنیفہ فقہ کے بڑے عالم تھے اور ثوری حدیث کے پس امام ابو حنیفہ کا حافظ حدیث ہونا یزید بن ہارون کے کلام سے بھی ثابت ہے مشہور محدث یزید بن ہارون فرماتے ہیں کان ابو حنیفۃ احفظ اہل زمانہ (عبد الرشید نعمانی، ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۱) ترجمہ: امام ابو حنیفہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

امام ابو حنیفہ، کبار محدثین کی نظر میں:

عبد اللہ بن بابوہا فرماتے ہیں آپ نے ثقہ، صدوق اور جید حفظ ہونے سے متعلق اور آپ سے تعلق و توثیق میں بڑے بڑے تلامذہ و کبار محدثین نے بہت چھو بیان کیا ہے۔ موقع کی

مناسبت سے چند کبار محدثین جو اپنے اپنے زمانہ کے مشہور محدث اور ائمہ جرح و تعدیل ہیں کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہلاتے ہیں انہوں نے علم حدیث کے حصول کیلئے عالم اسلام کے چپہ چپہ کا سفر کیا، ایک ایک محدث سے جا جا کر حدیثیں حاصل کیں لیکن جب امام ابو حنیفہ کی آغوش تربیت میں آئے تو ان ہی کے بوکے رہ گئے، وہ امام ابو حنیفہ کو حدیث کا شاہنشاہ کہتے تھے (خطیب بغدادی تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۵) ”کہتے تھے میرا سب چچو امام ابو حنیفہ کا رہن منت ہے قدرت ان کے ذریعہ اعانت نہ کرتی تو میں ایک عام آدمی ہوتا (ظفر احمد عثمانی واعد فی علوم الحدیث ص ۱۸۷) حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم قباوی رحمہ اللہ میں عبد اللہ بن مبارک کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔ امام صاحب کی شامروئی پر آپ بڑا فخر کیا کرتے تھے آپ فرماتے۔

(۱) كان احفظ احاديث رسول الله ﷺ وسمع من الامام الكبير و كان يحث الناس على اتباعه قال كنا نختلف الى مشايخ الحجاز والعراق فلم يكن مجلس اعظم بركة ولا اكثر نفعا من مجلس الامام آپ امام اعظم ابو حنیفہ کے احادیث کے بڑے حافظ تھے اور آپ نے امام صاحب سے بہت سے احادیث سنی ہیں۔ آپ لوگوں کو امام صاحب کی اتباع کرنے کی ترغیب دیتے تھے فرماتے تھے کہ حجاز اور عراق کے مشائخ کے مجلس میں آتے جاتے ہیں لیکن امام صاحب کی مجلس سے زیادہ کوئی مجلس بابرکت اور نفع بخش نہیں دیکھی (مناقب کردری جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)

(۲) قال اختلفت الى البلاد فلم اعلم باصول الحلال والحرام حتى لقيته. میں تمام مشہوروں میں طمر کی طلب کیلئے گیا ہوں۔ لیکن امام صاحب کی ملاقات سے قبل تک میں حرام کے امور سے واقف نہ ہو رہا۔

(۳) حالس الناس فلم ارا احدا اعلم بالفتوى منه. میں لوگوں میں بیجا رہا۔

یعنی آپ سے بڑھ کر کسی فتویٰ دینے والے قابل نہیں دیکھا (کردری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

المولا محافاة الافراط ما قدمت عليه احدا من العلماء اور مجھے لوگوں کی طرف سے نہایت زیادہ علم دینے والے کوئی نہ ملا۔

(کروری جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)

(۵) غلب علی الناس الحفظ والفقہ والعلم والصیانة والدیانة وشدة الورع۔
آپ نے اپنے حفظ، فقہ، علم، احتیاط، دیانت اور اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کی وجہ سے سب پر غلبہ
پایا (جامع بیان العلم وفضلہ بحوالہ تقلید ائمہ صفحہ ۱۱۳)

(۶) ليس احد احق ان يقتدى به من ابى حنيفة لانه كان اماماً تقياً ورعاً عالماً
فقیہاً کشف العلم لم یکشفه احد ببصر و فهم و فطنة. یعنی امام ابو حنیفہ سے
بڑھ کر کوئی لائق اقتداء نہیں۔ کیونکہ وہ امام، متقی، خدا ترس، عالم اور فقیہ تھے۔ علم کو اپنی
بصیرت سمجھ اور عقل سے ایسا منکشف کیا کہ کسی نے نہیں کیا (الخیرات الحسان صفحہ ۲۹ فصل ۱۳)
(بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲/۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹) سفیان ثوری کی جلالہ شان علم حدیث
میں مسلم ہے امام ابو حنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں کنابین ابی حنیفة کالعصافیر
بین یدی البازی وان ابا حنیفة سید العلماء (قواعد فی علوم الحدیث مؤلفہ مولانا
ظفر احمد عثمانی ص ۱۹۰) ابو حنیفہ کے سامنے ہم ایسے تھے جیسے شاہین کے سامنے کجشک، وہ تو
علماء کے سردار ہیں۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ ابو حنیفة ثقة، ابو حنیفة قابل
اعتقاد و محدث ہیں

(۱) امام ابو یوسف فرماتے ہیں صارت آیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفة
میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ جو حدیث کی تشریح کو زیادہ جانتا
ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳/۲۲۲)

(ب) امامہ صمیری امام حسن بن صالح سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ناخن اور منسوخ حدیث کی
خوب چھان بین کرنے والے اور علما کو فہم کی مرویات کا خوب علم رکھتے تھے۔

(ج) حضرت شیخ مبداء الحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں کہ ”محدثین سے مروی ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے پاس کئی صندوق تھے، جن میں انہوں نے اپنی احادیث مسعودہ کو محفوظ رکھا
تھا۔ (د) یہ قول امام صاحب کا محدث ہونے کا بین ثبوت ہے۔ (حوالہ بالا)

تاریخ کی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کے حفظ حدیث کے متعلق بڑے حیرت انگیز واقعات مروی ہیں، ایک مرتبہ ایک مجلس میں امام ابو حنیفہؒ اور امام اعمشؒ دونوں موجود تھے، کسی نے آپ سے مسئلہ پوچھا، آپ نے جواب دیدیا، امام اعمشؒ نے جواب سن کر فرمایا: من این أخذت هذا؟ آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا؟ امام نے برجستہ جواب دیا انت حدثنا عن ابی صالح عن ابی ہریرہ وانت حدثنا عن ابی ایاس عن ابن مسعود الانصاری... کذا یعنی آپ ہی نے تو حضرت ابو ہریرہؓ سے ابو صالح کے واسطے سے ہمیں اسطرح یہ حدیث بیان کی ہے اور آپ ہی نے حضرت ابو مسعود انصاری سے ابو ایاس کے طریق سے ہمیں اسطرح حدیث بیان فرمائی ہے (یعنی یہ مسئلہ آپ ہی کی بیان کردہ حدیثوں سے میں نے اخذ کیا ہے) امام اعمشؒ سن کر حیران ہوئے پھر فرمانے لگے یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت اخذت ایہا الرجل بکلا الطرفين (ملا علی قاری، مناقب الامام الاعظم، ابو حنیفہ اور علم حدیث ص ۵۹) تم فقہاء، اطباء، ہواور ہم تو عطار ہیں (یعنی عطار کے پاس صرف دواؤں کا شاک ہوتا ہے، وہ ان کی ترکیب و خواص نہیں جانتا، اطباء، اُنکے اثرات اور ترکیب بھی جانتے ہیں) پھر امام صاحب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا آپ نے توفیقہ وحدیث دونوں کو جمع کر لیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ ورع وتقویٰ میں سب سے اول تھے:

حافظ امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں ادرکت الف رجل و کتبت عن اکثرهم مارآیت فیہم افقہ ولا ادرکت الف رجل اورع ولا اعلم من خمسة او لہم ابو حنیفہ (مقدمہ اعلاء السنن ج ۳ صفحہ ۸)

عبداللہ بن مبارکؒ کا سوال:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں رحلت الکوفة فسالت من علمائها فقلت لہم من اعلم الناس فی بلادکم هذه قالوا کلہم الامام ابو حنیفہ فقلت لہم من اعبد الناس واکثرہم اشتغالا بالعلم فقالوا کلہم الامام ابو حنیفہ

فَمَا سَأَلْتِهِمْ عَنْ خَلْقٍ مِنْ اخْلَاقٍ حَسَنَةٍ اَوْ قَالُوا كَلِمَةٍ لَانَعْلَمُ احَدًا تَخْلُقُ
بِذَلِكَ غَيْرَ الْاِمَامِ (السیران ص ۸) امام ذہبی تذکرہ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ ان سب
میں علم سے مراد علم حدیث ہے۔ کیونکہ تابعین کے زمانہ میں فلسفہ منطوق وغیرہ مہم و متعارف نہیں
ہوئے تھے۔ (مقدمہ امام السنن ۹/۳)

امام ابو یوسف کا ارشاد گرامی:

فتاویٰ رحیمیہ میں سنہ ۱۰۱۱ھ مفتی عبدالرحیم ایچ پوری ارقام فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف علم
حدیث میں امام احمد، علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین وغیرہم اکابر محدثین کے استاد ہیں جو امام
بخاری، وغیرہ محدثین کے شیوخ میں سے ہیں انہوں نے امام ابو حنیفہ کو ابصر بالحديث
الصحيح کہا ہے (حدیث صحیح کے بہت جاننے والے) امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب امام
ابو حنیفہ کوئی مسئلہ بیان فرماتے تو میں کوفہ کے تمام شیوخ حدیث کے پاس جاتا، ان سے وہ
احادیث جمع کر کے لاتا جو امام ابو حنیفہ کے قول کی تائید کرتی تھیں۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳/۲۲۴) امام
اعظم کو اس خیال سے سنا تا کہ آپ سن کر خوش ہوں گے، لیکن جب میں احادیث سنا کر فارغ ہوتا
تو امام صاحب جرح و ثناء کرتے کہ ان میں سے فلاں حدیث میں فلاں نقص ہے، فلاں حدیث
میں فلاں راوی ضعیف ہے اور فلاں مست پائی جا رہی ہے اس لئے وہ قابل استدلال نہیں، اس کے
بعد امام ابو حنیفہ فرماتے انا عالم بعلم اهل الكوفة (ماتمی قاری، مناقب الامام الاعظم، بحوالہ
امام ابو حنیفہ اور علم حدیث ص ۹۵) میں اہل کوفہ کے علم حدیث کا عالم ہوں۔

امام اعظم کے شیوخ علم حدیث کے کبار حفاظ حدیث تھے۔ امام ذہبی تذکرہ الحفاظ میں امام
صاحب کے بیس اکابر و مشائخ حدیث ذکر کرتے ہیں۔ امام ذہبی لکھتے ہیں سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ
عَطَاءٍ بِمَكَّةَ (مناقب ذہبی صفحہ ۱۱) و اکبر شیخہ عطاء بن ابی رباح

(دول الاسلام صفحہ ۴۷)

امام اعظم ابو حنیفہ نے ۹۸ھ سے علم حدیث کا آغاز کیا اور ۱۵۰ھ جس وقت آپ کی عمر
بیس سال تھی پوری طرح اس کے حصول میں لگ گئے۔ اور ۱۵۴ھ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

صحاب صحاح ستہ نے عطاء بن ابی رباح سے روایات لی ہیں۔

قاضی ابو یوسف بھی امام اعظم کے واسطے سے عطاء سے روایت کرتے ہیں۔ مثلاً: عن ابی حنیفة عن عطاء عن ابن عمر انه قال ليس في القبلة وضوء، یہ اوپر والی مؤطا امام محمد میں بھی روایت آئی ہے۔

تذکرہ الحفاظ اور تہذیب التہذیب میں حضرت عطاء سے نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عطاء، کتبے ہیں اور کت مائتی صحابی (تہذیب التہذیب ص ۳۰۳) یعنی حضرت عطاء نے، صحابہ کرام کو پایا ہے۔

امام اعظم کے استاذ حدیث حضرت عمرو بن دینار بھی ہیں۔ عمرو بن دینار بھی مشہور محدث ہیں حضرت سفیان بن عیینہ نے تصریح کی ہے کہ ہمارے نزدیک عمرو بن دینار سے زیادہ فقیہ اور زیادہ عالم اور زیادہ حافظ حدیث کوئی نہیں ہے۔ (تذکرہ الحفاظ صفحہ ۱۰۷)

یہ جلیل القدر تابعی، محدث سب امام صاحب کے استاذ حدیث ہیں۔

نیز عمرو بن دینار امام اعظم کے استاد ہیں چنانچہ کتاب الآثار میں یہ روایت موجود ہے: عن ابی حنیفة عن عمرو بن دینار عن جابر عن زید انه قال اذا خیرت المراءاة نفسها فقامت من مجلسها قبل ان تختار فلیس بشیء (کتاب الآثار ص ۸۷)

چہل حدیث امام ابو حنیفہ میں تحریر ہے حافظ ابن حجر مکی کی تصریح کے مطابق امام ابو حنیفہ کے شیوخ کی تعداد چار ہزار ہے (ابن حجر مکی، خیات الامان ص ۲۳) اس میں تو کوئی شک نہیں کہ امام اعظم نے کئی صحابہ کی زیارت کی ہے چنانچہ ابن سعد نے طبقات میں، علامہ ذہبی نے تذکرہ الحفاظ میں، علامہ مزنی نے تہذیب الکمال میں، علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں، علامہ سیوطی نے تمییز الصحیفہ میں اسکی تصریح کی ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں وورائے ہیں کہ امام اعظم نے صحابہ سے روایت کی ہے، بعض حضرات انکار کرتے ہیں چنانچہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں ”صاف بات یہ ہے کہ امام صاحب نے صحابہ سے ایک روایت بھی کی ہوگی تو سب سے پہلے امام صاحب کے تلامذہ خاص اس کو شہرت دیتے لیکن ان سے ایک حرف بھی اس واقعہ کے متعلق منقول نہیں“ (شبلی نعمانی، سیرۃ النعمان)

لیکن ملامہ سیوطیؒ نے تہذیب الصغیرہ میں متعدد روایات ذکر کی ہیں، جو امام اعظمؒ نے حضرت انسؓ، عبداللہ بن ابی اوفیؓ، عبداللہ بن الحارثؓ، حافظ ابن عبد البرؒ کے تصریح کے مطابق وہ روایت جو امام ابو حنیفہؒ نے عبداللہ بن حارثؓ سے سنا ہے یہ ہے **من تفقه فی الدین کفاه اللہ حمد و رزقہ من حیث لا یحتسب** (جامع بیان العلم، سیوطی، تہذیب الصغیرہ بمناقب ابی حنیفہ ۲۶، ۳۴) عبداللہ بن انیسؓ، واثلہ بن اسقعؓ سے نقل کی ہیں۔ ابن کثیرؒ کا کہنا ہے کہ لاندہ ادراک الصحابہ و رای انس بن مالک امام صاحب نے صحابہ کو پایا اور حضرت انسؓ کو دیکھا ہے (الہدایہ والنہایہ ج ۱۰/۱۰۷) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی وفات بصرہ میں ۹۳ھ میں ہوئی ہے تو اس وقت امام صاحبؒ کی عمر ۱۳ سال تھی اور امام صاحبؒ کا ان سے سامع حدیث بھی ثابت ہے۔ (بحوالہ چہل حدیث امام ابو حنیفہؒ)

حافظ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبرئیؒ نے وہ تمام روایات ایک رسالہ میں جمع کر دی ہیں جو امام اعظمؒ نے براہ راست صحابہ کرام سے سنیں، ان روایات کی سند پر اگرچہ کلام کیا گیا ہے تاہم ان میں ایک روایت کو حافظ سیوطیؒ نے صحیح کے ہم پلہ اور حافظ مزنیؒ نے حسن کے ہم رتبہ قرار دیا ہے۔ ملامہ خوارزمیؒ فرماتے ہیں **اتفق العلماء علی اندروی عن اصحاب رسول اللہ ﷺ لکنہم اختلفوا فی عددہم** (بدر عالم میرٹھی، ترجمان السنن ج ۱ ص ۲۲۵) یعنی حضرات صحابہ کرامؓ سے امام اعظمؒ کی روایت کرنے پر علماء کا اتفاق ہے۔ تاہم ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اس سلسلہ میں قول معتدل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں **متوسط قول یہ ہے کہ رفیت (صحابہ کی زیارت) سے تو انکار نہ کیا جائے، اور روایت کا قطعی طور پر دعویٰ نہ کیا جائے** اس کے سوا جو کچھ ہے وہ افراط و تفریط کا میدان ہے۔ (بدر عالم میرٹھی، ترجمان السنن ج ۱ ص ۲۲۵)

امام اعظمؒ نے جن اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا وہ اپنے دور میں علم حدیث کے ستون سمجھے جاتے تھے۔ عامر شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ، ابواسحاق سبیعیؒ، قتادہؒ، نافعؒ، بکر مہؒ، طاہرؒ بن کیسانؒ اور حضرت حسن بصریؒ جیسے نابغہ روزگار اشخاص سے آپ نے حدیث میں شرف تلمذ حاصل کیا (تہذیب الصغیرہ ۵۷، ۳۸)

امام اعظم کے خاص استاد حماد بن سلیمان ہیں جو حدیث اور فقہ دونوں کے امام ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے ان سے دو ہزار احادیث روایت کی ہیں (زاهد الکوثریؒ، نصب الراية ۴۰)

حدیث میں امام صاحبؒ کے تلامذہ:

فتاویٰ رحیمیہ میں مولانا مفتی عبدالرحیم ارقام فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کا وسیع حلقہ ہے جن حضرات نے آپ سے باقاعدہ شرف تلمذ حاصل کیا، انکی تعداد بعض اصحاب تراجم نے تین ہزار تک ذکر کی ہیں، جن میں سو افراد وہ ہیں جو علم حدیث میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور مشہور محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے، وقال بعض الائمة لم يظهر لاحد من الائمة الاسلام المشهورين مثل ما ظهر لابي حنيفة من الاصحاب والتلاميذ ولم ينتفع العلماء وجميع الناس بمثل ما انتفعوا به وباصحابه في تفسير الاحاديث المشبهه والمسائل المستنبطه والنوازل والقضاء والاحكام لعني اسلام کے مشہور اماموں میں سے کسی امام کو اتنے زیادہ رفقاء اور تلامذہ نصیب نہیں ہوئے جتنے امام ابو حنیفہؒ کو ملے اور علماء اور تمام لوگوں نے مشکل احادیث کی تشریح اور مستنبط مسائل کی تخریج و احکام کے سلسلہ میں جتنا ان سے اور ان کے تلامذہ سے فائدہ اٹھایا اتنا کسی اور سے منتفع نہیں ہوئے (الخیرات الحسان فقہ اہل العراق و حدیثہم صفحہ ۵۷ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج: ۴/۲۳۵) عبداللہ بن مبارکؒ، یحییٰ بن سعید القطانؒ، وکیع بن الجراحؒ، مکئی بن ابراہیمؒ، مسعر بن کدامؒ، فضل بن دکینؒ اور صاحب مصنف عبدالرزاق جیسے ائمہ حدیث امام اعظم کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں (تبلیغ الصغیرہ ۶۴، ۹۴) حضرت عبداللہ بن مبارک کے متعلق خطیب بغدادی کا کہنا ہے سمعت عبداللہ بن المبارک يقول کتبت عن ابي حنيفة اربعمائة حديث تاريخ بغداد) یعنی مشہور محدث خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے چار سو حدیثیں لکھی ہیں اسی طرح امام ابو حنیفہ کے ایک شاگرد امام علی بن عاصمؒ ہیں، امام واسطیؒ نے ان کے متعلق کہا ہے، کہ ان کے حلقہ درس میں تیس ہزار سے زائد طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج: ۴/۳۵۹)

اسی طرح امام ابو حنیفہ سے ایک شاگرد یزید بن ہارون ہیں جو فن حدیث کے مشہور امام ہیں ان کے درس میں بھی ستر ہزار طلبہ کی حاضری ہوتی تھی (تذکرۃ الحفاظ ج ۲/۲۹۲) امام عاصم ابو النبل جن کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے امام بخاری ان کے شاگرد ہیں ابو داؤد نے کہا ہے۔ ان کو ایک ہزار احادیث نوک زبان یاد تھیں۔

امام شافعی کے استاد و کعب بن الجراح نے امام صاحب سے نو سو احادیث نقل کی ہیں اس کے علاوہ اکثر اصحاب حدیث امام ابو حنیفہؒ کے بالواسطہ شاگرد ہیں، چنانچہ امام ترمذی نے کتاب العلل میں عبد الحمید رحمانی سے امام صاحب کا یہ قول نقل کیا ما راایت اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء ابن ابی رباح میں نے جابر جعفی سے بڑھ کر جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اس سے امام ترمذی کا امام صاحب کا بالواسطہ شاگرد ہونا تو ثابت ہوتا ہی ہے، تاہم اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام صاحب کے اقوال جرح و تعدیل میں بھی معتبر ہیں۔ امام نسائی نے بھی ”سنن کبریٰ“ میں امام صاحب کی روایت نقل کی ہے اخبرنا عیسیٰ بن حجر قال اخبرنا عیسیٰ بن یونس عن النعمان ابن ثابت ابی حنیفة عن عاصم ابی رزین عن عبد اللہ بن عباس قال لیس علی من اتی بہیمة حد (ابو عبد الرحمن النسائی، السنن الکبری، أبواب التعزیرات، باب من وقع علی بہیمة ۲۲۳/۴)

مشہور محدث ابو داؤد طیالسی نے بھی اپنی مسند میں امام اعظم سے روایت نقل کی ہے چنانچہ انہوں نے حدیث جبک الشی یعمی ویصم امام اعظم کے طریق سے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن انس سے روایت کی ہے۔ (خوارزمی جامع المسانید: ۱/۲۳)

امام دارقطنیؒ کا تعصب کسی سے مخفی نہیں لیکن تعصب کے باوجود انہوں نے امام اعظم کے طریق سے متعدد مقامات پر احادیث روایت کی ہیں۔ چنانچہ زکوۃ الفطر میں فرماتے ہیں حدثنا براء بن عبد الرحمن حدثنا ابو سعید الأشج حدثنا یونس بن بکیر عن ابی حنیفة قال لو انک اعطیت فی صدقة الفطر هلیج لأجزأ۔ (سنن دارقطنی، کتاب

زکوة الفطر ۲/ ۱۵۰، رقم الحديث ۵۶)

اسکے علاوہ امام عبدالرزاق نے مصنف میں امام حاکم نے مستدرک میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، امام بیہقی نے سنن میں، امام طبرانی نے معاجم ثلاثہ میں اور امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام اعظم سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ (ظفر احمد عثمانی، قواعد فی علوم الحدیث ۱۹۳)

حافظ حارثی نے متصل سند کے ساتھ امام حنفی بن غیاث سے نقل کیا ہے، کہتا ہے سمعت من ابی حنیفہ حدیثا کثیرا یعنی میں نے ابو حنیفہ سے بہت کثرت سے احادیث سنی ہیں (مناقب موفق صفحہ ۴۰) علامہ کردری شیخ الاسلام عبداللہ بن زید مقری کے بارے میں کہتے ہیں سمع من ابی حنیفہ تسعمائة حدیثا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے نو سو حدیثوں کا سامع کیا ہے۔ (کردری ص ۲۳۱) حافظ عبدالبر نے حماد بن زید کے بارے میں لکھا ہے روى حماد بن زید عن ابی حنیفہ حدیثا کثیرا یعنی حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت زیادہ حدیثیں روایات کی ہیں (الانتقاء صفحہ ۱۳۰) امام ذہبی کہتے ہیں روى عنه من المحدثین و الفقهاء عدة لا یحصون یعنی بے شمار فقہاء اور محدثین نے امام ابو حنیفہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ (مناقب ذہبی صفحہ ۱۱) حافظ عبدالبر نے یزید بن ہارون کے حوالے سے لکھا ہے ادر کست الف رجل فکتبت عن اکثرهم امام اعظم کے ایک شاگرد ہیں ابراہیم بن طہمان اور ان کے شاگرد ہیں بخاری و مسلم و ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ امام صاحب کے ایک شاگرد ہیں عبداللہ بن یزید مقری ان کے شاگرد ہیں امام احمد بن حنبل، امام بخاری، ایک شاگرد امام صاحب کے عبداللہ بن مبارک ہیں ان کے شاگرد تکی بن معین ہیں ان کے شاگرد بخاری، مسلم، ابوداؤد ہیں۔

امام صاحب کے مشہور شاگرد قاضی ابویوسف ہیں ان کے شاگرد فی الحدیث امام احمد بن حنبل ہیں ان کے شاگرد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں۔

امام اعظم کے ایک شاگرد ہیں کی ابن ابراہیم ان کے شاگرد ذہبی اور ابوکریب ہیں ابوکریب کے شاگرد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ ہیں۔

امام صاحب کے شاگرد حفص بن غیاث ہیں ان کے شاگرد اسحاق بن ابراہیم ہیں ان کے

شاگرد بخاری، مسلم ابوداؤد، ترمذی ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد کعب بن الجراح ہیں ان کے شاگرد علی بن المدینی ہیں ان کے شاگرد امام بخاریؒ ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد مسعر بن کدام ہیں ان کے شاگرد سفیان ثوری ہیں ان کے شاگرد اصحاب ستہ امام بخاریؒ، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ ہیں۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد سفیان بن عیینہ ہیں ان کے شاگرد شافعی، حمیدی اور بخاری ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ صحاح ستہ کے ائمہ کے استاد اور شیخ الشیوخ ہیں۔ (متفرق رسائل)

حدیث میں فقہی ترتیب پر سب سے پہلی تصنیف:

علم حدیث میں ”کتاب الآثار“ امام ابو حنیفہؒ کی وہ تصنیف ہے جو تمام کتب متداولہ میں سب سے پہلے فقہی ابواب پر مرتب کی گئی، یہ فضیلت کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی، اسی کتاب کو مأخذ بنا کر امام مالکؒ نے مؤطا ترتیب دی، چنانچہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں من مناقب ابی حنیفۃ التی انفراد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابو ابیہم تابعہ مالک بن انس فی ترتیب المؤطا ولم یسبق ابا حنیفۃ احد (تبیض الصحیفہ بمناقب ابی حنیفہ ۱۲۹) امام ابو حنیفہؒ کی ایک منفرد منقبت وخصوصیت یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے علم حدیث کو مدون اور فقہی ابواب پر مرتب کیا۔ پھر امام مالکؒ نے ”مؤطا“ میں ان کی اتباع کی لیکن امام ابو حنیفہؒ سے کوئی سبقت نہیں لے سکا۔

صحاح ستہ کے ائمہ سب امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ ہیں:

امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ کی کتب سے برابر استفادہ کرتے رہتے تھے، علامہ کوثریؒ نے مشہور محدث در اور دی عبد العزیزؒ کا قول نقل کیا ہے۔ کان مالک ینظر فی کتب ابی حنیفۃ ویستفیع بها (زاہد الکوثریؒ، تعلیقات الانتقاء ۱۴) امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور ان سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔

”کتاب الآثار“ چالیس ہزار احادیث سے منتخب کی گئی ہے ، چنانچہ صدر الائمہؒ کی فرماتے ہیں وانتخب ابو حنیفۃ الآثار من اربعین الف حدیث۔ (مناقب علی قاریؒ، بذیل الجواہر ۲/۴۷۴)

کتاب الآثار کے علاوہ علم حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی اپنی کوئی اور تصنیف نہیں ہے تاہم بڑے بڑے محدثین نے امام ابو حنیفہؒ کی مرویات کو جمع کر کے ”مسند امام ابی حنیفہؒ“ کے نام سے کتابیں مرتب کی ہیں، جن میں حافظ ابن مندہؒ، حافظ ابن عساکرؒ، ابو نعیم اصفہانیؒ اور حافظ ابن عدیؒ جیسے علم حدیث کے اساطین شامل ہیں۔ بیس (۲۰) کے قریب یہ تمام مسانید جامع مسانید الامام الاعظم کے نام سے یکجا جمع کر دی گئی ہیں۔

قبول روایت میں امام صاحبؒ کا حزم و احتیاط:

روایت حدیث کے متعلق جس قدر احتیاط کی ضرورت ہے وہ علم حدیث سے تعلق رکھنے والوں پر مخفی نہیں۔ حضرات محدثین اس سلسلہ میں انتہائی احتیاط سے اسلئے کام لیتے ہیں تاکہ کوئی غلط قول یا فعل حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو۔ اور اس احتیاط میں امام اعظمؒ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ امام اعظمؒ کے تلمیذ رشید اور امام شافعیؒ کے شیخ حضرت وکیع بن الجراحؒ جو ”محدث العراق“ سے مشہور ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں لقد وجد الورع عن ابی حنیفۃ سالم یوجد عن غیرہ۔ (مناقب صدر الائمہ ص ۱۹۷) یعنی امام ابو حنیفہؒ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو کسی اور سے نہیں ہوئی۔ امام اعظمؒ نے صحت حدیث کیلئے جو شروط مقرر کی ہیں وہ نہایت ہی سخت ہیں، امام حاکم المدخل میں قاضی ابو یوسفؒ کے حوالہ سے امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کرتے ہیں عن ابی حنیفۃ انه قال لا یحل للرجل ان یروی الحدیث الا اذا سمعه من فہ المحدث فیحفظہ ثم یحدث بہ (المدخل للحاکم ۱۵) یعنی کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ حدیث بیان کرے تا وقتیکہ محدث سے بالمشافہ وہ حدیث سن لے اور بیان کرنے کے وقت تک وہ حدیث اس کو یاد رہے۔ خطیب بغدادیؒ اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ بن معینؒ سے نقل کرتے ہیں انه سئل عن الرجل یجد الحدیث بخطہ لا یحفظہ فقال ابو زکریا

کان ابو حنیفہ یقول لا یحدث الا بما یعرف ویحفظ (عبدالرشید النعمانی، ماتمس الیہ الحاجۃ ۱۱) یعنی یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص لکھی ہوئی حدیث پائے لیکن وہ اس کو یاد نہ ہو، تو انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے کہ جب تک حدیث حفظ نہ ہو اس وقت تک حدیث بیان نہیں کی جاسکتی۔

علامہ قرشیؒ نے بھی ”الجواهر المصنہ“ میں امام اعظمؒ کے شروط روایت کے سلسلہ میں یہی شرط لکھی ہے (القرشی، الجواهر المصنہ ۳۹۰/۱) بلکہ امام شعرانی شافعی نے اس سے زیادہ سخت اور مستحکم شرط ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں وقد کان الامام ابو حنیفہ یشرط فی الحدیث المنقول عن رسول اللہ ﷺ قبل العمل بہ ان یرویہ عن ذالک الصحابی جمع اتقیاء عن مثلہم وھکذا (الشعرانی، المیزان الکبریٰ ۹۳/۱) کہ امام ابو حنیفہؒ رسول اللہ ﷺ سے منقولہ حدیث پر عمل کرنے سے پہلے یہ شرط لگاتے تھے کہ اس حدیث کو اس صحابیؓ یعنی راوی اول سے پرہیزگاروں کی ایک پوری جماعت نے ان جیسے پرہیزگاروں سے اس حدیث کو نقل کیا ہو۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ آخر تک پہنچا ہو، علامہ سیوطی تشدید روایت کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کا مذہب نقل کر کے فرماتے ہیں ھذا مذہب شدید وقد استقر العمل علی خلافہ فلعل الروایۃ فی الصحیحین ممن یوصف بالحفظ لا یبلغون النصف (السیوطی، تدریب الراوی ۹۳/۲) یہ ایک سخت مذہب ہے، عمل اسکے خلاف ہے کیونکہ صحیح بخاری و مسلم کے راویوں کی شاید آدھی تعداد بھی حفظ والی شرط کے ساتھ متصف نہ ہوگی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ روایت حدیث کے سلسلہ میں امام اعظمؒ کی شروط، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی شروط سے بھی زیادہ سخت اور کڑی ہیں۔ احادیث کے رد و قبول اور سخت کیلئے دوسرے محدثین کے مقابلہ میں امام اعظمؒ نے بہت اونچی معیار قائم کیا تھا، اسی احتیاط کی بدولت امام اعظمؒ کی روایات کو وہ مقام حاصل ہے جو دیگر روایات کو حاصل نہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ اور امام ابوداؤدؒ کے استاذ مشہور محدث علی بن الجعد امام ابو حنیفہؒ کی روایات کے متعلق فرماتے ہیں ابو حنیفہؒ اذا جاء بالحديث جاء به مثل الدر (سرفراز صفدر، مقام ابی حنیفہؒ ۱۳۴) یعنی امام

ابو حنیفہ جب بھی حدیث پیش کرتے ہیں تو وہ موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے
 امام ابو حنیفہؒ کی توثیق اور صاحب تاریخ بغداد پر رو:

قال : الدكتور قاسم فی الرد علی صاحب هذا التاریخ : ان ذم ابی حنیفة
 اولی بان یكون باطلاً واولی بان یكون مدسوساً فی كتب القوم . بل ان مقدمة
 تاریخ بغداد لتتق صراحة . بان ترجمة ابی حنیفة مدسوسة فی تاریخ بغداد .
 كما حدث بذالك الشیخ الكوثری فی تانیب الخطیب ترجمة :- صاحب تاریخ
 بغداد نے جو کچھ کہا ہے امام ابو حنیفہؒ کے ذم اور قدح میں وہ سب کے سب باطل منکر باتیں ہیں
 بلکہ تاریخ بغداد کا مقدمہ خود اسی پر تصریح کرتی ہے کہ امام اعظمؒ کا ترجمہ وسیرت وسوانح تاریخ
 بغداد میں مدسوس ہیں (یعنی غیر معروف طریقے سے جمع کیا گیا ہے)۔

باب چہارم

امام اعظم پر جرح و اعتراضات اور ان کے جوابات

یہ باب بھی دراصل امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت پر پیش کردہ مختلف حضرات کے مقالات برائے پہلی بنوں فقہی کانفرنس 18-17 اپریل 1996ء، دوسری بنوں فقہی کانفرنس 18-17 اکتوبر 1998ء کا ایک حصہ ہے جسے کتابی ترتیب میں جدید اضافے کے ساتھ بحیثیت باب چہارم مستقل عنوانات کے ساتھ شامل کیا گیا ہے
(ادارہ)

نوٹ:- اس باب کے اکثر مندرجات امام ابو حنیفہؒ پر لکھے گئے عربی مراجع و مأخذ کے ہیں جبکہ ان عبارت کا ترجمہ و تشریح خود مرتب نے کر لئے ہیں ساتھ ساتھ عربی مراجع کے نشاندہی بھی کر لی گئی ہے۔ (از مرتب)

امام ابو حنیفہؒ پر جارحین کی جرح معتبر نہیں؟

جیسا کہ بردور میں ہر ایک امام کے حق میں کچھ نہ کچھ اعتراضات اور جرح کی نقل مل جاتی ہے، امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت پر بھی بعض حضرات سے جرح منقول ہے۔

پہلا اعتراض:

چنانچہ امام نسائی نے در کتاب الضعفاء میں، دارقطنی نے اپنی سنن میں، اور ابن عدی وغیرہ نے امام اعظمؒ پر جرح کی ہے اور حدیث میں انہیں ضعیف قرار دیا ہے (الذہبی، میزان الاعتدال ۵۲/۴، رقم الترجمہ ۹۰۹۲) لیکن ایسے ائمہ جن کی امامت اور جلالت قدر پر جمہور اہل علم متفق ہوں۔ ان کے بارے میں بعض حضرات کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، ان کی عظمت اور جلالت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے اور ان کی ثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ورنہ کسی بڑے سے بڑے محدث کی بھی عدالت اور ثقاہت ثابت نہ ہو سکے گی کیونکہ تمام بڑے بڑے ائمہ حدیث پر کسی نہ کسی کی جرح ضرور موجود ہے۔ امام شافعیؒ پر یحییٰ بن معینؒ نے، امام بخاریؒ پر امام ذہلیؒ نے، امام اوزاعیؒ پر امام احمدؒ نے، امام احمدؒ پر امام کراہیسیؒ نے اور امام مالکؒ پر ابن ابی ذئبؒ نے جرح کی ہے۔ ابن حزم نے تردیٰ اور امام ابن ماجہؒ کو مجہول کہا ہے۔ خود امام نسائیؒ پر شیعہ ہونے کا الزام عائد کیا گیا (التعلیق علی القواعد: ۹۶، امام ابو حنیفہؒ اور علم حدیث ۱۰۰) اب اگر ان تمام اقوال کا اعتبار کیا جائے تو ان میں کوئی بھی ثقہ قرار نہیں جاسکتا۔

چنانچہ مشہور شافعی عالم تاج الدین سبکیؒ اس سلسلہ میں ایک ضابطہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں الصواب عندنا ان من ثبت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحوه كانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره فاننا لانلصق الى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة والافلو فتحنا هذا الباب واخذنا تقديم الجرح على اطلاقه لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون (الطبقات الكبرى للسبکی ۱/۱۸۸) یعنی ہمارے ہاں حق بات یہ ہے کہ جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہو۔ اور اس کی مدائح اور تزکیہ

کرنے والے زیادہ ہو۔ اور جس پر جرح کرنے والے شاذ و نادر ہی ہو۔ تو یہاں پر یہ بات اس کی دلیل ہوگی۔ کہ یہ جرح مذہبی تعصب یا کسی اور وجہ سے کی گئی ہے۔ تو ہم ایسے شخصیت کے بارے میں جرح پر توجہ نہیں دیں گے۔ بلکہ عدالت کو ہی معیار بنائیں گے ورنہ اگر یہ دروازہ ہم نے کھول دیا۔ یا جرح کو ملی الاطلاق ترجیح دینے لگے تو پھر ائمہ میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا اسلئے کوئی بھی امام ایسا نہیں کرے جس پر کسی نے کسی نے طعن و تشنیع کر کے اپنے لئے ہلاکت کا سامان مہیا نہ کیا ہو۔“

دوسرا اعتراض:

امام اعظمؒ پر دوسرا بڑا اعتراض یہ ہے کہ حدیث کے بارے ثقہ نہ تھے۔ یہ ایک بلا دلیل اعتراض ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ پر جرح محکم بعض علماء نے کی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے مقدمہ میں امام صاحبؒ کے بارے فرمایا۔ ومن ثم لم يقبل جرح الجارحين في الامام ابی حنیفہ حیث جرحہ بعضهم بكثرة القياس و بعضهم بقله معرفة العربية و بعضهم بقله رواية الحديث فان هذا كله جرح بما لا يجرح به الراوى اسلئے امام ابو حنیفہؒ کے بارے جارحین کی جرح مقبول نہیں ہے کہ بعض کی جرح کثرت قیاس اور بعض کی جرح قلت حدیث اور بعض نے احادیث کے کم روایت کرنے کی وجہ سے جرح کی ہے اور یہ تمام ایسی باتیں ہیں جس کی وجہ سے راوی مجروح نہیں ہوتا۔ امام صاحبؒ کے بارے میں جرح کیسے مقبول ہو سکتا ہے جبکہ ان کے ہم عصر علماء نے ان کے بارے ایسے تو ثبوتی الفاظ کہے ہیں۔

امام یحییٰ بن یعینؒ نے امام صاحبؒ کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا عدل ثقة ما ظنک بمن عدله ابن المسارک و وکیع بن جراح اور ثقہ ہیں جس شخص کی عدالت ابن مبارکؒ اور وکیع جیسے محدثین کہیں ان کے بارے یہ آیا خیال ہے (مقدمہ امام السنن ۲/۳)۔

جمہور محدثین اور جرح و تعدیل کے ائمہ نے امام ابو حنیفہؒ کی نہ صرف وثیقہ کی ہے بلکہ علم حدیث میں ان کی امامت کا اقرار کیا ہے۔ علم جرح و تعدیل کے سب سے پہلے امام شعبہؒ ابن الحجاجؒ امام اعظمؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کان والہ ثقة ثقة (الانقضاء ۱۲۷) بخدا امام ابو حنیفہؒ ثقہ تھے، ثقہ تھے۔

جرح و تعدیل کے دوسرے بڑے امام یحییٰ بن سعید القطان امام ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں انہ لا علم ہذہ الامۃ بما جاء عن اللہ ورسولہ ﷺ (ابن ماجہ اور علم حدیث ۱۶۷) امام ابو حنیفہ اس امت میں قرآن و حدیث کے بڑے عالم تھے۔

جرح و تعدیل کے تیسرے بڑے امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کان ابو حنیفۃ ثقۃ حافظا لا یحدث الا بما یحفظ ما سمعت احدا یجرحہ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۱۹) امام ابو حنیفہ ثقہ اور حافظ تھے وہ وہی حدیث بیان فرماتے جو انہیں یاد ہوتی، میں نے کسی کو ان پر جرح کرتے نہیں سنا۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں عدل فما ظنک بمن عدلہ ابن المبارک (مناقب کردری ۹۱/۱) امام ابو حنیفہ ثقہ و عادل تھے، ابن مبارک نے جس کو عادل قرار دیا ہو اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔

تعدیل ثوری:

سفیان ثوری فرماتے ہیں کان ابو حنیفۃ شدید الأخذ بالعلم ذاما عن حرۃ اللہ ان تستحل یاخذ بما صح عنده من الاحادیث التي کان یحملها الثقات وبالأخر من فعل رسول اللہ ﷺ و بما ادرك عليه علماء الكوفة ثم تنع عليه فیرد یغفر اللہ لنا ولہم (الاتقاء ۱۴۲) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کم و مضبوطی سے تھمے والے اور ان کے احکام کو پامالی سے بچانے والے تھے۔ ثقہ راویوں کی ان ہی احادیث کو لیتے جو ان کے نزاع میں نہ ہوتیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے آخری فعل اور حمانہ کوفہ کے مذہب و بھی اختیار کرتے پھر بھی ان پر ایک طبقہ طعن و تشنیع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائیں۔

امام ابو حنیفہ افتخار اہل الارض تھے:

حضرت مولانا مفتی امجد ارجمید لاہوری امام ابو حنیفہ کے متعلق محمد بن منتش کا روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عن محمد بن المنتشر الصنعانی قال کنت اختلف الیہما فاذا جنت لابی

حنيفة قال لي من اين اقبلت قلت من عند سفیان فيقول جئت من عند رجل لو كان علقمة والأسود حين لا حتاجا اليه واذا اتيت سفیان قال من اين جئت قلت جئت من عند ابي حنيفة قال جئت من عند افقه اهل الارض يعني محمد بن منتشر صنعاني فرماتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو دریافت فرماتے کہاں سے آرہے ہو میں کہا کرتا۔ سفیان کے پاس سے۔ آپ فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آتے ہو کہ اگر علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو وہ ان کے محتاج ہوتے۔ اور جب سفیان کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آرہے ہو؟ میں کہتا ابو حنیفہ کے پاس سے۔ فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو کہ روئے زمین پر ان جیسا کوئی فقیہ نہیں۔ (کر درمی جلد ۲ صفحہ ۱۱) بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج: ۴/۲۲۱

امام ابو حنیفہ علوم شرعیہ والیہ کے دریائے ناپید کنار اور امام بے بدل تھے: حاصل کلام یہ ہے کہ امام اعظم سے روایت کرنے اور ان کی توثیق کرنے والے جمہور محدثین اور فن رجال کے ائمہ ہیں، جبکہ جرح کرنے والے تعداد اور رتبہ دونوں اعتبار سے کم ہیں۔ جن حضرات نے جرح کی ہے وہ درحقیقت اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے جو امام صاحب کے بلند مقام کی وجہ سے حاسدین نے کیا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر کی شافعی لکھتے ہیں احذر ان تتوهم من ذلك ان ابا حنيفة لم يكن له خبرة تامة بغير الفقه حاشا لله كان في العلوم الشرعية من التفسير والحديث والآلة من العلوم الادبية والمقاييس الحكمية بحرأ لا يجارى وإماما لا يمارى وقول بعض اعدائه فيه خلاف ذلك منشؤه الحسد وحجته الترفع على الأقران ورميهم بالزور والبهتان (الخيرات الحسان ۲۵) اس تفصیل سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ امام ابو حنیفہؒ کو فقہ کے علاوہ دوسرے علوم میں وسیع علم اور تجربہ نہیں حاشا اللہ ایسا ہرگز نہیں امام ابو حنیفہؒ ”تفسیر و حدیث، ادب و حکمت، غرضیکہ علوم شرعیہ اور آلیہ دونوں میں دریائے ناپید کنار اور امام بے بدل تھے، اسکے برعکس اُن کے متعلق اُن کے مخالفین نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ حسد، معاصرانہ چشمک اور جھوٹ و بہتان کے سوا کچھ نہیں۔“

امام اعظمؒ کے حاسدین:

امام اعظمؒ کی رفعت شان اور ان کے کمالات علمیہ و عملیہ سے ناواقف لوگوں اور حاسدین کی غوغا آرائیاں امام صاحب کے بحر قبول کے سامنے کو بند نہ باندھ سکیں آج بھی چار دانگ عالم میں سیدنا امام اعظمؒ کی امامت مسلمہ امر ہے حاسدین کے زہریلے پروپیگنڈے سے امام صاحبؒ کی شخصیت اور آپ کے عالی مقام پر کوئی ہلکا اثر نہیں پڑ سکا البتہ اندیشہ ہے کہ امام صاحبؒ پر طعن کرنے والے بدعتی جہلاء اپنی ہی عاقبت خراب کر بیٹھیں گے ایک مضبوط ترین پہاڑ کو توڑنے کیلئے جو شخص ٹکریں مارتا رہے وہ ظاہر ہے کہ اپنا سر ہی پھوڑے گا پہاڑ کا اس میں کیا نقصان۔ کس نے کیا خوب کہا ہے۔ **بانا طح الجبل العالی لکلیمۃ : اشفق علی الرأس ولا تشفق علی الجبل** ترجمہ: بلند پہاڑ کو ٹکڑے مارنے والے تاکہ اسے مجروح کر دے اپنے سر کی فکر کر پہاڑ کا اندیشہ نہ کر۔ (بحوالہ چہل حدیث امام ابو حنیفہ ص ۷) مؤلفہ حضرت مولانا عبدالستار

امام اعظمؒ کے حاسدین مبتدعین تھے:

حضرت مولانا عبدالستار اپنے کتاب "چہل حدیث امام ابو حنیفہ" حاسدین امام اعظمؒ کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ سیدنا امام اعظمؒ کے ساتھ محبت رکھنا اہل سنت و الجماعت کی امامت ہیں۔ امام حافظ عبدالعزیز بن ابی رواد فرماتے ہیں **من احب ابا حنیفۃ فہو سنی ومن ابغضہ فہو بدعی من تمام السنۃ** حب ابو حنیفہ ترجمہ: جس نے ابو حنیفہ سے محبت کی وہ سنی ہے اور جس نے آپ سے بغض رکھا وہ بدعتی ہے ابو معاویہ فرماتے ہیں یعنی امام صاحبؒ سے محبت رکھنا کمال سنت سے ہے

امام اسد بن حکیم فرماتے ہیں **لا یقع فی ابی حنیفۃ الا جاہل او مبتدع ذلک نجم یہتدی بہ الساری** امام ابو حنیفہ کی غیبت و بدگوئی صرف جاہل یا مبتدع ہی کر سکتا ہے۔ سیدنا امام داؤد بن نصیر طائی فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ روشن ستارے ہیں جس سے رات کے مسافر راہ پاتے ہیں۔ مؤرخ کبیر محدث جلیل عارف باللہ شیخ امام شمس الدین محمد بن یوسف صاخی شافعی نے تحقیقات کے بعد خوب فیصلہ دیا ہے **الطاعنون علیہ اما حساد و اما جہال بمواقع**

الاحتیاد (ص ۴۲) ترجمہ: امام ابو حنیفہ پر طعن کر نیوالے یا حاسدین ہیں یا جھلا، جو مواقع بہت سے بے خبر ہیں۔ (چہل حدیث امام ابو حنیفہ ص ۷، ۸)

حقیقت یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے بلند رتبہ اور عظیم مقام کی وجہ سے حاسدین نے آپ کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا، یہاں تک کہ امام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد کا امام اعظمؒ کے ساتھ آپ کا حال یہ تھا کہ آپ کے معاملہ میں جھوٹی روایت نقل کرتا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ، نعیم بن حماد متعلق لکھتے ہیں: یروی حکایات فی صلب ابی حنیفۃ کلھا کذب (تہذیب التہذیب ۴۶۳) تاج الدین سبکی، علامہ سیوطی شافعی، اور علامہ ابن عبد البر مالکی نے امام ابو حنیفہؒ کے حاسدین کا ذکر کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ فالناس اعداء له وخصوم

(مکاتئ الامام ابی حنیفۃ: ۲۵۸)

”نوجوان کی کوشش اور رتبہ کو نہ پانے کی وجہ سے لوگوں نے اسکے ساتھ حسد کیا چنانچہ وہ لوگ اسکے دشمن اور مقابل بن گئے۔“ امام اعظمؒ کے حاسدین چونکہ بے شمار تھے اسلئے انہوں نے امام صاحبؒ کے خلاف طرح طرح کی باتیں مشہور کر رکھی تھیں اور ان باتوں سے بہت سے ایسے اہل علم بھی متاثر ہوئے جو امام اعظمؒ سے ذاتی طور پر واقف نہیں تھے۔ ان اہل علم میں سے جن حضرات کو حقیقت حال کا علم ہو گیا، انہوں نے بعد میں امام صاحبؒ کی مخالفت سے رجوع بھی کر لیا ہے۔ یہاں اس کی چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

(اضافہ از مرتب)

امام اوزاعیؒ کا اعتراف:

امام اوزاعیؒ نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ کوفہ میں ابو حنیفہؒ نام کا یہ بدعتی کون نکالا ہے؟ عبد اللہ بن مبارکؒ نے اس وقت جواب نہیں دیا اور آ کر امام ابو حنیفہؒ کے مستنبط کئے ہوئے فقہی مسائل کا ایک چھوٹا سا مجموعہ تین دن میں تیار کیا اور شروع میں قال ابو حنیفۃ کی بجائے قال النعمان بن ثابت لکھ دیا اور اسے امام اوزاعیؒ کے پاس لے گئے۔ امام اوزاعیؒ نے

مطالعہ کیا تو بہت متاثر ہوئے دریافت کیا نعمان کون ہے؟ عبد اللہ بن مبارک نے کہا: یہ وہی ابو حنیفہ ہے جن کا آپ نے ذکر کیا تھا۔ بعد میں امام اوزاعیؒ اور امام اعظمؒ کی ملاقات ہوئی، فقہی مسائل زیر بحث آئے۔ مجلس کے اختتام پر امام اوزاعی سے امام اعظم کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے غبطت الرجل لکثرة علمه و وفور عقله استغفر الله لقد كنت في غلط ظاهر فانه بخلاف ما بلغني عنه (الخيرات الحسان: ۳۰) اس آدمی کے کثرت علم اور کمال عقل پر مجھے رشک آیا، اللہ مجھے معاف کرے، میں تو بڑی غلط فہمی میں تھا ان کے متعلق جو باتیں مجھے پہنچیں ہیں یہ تو ان باتوں کے بالکل برعکس ہیں۔

آپ ﷺ تو علماء کے سردار ہیں:

اس طرح مشہور محدث حضرت سفیان ثوریؒ بعض لوگوں کے اس خیال سے متاثر ہو گئے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں چنانچہ ایک دن امام سفیان ثوری، حماد بن جعفر صادق، امام اعظمؒ کے پاس گئے اور مسائل پر طویل گفتگو ہوئی، یہ حضرات امام صاحب سے اتنے متاثر ہوئے کہ سب نے آخر میں آپ کے ہاتھ چومے اور کہا انت سید العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقعتنا فيك بغير علم (الميزان الكبرى للشعراني ص ۶۵ ج ۱، بحوالہ امام ابو حنیفہ اور وعلم حدیث ۱۰۸) غلط فہمی کی وجہ سے آپ کے بارے میں ہم سے جو غلطی ہوئی ہے، ہم اسکی معافی چاہتے ہیں، آپ تو علماء کے سردار ہیں۔ سفیان ثوری بعد میں امام صاحب کے شاگرد بنے۔ ان کا ایک قول امام صاحب کے متعلق یہ ہے نزر چکا ہے۔ اسی طرح حافظ ابن عدیؒ ابتداء میں بے خبری کی بنا پر امام اعظمؒ کے مخالف تھے بعد میں امام طحاویؒ کے شاگرد بنے، تب امام صاحب کی جلالت قدر کا اندازہ ہوا اور انہوں نے امام اعظمؒ کی مرویات کو مسند ابی حنیفہ کے نام سے ایک کتاب میں جمع کیا۔

وفي تبیض الصحیفة: عن الحسن بن الحارث قال: سمعت النضر بن شميل يقول: "كان الناس نيماً في الفقه حتى ايقظهم ابو حنیفة بما فتنه، وبينه والخصه / صفحہ ۲۴۰) ترجمہ: لوگ فقہ کے بارے میں غفلت کی نیند سوئے ہوئے

تھے۔ یہاں تک امام ابو حنیفہؒ نے ان کو قرآن و حدیث سے استنباط انکے بیان و تلخیص کے ذریعے سے ان کو جگایا۔

وقال ابو داؤد: رحم الله ابا حنيفة كان اماماً (تذكرة الحفاظ (۱/۱۶۰) ترجمہ: امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ توفیق میں امام تھے۔

قال الامام محمد بن الحسن: ومن كان عالماً بالكتاب والسنة ويقول اصحاب رسول الله ﷺ وسعه ان يجتهد رايه في ما ابتلى به (من اعلام الموقعين ۱. ۲۳) قال: العلامة ظفر احمد عثمانی تحت هذا القول: فلما اذعن المحدثون واكابرهم لفقہ الامام بل لكونه افقه الناس • واعترفوا بكونه مجتهداً اماماً من ائمة المسلمين فقد التزموا كونه حافظاً للاحادیث متقناً متشبهاً فيها (مقدمه اعلام السنن صفحہ ۱۵)

ترجمہ: امام محمد ابن الحسن فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب و سنت اور اقوال صحابہ پر عالم ہو تو اس کو بتلاب مسائل میں اجتہاد کی گنجائش ہے علامہ ظفر احمد عثمانی اس کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جب محدثین کبار کو امام کی فقہ کا یقین ہو گیا۔ بلکہ اس کو افقہ الناس یعنی سب سے بڑا فقیہ تسلیم کیا۔ اور وہ اس بات کی حقیقت تک پہنچ گئے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ ائمہ مسلمین میں سے ایک مجتہد امام ہے۔ تو انہوں نے امام صاحب کا احادیث کا حافظ ہونا مضبوط اور اس میدان میں استقامت سے کاری کر ہونے کا بھی التزام مانا ہوگا۔ (ترجمہ از مرتب)

وقال ابن القيم في اعلام الموقعين: قال يحيى بن آدم كان النعمان جمع حديث بلده كله فنظر رأى آخر ما قبض عليه النبي ﷺ آه وذكره بعض افاضل العلم في كتابه تذكرة الامام الاعظم (ص ۱۰۱) ترجمہ: ابن القيم نے اعلام الموقعین میں بحوالہ یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ حضرت نعمان نے اپنے شہر کے تمام احادیث کو جمع کیا اور پھر حضور ﷺ کے سب سے آخری زمانے کے احادیث پر نظر جمائی۔ (ترجمہ از مرتب)

وفي حاشية مسند الامام الاعظم (ص ۶۱) لبعض فضلاء ديارنا، ودل

قول ابن معین : "وكان قد سمع من ابي حنيفة حديثا كثيرا" على ان ابا حنيفة لم يكن قليل الحديث

حاشیہ مسند امام اعظم میں ہے (کہ: ابن معین کا یہ قول (وكان قد سمع من ابي حنيفة حديثا كثيرا اس پر دلالت کرتا ہے کہ امام موصوف قلیل الحدیث نہیں تھے۔

قال : ابن عيينه اول من صيرني محدثا ابو حنيفة (ص ۱۰۳) قال العلامة ظفر احمد عثمانی تحت قول ابن عيينه هذا وفيه دليل عظيم على جلاله ابي حنيفة في علم الحديث واعتماد الناس على قوله : في تعديل الرجال فلم يكن محدثا فقط بل كان ممن يجعل الرجال محدثين (مقدمة اعلاء السنن / ص ۱۷۰)

ترجمہ: علامہ ظفر احمد عثمانی ابن عیینہ کے اس قول کے ذیل میں فرماتے کہ ابن عیینہ کا یہ قول علم حدیث میں امام ابو حنیفہ کی جلالت قدر اور تعدیل الرجال کے بارے میں لوگوں کا امام صاحب کے قول پر اعتماد کرنے کے بارے میں بہت بڑی دلیل ہے۔ امام صاحب نہ صرف یہ کہ علم حدیث کا تاج زیب تن کیے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی یہ تاج پہنانے والے تھے۔ (ترجمہ از مرتب)

(۱) قال الامام ظفر احمد عثمانی قوله : قلت فاذا الخصنا من اجوبة الامام ما يوافق الاحاديث والاثار صراحة . بدون احتياجه الى الاستنباط الدقيق لتلخص لنا ما يزيد على الوف كثيرة فهذه المسائل كلها في الحقيقة احاديث رسول الله رواها الامام بطريق الافتاء لا بطريق التحديث (مقدمه صفحه ۲۰)

ترجمہ: علامہ امام ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں اس کے قول قلت الخ یعنی امام صاحب کے ان جوابات پر نظر ڈالتے ہیں جو احادیث اور آثار صحابہ کے ساتھ صراحۃً موافقت رکھتے ہیں اس کی تعبیر کہ امام صاحب کے باریک بینی کے ساتھ استنباط کو محتاج ہو۔ تو ہمیں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام صاحب کے وہ ہزاروں سے زائد مسائل درحقیقت احادیث نبوی ﷺ ہیں جن کو امام صاحب نے حدیث کے طرز سے بہت کربطرز افتاء نقل کیا ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

(۳) ونقل بعض العلماء عن قلاتن ابن حجر قال سفيان الثوري كتابين يدي

ابو حنیفہ کا المعصافیر بین یدی البازی . وان ابا حنیفہ . سید العلماء . وعن تاریخ ابن خلکان و غیرہ من قول یحییٰ بن معین "القراءۃ عندی قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفہ وعلیٰ هذا ادرکت الناس (تنسیق النظام / مقدمة مسند الامام ص ۹۱۸) ترجمہ: بعض علماء نے قائلہ ابن حجر کے حوالے سے حضرت سفیان ثوریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہماری حیثیت امام ابو حنیفہ کے سامنے ایسی ہوتی جیسے شاہین کے سامنے چڑیا کی ہوتی ہے۔ اور بیشک امام ابو حنیفہ علماء کے سردار ہیں اور تاریخ ابن خلکان کے حوالہ سے یحییٰ ابن معین کا قول نقل کیا ہے۔ کہ قراءۃ میرے نزدیک حمزہ کی قراءۃ ہے اور فقہ صرف ابو حنیفہ کا۔ اور اسی پر میں نے لوگوں کو پایا۔

جواہر المصنہ میں ہے: قال محمد بن شجاع: قال ابن حبان: کان ابو حنیفۃ لا یفزع الیہ فی أمر الدین والدنیا الا وجد عنده فی ذالک اثر حسن (۱۱۱ . ۱۸۳) قال العلامة عثمانی وفيہ دلیل علی کثرة جمعه للحديث (مقدمہ / ص ۳۸) جواہر المصنہ میں محمد بن شجاع کے حوالے سے ابن حبان کا قول نقل کیا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ کے استانے پر کسی بھی دینی یا دنیوی امر میں رجوع کیا جاتا تو اس مسئلے کے بارے میں اس کے پاس ضرور کوئی حسن اثر موجود ہوتا علامہ عثمانی اس قول کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ امام صاحب کے کثرت احادیث کے جامع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے شان پر بعض اعتراضات سے جوابات:

الجواب عن بعض المطاعن فی ابی حنیفۃ ان قال بعضهم ان ابا حنیفۃ کان من اصحاب الراۃ کما قالہ الذہبی فی السیران

بعض نے ابو حنیفہ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ موصوف اصحاب الراۃ میں سے تھا جیسا کہ امام ذہبیؒ نے (المیزان) میں رقمطراز ہیں کہ ابو حنیفہ تو اہل الراۃ کے امام تھے۔ ان النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ الکوفی (امام اہل الراۃ الح) قلت: ان ارادو بالراۃ العقل الصائب و الفہم الثاقب فهو منقبۃ شریفۃ جواب الراۃ سے مراد عقل صحیح اور

فہم سلیم لیا جائے تو یہ ابو حنیفہ کے حق میں بہت اچھا تاثر ہے اس لئے کہ یہ امام موصوف کیلئے بہترین خصلت اور منقبت ہے۔ فان من لا عقل له لا علم له ولن يتم امر المنقول الا بالمعقول
 اہ اس لئے کہ جس کی عقل نہ ہو اس کا علم بھی نہیں ہوگا اور منقول معقول کے بغیر تام نہیں ہو سکتا وان ارادوبہ القیاس الذی ہواحد الحجج الاربعة فلیس هذا باول قارورة کسرت
 فی الاسلام ولا خصوصية لابی حنیفة الامام فی القیاس بشرطہ المعتبر عند
 الاعلام، بل جمیع العلماء یقیسون فی مضائق الاحوال اذا لم یجدوا فی
 المسألة نصاً من کتاب ولا سنة ولا اجماع ولا اقضية الصحابة كما صرح به
 الشعرانی فی المیزان لا سيما اذا كان الرأي محموداً وهو رای افقه الأمة وابرها
 قلوباً واعمقهم علماً (مقدمة اعلاء السنن ص ۵۴) واكلهم تكلفاً واصلحهم
 قصوداً واکملهم فطرة واتمهم ادراكاً، واعلاهم ذهناً الذین شاهدوا التنزیل
 وعرفوا التاویل وفهموا مقاصد الرسول قال العلامة ظفر قلیت و ابو حنیفہ اکبر
 الآخذین بهذا النوع فان اقوال الصحابة وفتاواهم حجة عنده یتربک به القیاس
 اہ مقدمہ ۵۵) ترجمہ: اور اگر مطلعین کا مقصد اس سے وہ قیاس ہے جو دلائل اربعہ میں سے
 ایک دلیل ہو یہ کوئی نئے پھول نہیں جو اسلام میں کھلائے گئے ہوں اور نہ ہی امام ابو حنیفہ علماء کے
 مقرر کردہ شرائط کے ساتھ منفرد ہے۔ بلکہ تمام علماء امت کو جب مشکل حالات میں کسی مسئلہ میں
 کتاب و سنت و اجماع امت یا آثار صحابہ میں کوئی نص نہ ملے تو قیاس کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسا
 کہ المیزان میں امام شعرانی نے اس پر تصریح کی ہے خصوصاً جبکہ رائے محمود ہو۔ اور اس کی رائے
 ہو جو سب سے بڑا فقیہ ہو۔ اور سب سے زیادہ نیک دل ہو اور سب سے زیادہ گہرا علم رکھنے والا،
 سب سے کم تکلف والا، سب سے زیادہ بہترین عزم والا، سب سے زیادہ کامل الفطرت، سب
 سے اکمل سمجھ والا اور سب سے اعلیٰ ذہن والا ہے یہ وہ لوگ ہے جنہوں نے قرآن کو اترتے دیکھا۔
 اسکے منشا کو سمجھا اور رسول اللہ ﷺ کے مقاصد کو جانا۔ ملائم ظفر احمد عثمانی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ
 اس میں سے سب سے زیادہ حظ وافر پانے والے تھے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اقوال صحابہ اور ان

کے فتاویٰ ایسی حجت ہے۔ جس کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا جائے گا۔ (ترجمہ از مرتب)

امام ابو حنیفہ کی کہانی خود اُن کی زبانی:

ابو مطیع فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں امام ابو حنیفہ کی مجلس میں شریک تھا۔ اچانک سفیان ثوری، مقاتل بن حبان، حماد بن سلمہ، جعفر الصادق وغیرہ علماء داخل ہوئے تو انہوں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ بات کی اور کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچ چکی ہے کہ تم دین میں قیاس کو زیادہ دخل دیتے ہو اور ہم تو اس سے بہت ڈرتے ہیں اس لئے کہ اول قاس الیہ تھا۔ تو امام ابو حنیفہ نے ان کے ساتھ جمعہ کی صبح سے لیکر زوال تک بحث کی اور ان کو اپنا مذہب پیش کیا اور کہا انسی اقدم العمل بکتاب اللہ، ثم بالسنة ثم باقضية الصحابة مقدمات ما اتفقوا علیہ علی ما اختلفوا فیہ وحينئذ اقيس فقاموا کلهم و قبلوا یدیه و رکبته و قالوا له انت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى من وقعتنا فيك بغير علم فقال غفر الله لنا ولكم اجمعين ترجمہ کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں۔ پھر سنت رسول ﷺ پر پھر صحابہ کے فیساووں پر اور ان میں بھی صحابہ کے متفق علیہ فیصلوں کو مختلف فیہ پر مقدم رکھتا ہوں اور اس کے بعد میں قیاس کرتا ہوں تو سب یکدم اٹھے اور امام صاحب کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور اقرار کیا کہ آپ علماء کے سردار ہیں لہذا آپ کے بارے میں نادانی کی وجہ سے سرزد گزشتہ لغزشوں کی معافی فرما تو امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو عاف فرمائے۔

وروی الامام ابو جعفر الشیرازمارى بسنده المتصل الى الامام انه كان يقول كذب والله واقتري علينا من يقول عنا اننا نقدم القياس على النص وهل يحتاج بعد النص الى قياس؟ كان رضى الله عنه يقول (نحن لانقيس الا عند الضرورة الشديدة، وذلك انا ننظر اولاً فى دليل تلك المسئلة من الكتاب والسنة واقضية الصحابة فان لم نجد دليلاً قسنا حينئذ مسكوتاً عنه على منطوق به بجامع اتحاد بينهما) (من ميزان الشعرانى ص ۵۳) ترجمہ امام ابو جعفر اپنے سند متصل کے ساتھ امام صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب فرمایا کرتے تھے جو لوگ ہمارے بارے میں

یہ کہتے ہیں کہ ہم نص پر قیاس کو مقدم کرتے ہیں اور کیا نص کی موجودگی میں قیاس کی کوئی حاجت ہے؟ (راوی کہتے ہیں کہ) امام صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم صرف شدید ضرورت کے وقت قیاس کرتے ہیں جبکہ اس مسئلے میں سب سے پہلے کتاب و سنت اور صحابہ کے فیصلے پر نظر ڈالتے ہیں۔ پھر جب ہمیں کوئی بھی دلیل نہیں ملتی تو مسکوت عنہ مسئلے کو منصوص مایہ پر علت جامعہ کی بنیاد پر قیاس کرتے ہیں۔

وروی السیوطی من تاریخ بخاری عن نعیم بن عمر قال سمعت اباحنیفة یقول عجباً للناس یقولون انی افتی بالرأی ما افتی الا بالاثار (تبیض الصحیفة ص ۳۸ للامام سیوطی) ترجمہ: علامہ سیوطی نے تاریخ بخاری میں نعیم بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تعجب ہے لوگوں کی اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رائے کی بنیاد پر فتویٰ دیتا ہوں۔ میں تو صرف اور صرف صحابی کے اثر پر فتویٰ دیتا ہوں۔

وفی مناقب القاری عن ابی یوسف انه کان اذا وردت حادثة قال الامام: وهل عندکم اثر؟ فان کان عنده أو عندنا اثر اخذ به، وان اختلف الاثار اخذ بالاكثر والاخذ بالقیاس (ص ۴۷۳) مناقب القاری میں امام ابی یوسف سے مروی ہے۔ کہ جب کوئی حادثہ (واقعہ پیش ہوتا) تو امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ کیا تمہارے پاس کوئی اثر موجود ہے پس اگر اسکے پاس یا ہمارے پاس کوئی اثر (قول صحابی) ہوتا تو اس پر عمل کرتے تھے اور اگر اثر میں اختلاف پایا جاتا تو اکثر کو معمول بہ بناتے ورنہ بصورت دیگر قیاس پر عمل فرماتے۔

وقال: شیح محی الدین فی الفتوحات المکیة لما الفت کتاب ادلة المذاهب فلم اجد قولاً من اقواله أو أقوال اتباعه الا وهو مستند الی ایه او حدیث او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقه او الی قیاس صحیح علی اصل صحیح (ص ۵۲) وقال نصر بن المروزی لم ار رجلاً الزم للاثر من ابی حنیفة (کذا فی جواهر المضیة) امام محی الدین ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے کتاب ادلة المذاهب کی تالیف کی تو میں نے امام صاحب یا اس کے اتباع کرنے والوں

کے اقوال میں سے ایک بھی قول ایسا نہیں پایا جس کا کسی آیت، حدیث، اثر صحابی یا اس کے مفہوم یا کسی حدیث ضعیف جس کے طرق زیادہ ہوں یا کسی ایسے صحیح قیاس کی طرف استناد نہ کیا گیا ہو۔ جس کی بنیاد کسی اصل صحیح پر ہو۔ اور نظر بن المروزی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو بھی امام ابو حنیفہ سے زیادہ اثنا صحابہ کو لازم پکڑتے نہیں دیکھا۔

وقال الخوارزمی: فی جامع المسانید: ومما شنع الخطیب و غیرہ علی ابی حنیفۃؒ انه لا یعمل بالحديث وانما یعمل بالرأی وهذا قول من لا یعرف شیاً من الفقه: ومن شتم رائحته وانصف اعترف ان ابا حنیفۃ من اعلم الناس الأخبار واتباع الآثار (مقدمة اعلاء السنن ص ۶۲) ترجمہ: امام خوارزمی نے جامع المسانید میں فرمایا ہے کہ خطیب وغیرہ نے امام ابو حنیفہ پر یہ طعن و تشنیع کی ہے کہ وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور رائے کو اختیار کرتے ہیں۔ امام خوارزمی کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کا قول ہو سکتا ہے کہ جن کو فقہ سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں جبکہ کوئی بھی آدمی جس کو فقہ کی ہوا لگی ہو اور انصاف سے کام لیتا ہو۔ تو وہ یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ ابو حنیفہ لوگوں میں حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں اور آثار صحابہ کے سب سے زیادہ متبع ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

قلت حدیث کا الزام اور اس کا جواب:

سب سے پہلا اور بڑا الزام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو احادیث کا اتنا زیادہ علم نہ تھا اور نہ ہی ان کو احادیث یاد تھیں۔ شاید ان حضرات کا استدلال علامہ ابن خلدون کا یہ قول ہے یقال بلغت رواياته الى سبعة عشرة حديثا کہا جاتا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کی مرویات کی تعداد صرف سترہ (۱۷) احادیث تک پہنچی ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون)

اس قول کے معتبر نہ ہونے کی یہی وجہ کافی ہے کہ ابن خلدون نے یقال کے صیغہ سے اس کا ذکر کیا ہے جو کہ خود اس کے کمزور ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود علامہ ابن خلدونؒ علوم شریعہ میں مہارت نہیں رکھتے تھے جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے الضوء اللامع فی اعیان قرون

التاسع میں لکھا ہے وان كان ماهر افي الامور التاريخية الا انه لم يكن ماهرا بالعلوم الشرعية ترجمہ: اگرچہ علامہ ابن خلدون تاریخی امور میں ضرور ماہر تھے لیکن شرعی امور میں ماہر نہ تھے جبکہ مؤرخ ہونا اور بے محدث ہونا اور بے (امام اعظم ابو حنیفہ ص ۱۳۸) جب کہ خود علامہ ابن خلدون نے امام صاحبؒ سے روایات کم ہونے کی یہ توجیہ پیش کی ہے والامام ابو حنیفہ انما قلت روايته لما شدد في شروط الرواية والتحمل وضعف رواية الحديث اليقيني اذا عارضها الفعل النفسي وقلت من اجلها روايته لا لانه ترك رواية الحديث متعمدا فحاشاه من ذلك ويدل على انه من كبار المجتهدين في علم الحديث امام صاحبؒ کی روایات اس وجہ سے کم ہیں کہ انہوں نے روایت اور اس کی تحمل میں بڑی سخت شرائط عائد کی ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث یقینی کی روایت جب کہ اس کے مقابلے میں حدیث نفسی واقع ہو جاتی ہے اس وجہ سے انکی روایات اور حدیث میں کمی واقع ہوئی ہے نہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جان بوجھ کر روایت حدیث کو ترک کر دیا تھا ان کی ذات اس قسم کی فعل سے بلند و بالا ہے اور یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ امام صاحب علم حدیث کے بہت بڑے مجتہدین میں سے تھے۔ اس کے علاوہ قلیل الحدیث ہونا خود کوئی عیب نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے ۱۴۲ حضرت عمر فاروقؓ سے ۱۳۹ حضرت عثمانؓ سے ۱۴۶ حضرت علیؓ سے ۵۸۶ اور حضرت عبداللہ مسعودؓ سے ۱۱۸۴۸ احادیث منقول ہیں (خلاصہ تہذیب الکمال ۲۰۶) یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا اور جن کے علم و فقہ پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن ان سے مروی احادیث کی تعداد کم ہے۔ لیکن شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک ان حضرات سے احادیث بڑی کثرت سے موجود ہیں۔ کیونکہ جو احادیث بظاہر موقوف ہوئی ہیں۔ وہ بھی حقیقتاً و حکماً مرفوع ہیں اور ان حضرات سے جو احادیث باب فقہ، باب احسان اور باب حکمت میں جس قدر ارشادات مروی ہیں وہ بہت سے وجوہ سے مرفوع کے حکم میں ہیں لہذا ان حضرات کو مکثرین کے حکم میں داخل کرنا زیادہ موزون ہیں (ازالۃ الخفاء ص ۲۱۳)

تاہم امام اعظم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قلیل الحدیث تھے ایک ایسا الزام ہے جسکی کوئی

حقیقت نہیں، حسن بن زیاد امام ابو حنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں کسان ابو حنیفہ یروی اربعة آلاف حدیث الفین لحما د والفین لسانر المشیخة (مناقب موفیق ۱/۹۶) امام ابو حنیفہ چار ہزار احادیث روایت کرتے تھے جن میں دو ہزار تہا کی اور دو ہزار باقی دوسرے مشائخ کی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے مروی اصل روایات کی تعداد بھی چار ہزار سے کچھ اوپر ہے چنانچہ علامہ امیر یمنی فرماتے ہیں ان جملة الأحادیث المسندة عن النبی ﷺ یعنی الصحيحة بلا تکرار اربعة الاف واربعمان حدیث (توضیح الافکار: ۶۳) نبی کریم ﷺ سے مروی صحیح احادیث کی تعداد بغیر تکرار کے چار ہزار چار سو ہے۔

شیخ الاسلام ابن عبد اللہ امکی فرماتے ہیں وروی حماد بن زید عن ابی حنیفة احادیث کثیرة حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں کثیر کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے کہ امام صاحب کے پاس کافی احادیث کا ذخیرہ تھا۔

بلکہ ملا علی قاری نے محمد بن ساعد سے نقل کیا ہے ان الامام ذکر فی تصانیفہ نیفا وسبعین الف حدیث (مناقب علی القاری بذیل الجواہر ۴/۴۷) یعنی امام صاحب کی تصانیف میں ستر ہزار احادیث ملتی ہیں۔ بظاہر امام صاحب کی تصانیف میں اتنی احادیث نظر نہیں آتیں لیکن اگر متقدمین کا طریقہ کار ذہن میں ہو تو اس بات کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ متقدمین بعض اوقات حدیث کو احتیاط کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے خود اپنا قول قرار دے کر فقہی مسئلہ کے طور پر بیان کرتے ہیں اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو امام ابو حنیفہ کی مرویات کا ستر ہزار تک پہنچ جانا کوئی مستبعد نہیں، امام محمدؒ نے ایسے بی شمار مسائل امام ابو حنیفہ سے نقل کئے ہیں جو براہ راست حدیث سے منقول ہیں۔ اور امام صاحب روایات حدیث کے بجائے چونکہ استنباط احکام میں لگ گئے تھے اسلئے ان کی بہت سی روایات، حدیث کی حیثیت میں باقی نہ رہ سکیں بلکہ فقہی مسائل کے طور پر باقی رہیں۔ چنانچہ شافعی عالم حافظ محمد یوسف صالح فرماتے ہیں وانما قلت الروایة عنه وان كان متسع الحفظ لا شغاله بالاستنباط وكذلك لم يرو عن مالک والشافعی الا القلیل بالنسبة الى ما سمعنا وکان ابو حنیفة من

کبار حفاظ الحدیث واعیانہم ولو لا کثرة اعتنائہ بالحدیث ما تھیالہ استنباط مسائل الفقہ (عقود الجمان باب ۲۳ بحوالہ تانیب الخطیب للکاوثری ۱۵۶) حدیث میں وسعت حفظ کے باوجود امام ابو حنیفہؒ سے روایات کی تعداد کم ہے۔ اسی وجہ یہ ہے کہ آپ استنباط احکام میں لگ گئے تھے، اسی طرح امام مالک اور امام شافعیؒ سے بھی ان کے جامع احادیث کے مقابلہ میں روایات کی تعداد کم ہے۔ امام ابو حنیفہؒ حدیث کے بڑے حفاظ اور کبار رجال میں سے تھے۔ اگر حدیث کے ساتھ انہیں زیادہ شغف نہ ہوتا تو فقہی مسائل کا استنباط ان کیلئے ممکن نہ ہوتا۔

امام ابو حنیفہؒ عمر میں سب سے بڑے تھے:

نیز جس روز امام ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی اس روز امام شافعیؒ پیدا ہوئے اور امام شافعیؒ کی وفات کے وقت امام بخاری کی عمر دس سال تھی اور ابو داؤد چھ سال کے تھے ابن ماجہ تو پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

مندرجہ ذیل نقشہ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ امام صاحب نبی کریم ﷺ کے دور مبارک سے سب سے زیادہ قریب تر تھے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ تو امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ سے عمر میں ۱۵ سال بڑے ہوئے۔ امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحبؒ امام شافعیؒ سے عمر میں ۷۰ سال بڑے ہوئے اس سے امام شافعیؒ کی طرف، امام ابو حنیفہؒ پر تنقیص کا جھوٹا ہونا ثابت ہر اس لئے کہ امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو بالکل پایا ہی نہیں اور اگر بالفرض اس کے ادراک زمانہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو امام شافعیؒ خود امام اعظمؒ کی عظمت شان، جلالت قدر کے معترف ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص ابو حنیفہؒ کے کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں تبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ ابو حنیفہؒ خاندان نقد کے مربی اور مورث اعلیٰ ہیں (تذکرۃ الحفاظ حدائق صفحہ ۷۷) اس طرح ان اقوال کا بھی کوئی اعتبار نہیں جو امام احمدؒ کی طرف منسوب تنقیص ابو حنیفہؒ کے حق میں نقل کئے گئے ہیں اس لئے کہ امام احمدؒ ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد ۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبلؒ ۱۶۲ھ میں پیدا ہوئے تو امام اعظمؒ عمر میں ان سے ۸۴ سال بڑے ہوئے۔ اس کے علاوہ امام احمدؒ امام اعظمؒ کی

ذو صیغہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ علم، تقویٰ، زہد اور اختیار آخرت میں اس درجہ پر تھے کہ کوئی ان کو نہیں پہنچ سکا (شامی و خیرات الحسان)

امام بخاری علیہ الرحمۃ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں امام بخاریؒ سے ۱۱۴ سال بڑے ہوئے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب عمر میں ان سے ۱۲۲ سال بڑے ہیں امام نسائی رحمہ اللہ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۳۵ سال بڑے ہوئے۔ امام ترمذی ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۲۹ سال بڑے ہوئے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے تو امام صاحب ان سے ۱۲۹ سال بڑے ہوئے۔

الغرض حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام ائمہ مجتہدین اور ائمہ محدثین اصحاب ستہ سے عمر میں سب سے بڑے ہیں اور زمانہ نبوتؐ سے سب سے زیادہ قریب ہیں حتیٰ کہ خود صحابہ کرام سے بھی حدیث کا سماع کیا ہے۔ والصحابہ کلہم عدول اس لئے ان کو احادیث کی چھان بین یا تدوین جرح و تعدیل کی ضرورت نہ ہوئی وہ قوانین اسلام کو مدون کرنے اور مسائل فقہ کے اجتہاد میں لگ گئے۔ آخر ان کا یہ مکمل فقہ اسلامی اور اس کا پھیلاؤ جو انہوں نے اصول مقرر کر کے مدون کیا ہے۔ کیا یہ شاہد نہیں ہے کہ ان کو قرآن و حدیث پر کتنا عبور تھا۔ یہ فقہ حنفی ان کے محدث ہونے پر پورا شاہد عدل ہے جو لوگ ان پر طعن و تشنیع کو ردوار کھتے ہیں ذرا سوچیں ان کے سامنے اپنی استعداد پر نگاہ کر کے ان کے اس احسان عظیم کو جو امت پر کیا ہے دل سے ان کا شکریہ ادا کریں، احسان اور اطمینان سے عمل کریں۔

(بشکریہ ماہنامہ بینات)

چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب:

لما علی قاری امام محمد بن سماع سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ان الامام ذکر فی تصانیفہ نیفاو سبعین الف حدیث و انتخب الآثار من اربعین الف حدیث (مناقب القاری بذیل الجواب ص ۴۷۴ بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۱۴) کہ امام اعظمؒ نے ستر ہزار سے زائد

روایات ذکر کی ہیں۔ اور چالیس ہزار احادیث میں سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا۔ امام صدر الائمہؒ فرماتے ہیں و انتخب ابو حنیفۃ الآثار من اربعین الف حدیث (مناقب موفق ص ۹۵ بحوالہ مقام ص ۱۱۴، مسانید الامام ابی حنیفہ ص ۴۴) یاد رہے کہ محدثین عظام کی یہ اصطلاح ہے کہ سند کے بدلنے اور اسی طرح سند کے کسی راوی کے بدلنے سے حدیث کی گنتی اور تعداد بدل جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے دور میں احادیث کی تعداد کم تھی کیونکہ سند مختصر تھی اور ائمہ حدیث کے زمانے میں احادیث کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو گئی کیونکہ جوں جوں سند بڑھتی گئی اور راوی بدلتے گئے تو احادیث کی تعداد بھی بڑھتی گئی نہ یہ کہ متون حدیث بڑھ گئے۔ محدثین کی اس اصطلاح کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو سخت ٹھوکر لگی ہے اور انہوں نے محدثین عظام کو بلا وجہ مورد طعن نہرایا۔ دیگر محدثین کی طرح جہاں کہیں امام صاحب کی طرف حدیثوں کی نسبت ہوتی ہے تو اس سے بظاہر یہی متون حدیث مراد ہیں اور جہاں چالیس ہزار ستر ہزار کا ذکر آتا ہے تو وہاں اسانید اور طرق متعددہ سے مروی احادیث مراد ہیں۔

خطیب بغدادیؒ یحییٰ بن معین کی سند سے روایت کرتے ہیں کان ابو حنیفۃ لا یحدث بالحديث الا ما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ۔ ترجمہ: امام ابو حنیفہ صرف ان احادیث کو بیان فرماتے جو ان کو زبانی یاد ہوتیں۔ اور جو انہیں یاد نہ ہوتی اُسے بیان نہ کرتے تھے۔ (مکانہ ص ۱۹۲)

امام صاحبؒ کی جلالت علیا تک متعصبین کے نہ پہنچنے والے پتھر:

علامہ دکتور احمد قاسم اپنے کتاب ”مکانہ الامام ابو حنیفہ“ میں ارقام فرماتے ہیں۔

قال النسائی فی الضعفاء ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت لیس بالقوی فی الحدیث (الضعفاء والمتروکین ص ۳۳۳) ولكن کلام النسانی هذا لا یعتبر جرحاً لان هذا الجرح لیس بمفید و اذا تعارض الجرح الذی لم یفسر مع التعدیل المفسر و کان المعدل عارف بما قیل فلا شک اننا نقدم التعدیل علی التجریح دون تردد:

ترجمہ لیکن امام نسائی کا یہ کلام بطور جرح کے معتبر نہیں کیونکہ یہ جرح مفید نہیں اور جب غیر واضح اور غیر مفسر کلام جارح کا ایسی تعدیل مفسر کیساتھ تعارض آجائے جبکہ معدل عارف بھی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم بلا تردد تعدیل کو ترجیح پر مقدم رکھیں گے۔

(ترجمہ از مرتب)

(۱) ابن حبان اپنی کتاب (المجر و حین میں ابو حنیفہ کی شان میں ارقام فرماتے ہیں) کسان رجلاً جداولاً ظاہر الورع لم یکن الحدیث صناعتہ حدث بمائة وثلاثین حدیث مسانید منها حدیث فی الدنیا غیرھا اخطأ منها فی مائة وعشرين حدیثاً اما ان یکون اقلب اسنادہ او غیر سندہ من حیث لا یعلم فلما غلب خطاؤه علی صوابہ استحق ترک الاحتجاج فی اخبارہ (المجر و حین ۶۱ / ۳) والجواب من کلام ابن حبان ان قوله لم یکن الحدیث صناعتہ فهذا خلاف ما هو المتعارف علیہ عند الائمہ ان الفقیہ لا یکون فقیہاً الا اذا اخذ الکتاب والسنة وتفقه فیہما وعلم اصول ذلك تماماً والا فلا یصلح ان یکون فقیہاً وكيف یسلم الناس له بالفقه وهو لا یعرف صناعة الحدیث وكيف یقول الشافعی الناس فی الفقه عیال ابی حنیفة وابو حنیفة لا علم له بالحدیث هذا کلام متناقض مرفوض جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی فتاوت تمام ائمہ کے نزد مسلم ہے اس کیلئے جم غفیر من المحدثین شہادت دیتے ہیں کہ حدیث میں اس نے اپنا لوہا منوالیا۔ ورنہ پھر یہ فتاوت کہاں سے؟ دوسرے یہ کہ جرح بھی غیر مفسر ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں

وبالغرض ان ابن حبان لا تقوم له حجة مطلقة فی کل ما ذکرہ من جرح ابی حنیفة والصاق التهم الخطیرة به ونسبة الطامات الیہ بل اننا نری اباحنیفة یظل شامح الرأس لاتناله حجارة المتعصبین ولا یؤثر فیہ افک الافا کین المتحللین (سکانة ص ۲۴۴)

(۲) جرح ابن عدی: وقال عمرو بن علی ابو حنیفة صاحب الرای

واسمہ النعمان بن ثابت لیس بالحافظ مضطرب الحدیث و اچبی الحدیث (الکامل ۷ / ۲۴۷۳) الجواب عنه ان هذا خبر مقطوع بین ابن عدی وعمرو بن علی و بین ومن عاصر ابا حنیفة لان الجرح لا یقبل الا ممن عاصر الرجل ولا یقبل الا مفسرا و بطریق صحیح فاذا کان غیر ذالک فلا نقبله ولا نأخذ به ترجمہ: ابن عدی امام ابو حنیفہ پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ جس کا نام نعمان بن ثابت ہے ایک صاحب الرائے غیر حافظ اور مضطرب الحدیث آدمی ہے جس کا جواب یہ ہے کہ یہ خبر ابن عدی اور عمرو بن علی اور امام صاحب کے معاصرین کے درمیان مقطوع خبر ہے اور جرح بغیر معاصر بغیر تفسیر اور طریقہ صحیح کی قابل قبول نہیں لہذا جب ایسے جرح نہ ہوں تو نہ ہم ان کو قبول کرتے ہیں اور نہ اس کو جرح مانتے ہیں۔ (ترجمہ از مرتب)

(۳) قيل لابن المبارك فلان يتكلم في ابی حنیفة فأنشد بیت ابن الرقیات یحسدوك اذا راو فضلک الله بما فضلت به النجباء (مكانة الامام ص ۲۵۲) ابن مبارک کو کہا گیا کہ فلاں آدمی ابو حنیفہ کے بارے میں کلام کرتا ہے تو ابن مبارک نے ابن الرقیات کا یہ شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جب ثریف و نجیب افراد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بخشی گئی فضیلت کو دیکھتے ہیں تو حسد کرنے لگتے ہیں۔ (ترجمہ از مرتب)

(۴) امام ابو حنیفہ کے اکثر جرحین اور حائنین تعصب مذہبی کا شمار ہیں (ابن النعمان ص ۲۵۲) جرح قبول نہیں بلکہ اس طرح یہ جرح رد ہوگا۔ ورنہ رائے اب سے تعصب کا یہ حال ہو جائے تو کوئی بھی اس سے بالاتر نہ رہے گا۔ جیسا کہ دکتور احمد قاسم اپنی کتاب "کتاب الامام ابو حنیفہ" میں الدین عبد الوہاب کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں قوله وحاشا للفقہ ان یسبوا من یسبوا من المذہب سبب لرد الجرح مہمما کان ولذا ینبغي ان لا یسبوا من المذہب عندنا ان من ثبت امامته وعدالته وكثير ما دحورہ و مرکوزہ و سارہ و سارہ و کانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذہبی و کما انہ نلتفت الى الجرح فید ونعمل فيه بالعدالة والا فلو فتح هذا الباب و انما

تقديم الجرح على الاطلاق لما سلم لنا احد من الائمة اذما من امام الاوقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون (قاعدة الجرح والتعديل ابن السكيت ص ۱۰۹)

(۵) امام ابو حنیفہ کی محدثانہ شان اور علم حدیث میں عالی مقام اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل علم و فضل امام اعظم کو اپنے لئے علم حدیث کے طلب اور تلاش میں اول امام مانتے ہیں چنانچہ عمرو بن دینار راقم فرماتے ہیں۔ اول من اقعدي للحدیث ابو حنیفہ اسی طرح جرح و تعدیل میں اول منظم خود اس کے ذات گرامی ہیں۔ ان اول من تکلم فی الجرح والتعديل ابو حنیفہ فجرح الجعفی واثنی علی عمرو بن دینار و حدیث ابن المبارک (مکانة الامام ص ۲۷۳)

فائدہ: اس مقام پر یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ تعدیل کے مراتب میں امام ابو حنیفہ کی تعدیل کس مرتبہ کی ہوگی۔ مقدمہ ابن صلاح صفحہ ۵۵ میں ہے اما النشاط التعديل فعلى مراتب الأولى قال ابن حاتم اذا قيل للواحد انه ثقة او متقن فهو ممن يحتج به حديثه کسی کی تعدیل کیلئے مختلف الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے لئے لفظ ثقة، متقن استعمال کیا جائے تو اس کی حدیث حجت ہے اور تدرب الراوی صفحہ ۱۲۱ میں ہے اما السمرقة التي زادها الذهبي والعراقي فانها اعلى من هذه وهو ما كرر احده هذه الالفاظ اما بعينه كثرة ثقة او لا كثرة ثبت وثقة حجة وثقة حافظ فتح الخیر میں ہے قال الخطيب ابو بكر ارفع العبد في احوال الرواة ان يقال حجة او ثقة خطيب ابوبكر نے فرمایا کہ راویوں میں سب سے اعلیٰ وہ ہیں جس کیلئے لفظ حجت یا ثقہ استعمال کیا جائے اور حافظ عراقی الفیہ میں صفحہ ۱۵۶ پر فرماتے ہیں فارفع التعديل ما كرره ثقة ثبت سب سے اعلیٰ تعدیل کو مکرر بیان کرے جیسے ثقة ثبت اور تدرب الراوی صفحہ ۱۱۴ میں ہے السمرقة التي زادها شيخ الاسلام اعلى مرتبة التكرار وهي الوصف بالفعل كما في الناس واثبت الناس وحوه شيخ الاسلام نے تکرار بھی اسی مرتبہ بیان فرمایا ہے جیسے اثب الناس اثبت الناس وغیرہ چونکہ امام کی شان میں تعدیل کے کلمات ہر قسم کے جیسے ثقة اور

ثقة ثقة وعدل ثقة بکرا اور احفظ صیغہ فعل منقول ہیں اس وجہ سے تمام اقوال سے اعلیٰ درجہ کے ثقة اور عادل ثابت ہوتے ہیں اور آپ کی روایت یقیناً جملہ اقوال کے لحاظ سے قابل احتجاج کہی جائے گی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء اور یہ بھی یاد رکھنے چاہئے کہ امام المحدثین یحییٰ بن معین سے تعدیل کے کلمات مختلف مروی ہیں ازان جملہ لائباس بھی ہے اور یہ خاص اصطلاح ہے ابن معین کی لفظ لائباس سے وہ ثقة مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ خود ابن معین نے اس کی تصریح کی ہے مقدمہ ابن صلاح صفحہ ۵۶ میں ہے۔ عن ابی حنیفة قال قلت لیحبی بن معین انت تقول فلان لیس به بأس و فلان ضعیف اذا قلت لك لیس به بأس فهو ثقة و اذا قلت لك هو ضعیف لیس هو ثبت لا تكتب حدیثه و هكذا فی تدریب الراوی ص ۱۲۶ و فتح المغیث ص ۱۵۹ (ترجمہ: ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے کہا کہ آپ بعض کیلئے کہتے ہیں (لیس به بأس) اور بعض کیلئے ضعیف کا لفظ استعمال فرماتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس کیلئے میں لیس به بأس کہوں سمجھ لو کہ وہ ثقة ہے اور جس کیلئے ضعیف کہوں وہ قابل حجت نہیں اس کی حدیث نہ لکھو یہی تدریب الراوی اور فتح المغیث میں ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا حدیث ضعیف میں موقف:

حدیث ضعیف کی تعریف وہ ہے جس میں صفت حسن اور صحیح کی شرائط نہ پائی جاتی، وجوہ اتصال، عدالت، ضبط، متابعت وغیرہ ہیں۔ قبول حدیث میں امام ابو حنیفہؒ شدت سے احتیاط فرماتے تھے خاصکر حدیث ضعیف کے قبول میں امام ابو حنیفہؒ کے زمانے میں وہ امور (فتن) پیدا ہوئے جو بد اللہ بن مسعودؓ کے دور میں نہ تھے کذابین اور وضاعین کا بھرمارتھا جھوٹ بولنے والے ہر جگہ میں اپنی جھوٹ کی زہر اور موضوعی احادیث پر اعتماد کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب ہم قدیم کتب فقہ حنفی کے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں وہاں تعلیل احکام نظر نہیں آتے یا دلیل قیاس ہوتا ہے جس میں حدیث کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن جب ہم متاخرین فقہاء احناف کے کتب دیکھتے ہیں جنہوں نے التزام تعلیل کا حوالہ کر رکھا ہے جسے کتاب (الاختیار لتعلیل المختار) اسی طرح الہدایۃ فی الفقہ الحنفی) تو

ان میں ہمیں یہ علم کے لئے استدلال بالحدیث المرفوع یا باثر الصحابی نمایاں نظر آتی ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان لوگوں کا فتاویٰ صحابہ پر اور افس قیاس جسکے اصل حدیث صحیح سے ثابت ہو، اعتماد بیہودہ چکا تھا۔ لیکن اس اعتماد کا تمام ابو حنیفہ کے دور سے بعد میں برقرار پائی۔ جیسا کہ شیخ ابو زہرہ ارقام فرماتے ہیں: **او لما الك لسا اخلافت المدارس وتبادلت المعارف وانتشر احادیث كل المذاهب لدى المحضر تقاربست الاراء و آخذ كل ماعند الاخرين فالتقى فقد المصراقي والحجازي . وتداينت الاتجاهات المختلفة . ولكن تم ذالك بعد** **بی حنیفہ (ابو حنیفہ لابی رصرة ص ۳۳۱ بحوالہ مکانة ص ۵۵۲)**

امام ابو حنیفہ حدیث ضعیف پر عمل کرتے تھے اور اسکو اے پر مقدم سمجھتے تھے: امام زحبی جو حنبلی مذہب ہے وہ فرماتے ہیں: **ان ابا حنیفہ کان يقدم الحديث الضعيف على الراى** **(تاریخ الاسلام للذهبی ۱۳۸/۶)**

امام ابو حنیفہ حدیث ضعیف کو رائے پر مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ اس بات کی گواہی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمد بن جعفر الباقر کے درمیان ایک مباحثے سے بھی ملتی ہے۔ (جب ایک مرتبہ امام جعفر باقر نے امام ابو حنیفہؒ کو مخاطب کرنے کہا۔ کیا تم ہی وہ آدمی ہو جس نے میرے دادا کی دین کو بدل ڈالا؟ امام ابو حنیفہؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا: (عزائے اللہ میں کیسے اس طرح کر سکتا ہوں؟ بکایتم نے خود اس میں تبدیلی لائی ہے۔ جعفر باقر نے کہا) (اجلاس) یہاں تک کہ ہمیں حق واضح ہو جائے امام صاحب باجئے تھے اور اس سے بار بار سوال کیا کرتے تھے: **سوالات یہ تھے: البول اشد نجاسة ام المني قال بل البول : قال : لو حولت دين جدك بالرأى لكان البول أولى بالاغتسال ثم قال له الصلاة افضل واهم ام الصيام ؟ قال بل الصلاة قال لو حولت دين جدك لقلت ان الحائض تقضى الصلوة دون الصوم وهكذا الى اخر اللقاء (مكانة ص ۵۵۵) ولا يحدث بسالا يحفظ ص ۱۹۲)** ترجمہ امام صاحب نے پوچھا کہ پیشاب نجاست میں سخت ہے یا نہی؟ امام باقر نے کہا کہ پیشاب پھر امام صاحب نے فرمایا اگر میں تیرے سے نماز کو بدل دوں گا تو یہ سے نزدیک منی کے بجائے پیشاب سے قتل کرنا بہتر ہوگا۔ پھر پوچھا

نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام جعفر نے فرمایا نماز۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا کہ اگر میں تیرے ماما کے دین کو بدل ڈالتا تو رائے اور قیاس کے تقاضے کے مطابق یہ تھا کہ حائضہ عورت روزہ کے بجائے نماز کی قضا کرے اور اس آخر ملاقات تک یہ سوال وجواب ہوتا رہا۔

کان ابو حنیفۃ ثقة صدوقا فی الفقه والحديث قامونا علی دین اللہ (مکانہ ۱۹۲ تاریخ بغداد ۱۳۱/۳۵۰) یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ہو ثقة ما سمعت احدا ضعفه (مکانہ ص ۱۹۳) ترجمہ: خطیب بغدادی یحییٰ بن معین کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ فقہ و حدیث میں بہت سچے تھے۔ اللہ کے دین پر بہت زیادہ قائم رہنے والے تھے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں میں نے کسی کو اس کی تضعیف کرتے نہیں سنا۔ (ترجمہ از مرتب)

کان ابو حنیفۃ أفقه أهل الأرض کان نعم الرجل النعمان ما کان أحفظ لكل حدیث فیہ فقه وأشد فحوصه عنه وأعلم بما فیہ من الفقه (مکانہ ص ۱۹۵) ترجمہ: امام ابو حنیفہ کتنے ہی اچھے آدمی تھے اس کے ان حدیثوں کو یاد کر لینے کو کیا کہے جس میں فتاہت ہو اور اس کے بارے میں اس کی تلاش و جستجو بہت زیادہ تھی۔ اور وہ ان احادیث کیلئے جس میں فتاہت ہوتی ہے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام حدیث اسرائیل بن یونس کی رائے گرامی:

فهو رجل فقیه لا یبحث إلا عن الحدیث الفقهی لأنه رجل متخصص فقد کان یأخذ الحدیث ویضبط بقیدہ ویسأل عن طرقہ کما توحی بذلك کلمة وأشد فحوصه فاذا ما وجدہ صححها وهؤلاء یجهل الرجال ولا یخفی علیہ حالہم ترجمہ: وہ فقہی آدمی ہیں فقہی حدیث سے ہی بحث کرتے ہیں اسلئے کہ وہ متخصص آدمی ہیں جب حدیث سنتے تھے تو اسے ضبط کر لیتے تھے پھر اس کے طرق (سند) کے متعلق پوچھتے اور تحقیق کرتے۔ اور انکو راویوں کے حالات بھی معلوم تھے ان کے حالات ان پر مخفی نہ تھے۔

(ترجمہ از مرتب)

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن داؤد الحریثی فرماتے ہیں ینبغی للناس أن یدعوا فی

صلاحتهم لأبي حنيفة لحفظه الفقه والسنن عليهم (مکاتہ ص ۱۹۶) ترجمہ: امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کیلئے دعا کریں کیونکہ اس نے ان کیلئے فقہ اور حدیث کو محفوظ کیا ہے۔ امام اعظم کی موجودگی میں ایک مرتبہ امام اعظمؒ سے کسی نے ایک مسئلہ کے متعلق پوچھا تو امام اعظمؒ جواب نہ دے سکے امام صاحب نے اس مسئلہ کا جواب دیا امام اعظمؒ نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ کو یہ مسئلہ کہاں سے معلوم ہوا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ فلاں دن میں نے فلاں سے جو حدیث سنی تھی اس سے مستنبط کیا بہت سی احادیث ذکر کر دیں امام اعظمؒ نے امام صاحب کو کہا یا ابا حنیفہ ما حدثناک بہ شہور احدثنا بہ فی ساعتہ (مکاتہ ص ۱۹۷) ترجمہ: اے ابو حنیفہ جو احادیث ہم نے آپ کو مبینوں میں سناں وہ آپ نے ہمیں ایک ساعت میں سنائی۔

(ترجمہ از مرتب)

اور امام شعبیؒ ہی نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا معاشر الفقہاء انتم الأطباء ونحن الصیادلة (مکاتہ ص ۱۹۷) اور یہی جملہ سفیان بن عیینہ نے بھی ایک موقع پر فرمایا تھا یعنی اے فقہاء کی جماعت تم طبیب ہو اور ہم تو صرف شہکاری ہیں۔ اور جب ان سے مسئلہ پوچھا جاتا تھا اور ان کے ذہن میں اس کا جواب نہ ہوتا تو فرماتے کہ ابو حنیفہ سے پوچھو اس لئے کہ ”بورک فی علمہ“ اس کے تمام میں برکت و بطا کی گئی ہے۔ اتنے بڑے حضرات کا امام اعظمؒ کی شخصیت کا اعتراف کرنا امام اعظمؒ کے اس علمی مقام کی کافی و کافی دلیل ہے۔

امام ابو یوسف امام صاحب کے منصب علم حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ما راایت أعلم بتفسیر الحدیث من ابي حنيفة وکان أبصر بالحدیث منی الخیرات الحسان میں ہے کہ امام ابی یوسف فرمایا کرتے تھے ما راایت احدا أعلم بتفسیر الحدیث من ابي حنيفة وکانا نختلف فی المسئلة فناتی ابا حنيفة فکان یخرجنا من کمه فیدفعه الینا۔ اور ایک دوسرے موقع پر عصام کے سوال کے جواب میں فرمایا قلت لابی یوسف اجتمع الناس علی انه لا يتقدمک احد فی المعرفة والفقه فقال ما معرفتی عند

معرفۃ ابی حنیفہ الا کنہر صغیر عند نہر الفرات عصام بن یوسف کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسفؒ سے کہا کہ علماء وقت کا اتفاق ہے کہ آپ سے بڑھ کر علم حدیث و فقہ میں کوئی عالم نہیں تو فرمایا میرا علم امام اعظمؒ کے علم کے مقابلے میں بہت کم ہی ہے آپ سمجھے جیسے دریائے فرات کے پاس ایک چھوٹی سی نہر (موفق جلد ۲ صفحہ ۴۳)۔ (ترجمہ از مرتب)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے امام اعظمؒ کے متعلق حسب ذیل اشعار میں آپ کے مقام حدیث کو بیان فرمایا ہے۔

روی آثارہ و اجاب فیہا کطیران العصفور من المنیفة

ولم یک بالعراق نظیرہ ولا بالمشرقین ولا بکوفہ

کہ آپ نے آثار کو روایت کرنے میں ایسی بلند پروازیں دکھائی ہیں جیسا کہ پرندے بلند مقام پر پرواز کرتے ہیں ممالک مشرقیہ، کوفہ اور عراق میں تو آپ کی نظیر نہیں (مقام حقیقت ص ۷۱)

امام بخاری نے اپنے رسالہ رفع یدین میں بیان فرمایا ہے کہ ابن مبارک اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے امام ابو حنیفہ کی تعدیل میں فرماتے ہیں و ذکر الامام النسفی باسنادہ عن احمد بن محمد البغدادی قال سالت یحیی بن معین عنه فقال عدل ثقة ما ظنک من عدله ابن المبارک و وکیع (مناقب الامام اعظمؒ کردری جلد اس ۹۱)

و عن یحیی بن معین قال کان وکیع جیدالرأی فیہ (ای فی ابی حنیفہ) و یضافیہ عن ابن المبارک قال غلب علی الناس بالحفظ والفقہ والعلم والصیانة والدیانة و شدة الورع (مناقب الامام اعظمؒ کردری حوالہ بالا)

امام یحییٰ بن معینؒ کا ارشاد:

یحییٰ بن معینؒ سے امام صاحب کی ثقافت فی الحدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نعم ثقة ثقة و کان یحیی واللہ ارفع من ان یکذب وهو اجل قدرا من ذلک چنانچہ موصوف ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کان ابو حنیفہ ثقة صدوقا فی الفقہ والحديث مامونا علی دین اللہ (مکانہ ص ۱۹۲)

وقال یحییٰ بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ و اصحابہ فقیل لہ
اكان یكذب قال انبل من ذالک ^{تکلی} یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ہمارے آدمی امام ابو حنیفہ اور
ان کے ساتھیوں کے بارے میں زیادتی سے کام لیتے ہیں ان میں سے کسی نے کہا کہ کیا وہ جھوٹ
بولتے تھے فرمایا وہ اس سے بالاتر تھے۔ (ترجمہ از مرتب)

اور عمدۃ القاری ص ۶۶ جلد ۳ اور نہایہ شرح ہدایہ میں ہے: سنن ابن معین عنہ فقال ثقة
ما سمعت احدا ضعفه

الدکتور محمد قاسم عبدہ الحارثی نے بڑی اچھی بات لکھی ہے فرماتے ہیں لآئنه ما المقصود من
حفظ السنن هل المقصود ان نحفظها ونضبطها ثم نتركها فی بطون الكتب ؟
ان المطلوب تدبرها والغوص فی معانیها کلا بل المقصود التدبر والتفقه وهو
المقصود من تبلیغ السنۃ وحديث رسول الله ﷺ بدلیل قوله ﷺ نضر الله
امراً سمع مقالتي فوعاها فادأها كما سمعها وفي رواية قرب حامل فقه الى من
هو افقه منه وهكذا كان ابو حنیفہ یبحث عن الفقه فی الحديث الذي هو
المصدر الثاني للفقه وهل يصدر الفقه الا عن هذين الاصلين (مكانة ص ۱۹۶ ،
۱۹۷) ترجمہ: احادیث کو یاد کرنے کا کیا مقصد ہے کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس کو یاد کر لیں
اور پھر ان کو کتابوں کے صفینوں میں چھوڑ دیں احادیث کا مقصد یہ ہے کہ ان میں تدبر کرنا اور ان
کے معانی میں غور و خوض کرنا بلکہ مقصود حدیث میں تدبر کرنا اور اس میں تفقہ حاصل کرنا ہے اور
حدیث و سنت رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کا مقصد وحید بھی یہی ہے اور اسی دلیل کی طرف اس حدیث
میں اشارہ کیا گیا ہے کہ سرسبز و شاداب ہو وہ شخص جس نے میری بات سنی پھر محفوظ کی اور من و عن
پھر دوسروں تک پہنچائے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بعض دفعہ سامع پہنچانے والے سے
زیادہ فقیہ ہوتا ہے اور آگے راوی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ فقہ کے بارے میں حدیث سے بحث
کرتے تھے جو کہ فقہ کا دوسرا ماخذ ہے اور فقہ بغیر قرآن و سنت کے کسی اور جگہ سے مستنبط نہیں ہوتا۔

(ترجمہ از مرتب)

کیا امام ابو حنیفہؒ فقہی قیاس کو حدیث پر مقدم سمجھتے تھے؟

امام صاحب کی نسبت قیاس کو حدیث پر مقدم رکھنے کا تمام شور و غل بے اصل ہے امام صاحب کے مخالف اور ظاہرین کہتے ہیں کہ آپ اس روایت کو تسلیم نہیں کرتے جو قیاس کے مخالف ہو۔ وہ قیاس کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں۔ یہ محض بدگمانی اور امام صاحب پر اتہام ہے یا ان کے اقوال کی غلط تعبیر ہے۔ جس سے ان کا دامن پاک ہے اس بدگمانی کا جواب خود امام صاحب کی زبان سے سنئے۔

(۱) خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں۔ اخذ بكتاب الله فمالم اجد فبسنة رسول الله فان لم اجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله ﷺ اخذت بقول اصحابه ثم بقول من شئت منهم وادع من شئت منهم ولا اخرج من قولهم الى قول غيرهم فاما اذا انتهى الامر او جاء الى ابراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجال قفوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا (تاريخ بغداد ج ۱۳/ ۳۶۸ و حیات ابن القیم ۱۰۶) ترجمہ: کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے دلیل لیتا ہوں پھر جب اس میں نہیں پاتا تو سنت رسول سے دلیل پکڑتا ہوں۔ پھر جب کتاب اللہ میں کوئی چیز نہیں پاتا اور نہ ہی سنت رسول میں پاتا ہوں تو صحابہ کے قول پر عمل کرتا ہوں پھر صحابہ میں جب اختلاف ہو تو جس کا قول چاہتا ہوں لیتا ہوں اور جس کا چاہتا ہوں چھوڑتا ہوں۔ تاہم صحابہ سے کسی اور کے قول کی طرف نہیں جاتا پھر جب یہاں پر بات رک جائے ابراہیم شععی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء، سعید بن المسيب اور دوسرے لوگوں تک معاملہ پہنچ جاتا ہے تو اس جماعت قوم نے اجتہاد کیا پس جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔ (ترجمہ از مرتب)

(۲) امام شعرانیؒ میزان کبریٰ میں شیخ محی الدین ابن العربیؒ کی فتوحات مکیہ سے نقل کرتے ہیں قوله وقد روى الشيخ محي الدين في الفتوحات المكية بسنده الى الامام ابي حنيفة انه كان يقول اياكم والقول في دين الله تعالى بالرأى وعليكم باتباع السنة فمن خرج عنها ضل (میزان کبریٰ ج ۱/ ص ۵۰) فتوحات مکیہ میں شیخ محی

الدینؒ نے مسلسل امام ابو حنیفہؒ تک اپنی سند بیان کرنے کے بعد ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں محض رائے کی بنیاد پر حکم کرنے سے بچو اور اپنے اوپر سنت کی پیروی لازم کرو۔ اس لئے کہ جو اس سے خارج ہو گیا۔ وہ گمراہ ہوا۔

(۳) امام اعظمؒ نے فرمایا، میرے قول کو حدیث شریف اور قول صحابہ کے سامنے رد کرو اور جو حدیث سے ثابت ہے وہی میرا مسلک ہے (منظبری ج ۲ ص ۶۴)

(۴) علامہ یعنی عمدة القاری میں ارتقا فرماتے ہیں (ان ابا حنیفة قال لا اتبع الراى والقیاس الا اذالم اظفر بشئ من الكتاب او السنة او الصحابة رضى الله عنهم) عمدة القاری ج ۴ / ۷۱۲) ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: میں رائے اور قیاس کی پیروی نہیں کرتا مگر اس وقت جبکہ مجھے قرآن یا حدیث یا اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کچھ نہ ملے۔

(۵) وقال ابن حزم جميع اصحاب ابی حنیفة مجمعون علی ان ضعيف الحديث اولیٰ عنده من القیاس و ذاك مذهبه (الخیرات الحسان ص ۲۷) ترجمہ: علامہ ابن حزم کا ارشاد ہے کہ امام اعظمؒ کے تمام اصحاب اس پر متفق ہیں کہ ضعیف حدیث امام صاحب کے ہاں قیاس سے بہتر ہے۔ اور یہی اس کا مذہب ہے۔

(۶) علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ لکھتے ہیں وقال ابو حنیفة عجباً للناس يقولون افنى بالرأى ما افنى الا بالآخر (الخیرات الحسان ص ۲۷) ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں لوگوں پر تعجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں۔ حالانکہ میں تو آخری زمانے کی حدیث ہی سے فتویٰ دیتا ہوں۔ (حیات امام اعظمؒ ابو حنیفہ ص ۱۵۰/۱۵۱)

(۷) عبد اللہ بن مبارک امام زفر سے نقل کرتے ہیں۔ سمعت زفر يقول نحن لا نأخذ بالرأى مادام اثر و اذا جاء الاثر تركنا الراى (مناقب ابی حنیفة لملا علی القاری بذیل الجواهر ص ۵۳۴ ج ۳) ترجمہ: میں نے امام زفرؒ سے سنا کہ جب تک کوئی حدیث موجود ہوتی ہے ہم رائے پر عمل نہیں کرتے اور جب کوئی اثر مل جاتا تو ہم اپنے رائے ترک کر دیتے ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

(۸) امام طحاوی حنفی المتوفی ۳۲۱ھ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کسی مسئلہ میں ایک شخص سے بحث کر رہے تھے اثناء گفتگو میں خاموش ہوا فسکت ابو حنیفۃ فقال بعض اصحابہ الاتجیبه یا اباحنیفۃ فقال بما اجیبه وهو یحدثنی بهذا عن رسول اللہ ﷺ (شرح عقیدۃ الطحاویہ ۲۸۱) امام ابو حنیفہؒ خاموش ہو گئے۔ ان کے بعض اصحاب نے کہا اے ابو حنیفہؒ آپ اس کو کیوں جواب نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ تو مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہے۔ میں اس کو کیا جواب دوں۔

(ترجمہ از مرتب)

فائدہ :- اس واقعہ کو مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی بھی نقل کرتے ہیں اور آگے لکھتے ہیں کہ امام طحاوی کے اس حوالے سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت ابو حنیفہؒ حدیث رسول اللہ ﷺ کی کتنی تعظیم کرتے تھے، اس کے سامنے کس طرح گردن جھکا دیتے ہیں۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہؒ، بحوالہ تاریخ اہل حدیث ص ۷۰)

حاسدین امام اعظمؒ کا ایک سنگین جرم:

حاسدین اور مخالفین ابتداء سے امام اعظمؒ کی محدثانہ حیثیت کو مجروح کرنے کیلئے اس قسم کے بے سرو پا اعتراضات کرتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ تا بنور جاری ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ متکلم فیہ راویوں کے بارے میں لکھی گئی علامہ ذہبی کی مشہور کتاب میزان الاعتدال میں مخالفین نے امام اعظمؒ کا ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے اور مطبوعہ نسخوں میں یہ ترجمہ موجود ہے۔ (میزان الاعتدال ۲۵/۴) حالانکہ علامہ ذہبی نے ثقہ راویوں پر مشتمل اپنی شہرہ آفاق کتاب تذکرۃ الحفاظ میں امام اعظمؒ کی نہ صرف توثیق کی ہے بلکہ بڑے جاندار الفاظ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: صفحہ ۱۵۸، ۱۵۹) اور امام اعظمؒ کے حالات پر مستقل ایک رسالہ بھی لکھا ہے پھر وہ ضعیف اور متکلم فیہ راویوں کی اس کتاب میں امام صاحب کا ترجمہ کیونکر لکھتے۔ بلکہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں صراحت یہ بات لکھی ہے کہ میں اس کتاب میں ائمہ متبوعین کا تذکرہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں وکذالا اذکر فی کتابی من الانمۃ المتبوعین فی

الفروع احدا لجلالتهم فی الاسلام و عظمتهم فی النفوس مثل ابی حنیفۃ
والشافعی والبخاری (مقدمہ میزان الاعتدال ۲/۱) اسی طرح میں اپنی کتاب میں ان ائمہ
میں سے کسی کا بھی ذکر نہ کروں گا جو فروع و مسائل میں مقتدی اور پیشوا ہیں کہ اسلام میں ان کی
جلالت شان اور دلوں میں ان کی عظمت ہے۔ جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہم اللہ۔
یہ سب مخالفین کی کارستانیوں ہیں لیکن حق اور حقیقت بناوٹی اعتراضات کے غبار میں کبھی نہیں
چھپ سکتی، وہ واضح ہو کر سامنے آتی ہے اور اسی کو دوام و ثبات حاصل ہوتا ہے واما الزبد
فیذهب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (طبقات ابن سعد ۶/۳۶۸)

امام صاحب پراہل الرائے کا الزام اور اس کا جواب:

کتب تاریخ اسلام، طبقات رجال اور مناقب وغیرہ میں امام اعظمؒ کا لقب امام اہل الرائے
مذکور ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل الرائے ہونا شرعی اور لغوی لحاظ سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ محمود اور
باعت فضیلت ہے یا مذموم؟

رائے کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

علامہ ابوالفتح ناصر الدین المیزانیؒ لکھتے ہیں۔ الراۃ ما اختاره الانسان
واعتقده وفيه ربيعة الراۃ بالاضافة فقيه اهل المدينة (المغرب ص ۱۹۷ ج ۱ مقام ابی
حنیفہ ص ۱۵۹) رائے اس نظریہ اور اعتقاد کو کہا جاتا ہے جس کو انسان اختیار کرتا ہے اور اسی اضافت
کے ساتھ ربيعة الراۃ ہیں جو اہل مدینہ کے فقیہ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی
نظریہ اور اعتقاد ہوتا ہے جسے اس شخص کی رائے کہا جاتا ہے۔

علامہ ابوالفضل القرشیؒ تحریر فرماتے ہیں ”راے دیدن بدل، و بینائی دل“ (صراح ص ۵۵۱
بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۵۹) رائے دل کی بصیرت اور بینائی کو کہتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ دل
کی روشنی اور بصیرت خداوند کریم کا خالص تحفہ اور عطیہ ہے یہ کوئی مذموم شے نہیں۔ شیخ الاسلام مولانا
ظفر احمد عثمانیؒ مقدمہ فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں والراۃ هو نظر القلب یقال راۃ راۃ
کہ رائے کے معنی دل کی نظر اور بصیرت کے ہیں۔ علامہ ابن اثیر الجزری الشافعیؒ فرماتے ہیں

والمحدثون يسمون اصحاب القياس اصحاب الراي يعنون انهم ياخذوا برأيهم فيما يشكل من الحديث ومالم يات فيه حديث ولا اثر (تحفة الاحوزی ص ۲۰۶ بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۶۰) کہ محدثین اصحاب قیاس کو اصحاب الراي کہتے ہیں، اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ وہ مشکل حدیث کو اپنی رائے اور سمجھ سے حل کرتے ہیں یا ایسے مقام پر وہ اپنے قیاس اور رائے سے کام لیتے ہیں جس میں کوئی حدیث و اثر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب الراي وہ حضرات ہیں جو مشکل احادیث اور غیر منصوص مسائل کو اپنی تدبیر اور دل کی بصیرت (جو منجانب اللہ موہوب ہوتی ہے) سے حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور محدثین کرام اس معنی کے لحاظ سے ان کو اصحاب الراي کہتے ہیں۔ حافظ ذہبی تذکرہ ص ۱۳۸ میں امام ربیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں وکان اماما حافظا فقیہا مجتهدا بصیرا بالراي ولذلك يقال له ربیعة الراي تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ اہل رائے شرعا اور لغتہ مذموم نہیں بلکہ قابل مدح چیز ہے۔ بعض حضرات کو موجودہ المیزان للذہبی کی درج ذیل عبارت سے دھوکہ ہوتا ہے ابو حنیفہ امام اہل الراي ضعفه النسائي من جهة حفظه وابن عدی و آخرون وترجم له الخطیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام الفريقین معدلیہ و مضعفیہ ابو حنیفہ اہل رائے کے امام ہیں نسائی ابن عدی وغیرہ نے حافظ کی وجہ سے انکو ضعیف قرار دیا ہے اور خطیب نے ان کے حالات پر اپنی تاریخ میں دو فصلیں قائم کی ہیں اور ان کی توثیق و تضعیف کرنے والے دونوں فریقین پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔

محققین نے اس عبارت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ علامہ ذہبیؒ کے نہیں، بلکہ کسی نے اس کے حاشیہ پر لکھ دی تھی بعد میں ہوتے ہوئے یہ عبارت میزان کے متن میں شامل ہو گئی جیسا کہ علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے لکھا ہے ان هذه العبارة ليس لها اثر فی بعض النسخ المعتبرة ما رايتها بعيني بعض معتبر نسخ جو میں نے خود دیکھے ہیں ان میں اس عبارت کا وجود نہیں (بحوالہ امام ابو حنیفہؒ ص ۱۳۵)

اور یہ عبارت علامہ ذہبیؒ کی ہو بھی کیسے سکتی ہے، جبکہ انہوں نے خود میزان الاعتدال کے

مقدمہ میں اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ وہ اس کتاب میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کریں گے عبارت ملاحظہ ہو ولا اذکر فی کتابی من الائمة المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتهم فی الاسلام وعظمتهم فی النفوس مثل ابی حنیفہ والشافعی (مقدمہ میزان الاعتدال) میں اپنی اس کتاب میں کسی بھی ایسے امام کا ذکر نہیں کروں گا جن کی فروع میں اتباع کی جاتی ہے۔ اسلام میں ان کی بزرگی اور لوگوں کی دلوں میں ان کی عظمت کی وجہ سے جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ۔

اگر بالفرض امام ذہبیؒ اس کو میزان میں ذکر کرتے تو حافظ ابن حجرؒ اس کو لسان المیزان میں ضرور ذکر کرتے کیونکہ لسان المیزان، میزان الاعتدال پر ہی لکھی گئی ہے، لیکن حافظؒ نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ بالفرض امام ذہبیؒ کے نزدیک ضعیف ہوتے تو پھر تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ذکر نہ کرتے جبکہ تذکرۃ الحفاظ میں حافظ ذہبیؒ نے صرف حفاظ محدثین کا ذکر کیا ہے عام محدثین کا ذکر بھی نہیں کیا معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ ان کے ہاں نہ صرف ثقہ بلکہ حافظ الحدیث بھی ہیں فالحمد للہ۔ اور حافظ الحدیث ہوتا وہی ہے جس کو ایک لاکھ احادیث مع متن، سند، راویوں کے حالات و مقامات ان سب چیزوں کے ساتھ یاد ہو۔ بخلاف اس کے دل اندھاپن انتہائی طور پر مذموم ہے احرار اللہ تعالیٰ کا ارشاد بلا وجہ تو نہیں کہ فانیہا لا تعمی الابصار ولكن تعمی القلوب التي فی الصدور۔

علامہ شرف الدین الطیبی الشافعیؒ (المتوفی ۷۲۳ھ) نے ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کچھ ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے اہل الرائے کی کچھ تنقیص معلوم ہوتی ہے حضرت علامہ ماہلی قاری ان کے ساتھ مناقشہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں یشم من کلام الطیبی راحة الكناية الاعتراضية على العلماء الحنفية ظنانه انهم يقدمون الراي على الحديث ولذا يسمون اصحاب الراي ولم يدرا انهم انما سمو بذلك لدقة رايهم وحذاقة عقولهم (مرفقات ج ۲ ص ۶۸) ترجمہ: یعنی علامہ طیبی کے کلام سے علماء احناف پر کنائی اعتراض

کی بو آتی ہے۔ علامہ طیبی پر گمان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حنفیہ رائے کو حدیث پر مقدم کرتی ہے۔ اور اسلئے وہ حنفیہ کو اصحاب الرائے کا نام دیتے ہیں حالانکہ ان کو اس بات کا علم نہیں کہ احناف کا یہ نام اپنی وقت رائے اور مہارت عقل کی بنیاد پر پڑ گیا۔ (ترجمہ از مرتب)

کیا رائے کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے؟

رائے کے لغوی اور اصطلاحی معنی کے بعد اس امر پر بھی غور کرنا ہے کہ کیا رائے اور فہم کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے؟ اگر سمجھی جاسکتی ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر رائے کو لینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر رائے اور فہم کے بغیر حدیث نہیں سمجھی جاسکتی تو پھر وہ مذموم کیسے ہو گئی؟ کیا کوئی مذموم چیز بھی کسی مقبول و محمود چیز کا ذریعہ اور موقوف علیہ بن سکتی ہے دیکھئے اس بات کی وضاحت کیلئے مولیٰ طاش کبریٰ زادہ کی تحریر جو مفتاح السعادة صفحہ ۶۱ کتاب ادب التفاضل میں تصریح فرماتے ہیں کہ لا یستقیم الحدیث الا بالرای ای باستعمال الرای فیہ بان یدرک معانیہ الشرعیۃ التی ہی مناط الاحکام ولا یستقیم الرای الا بالحدیث ای لا یستقیم العمل بالرای والاخذ بہ الا بانضمام الحدیث الیہ (مقدمة فتح الملہم ص ۷۲) حدیث رائے کے استعمال ہی سے درست ہو سکتی ہے بایں طور کہ حدیث کے شرعی معانی جو احکام کیلئے مناط ہیں، رائے ہی سے ادراک کئے جاسکتے ہیں اور رائے بھی بدون حدیث کے درست نہیں ہو سکتی یعنی محض رائے پر عمل کرنا درست نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اس رائے کے ساتھ حدیث نزل جائے (مقام ابی حنیفہ ص ۷۲)

حدیث سے رائے کی عمدگی کا ثبوت:

حقیقت یہ ہے کہ دلائل شرعیہ کے پیش نظر کتاب و سنت کے اصولی قوانین اور ضوابط کو لازمی اور قابل عمل قرار دے کر برائسی پیش آمدہ ضرورت کے متعلق جس کی تفصیل و تشریح یا بصراحت تذکرہ قرآن و سنت میں موجود نہ ہو، قرآن و سنت کے جاننے والوں اور صحیح معنی میں مجتہدین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اجتہاد و دورائے سے کام لے کر قرآن و سنت کی روشنی میں وقتی، ضروری اور ہنگامی مسائل کو حل کریں اسی کو تفقہ و اجتہاد اور قیاس اور رائے کہتے ہیں اس بات کی ثبوت کیلئے سند حدیث معاذ کافی ہے جس کے بارے میں شیخ الاسلام ابو عمر بن عبد البر المائنی ارقام فرماتے ہیں

کہ: "وحدیث معاذ صحیح مشہور رواہ الائمة العدل وهو اصل فی الاجتهاد و القیاس علی الاصول کہ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اس کو عادل ائمہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث اجتہاد اور قیاس علی الاصول کے لئے ایک اصل اور مدار ہے۔"

حضرت علیؓ سے ایک روایت میں آتی ہے۔ سنن رسول اللہ ﷺ عن العزم فقال مشاروہ اهل الراى ثم اتباعهم (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵) انحضرت ﷺ سے عزم کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ وہ کیا ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اہل الرائے سے مشورہ کر کے پھر ان کی پیروی کرنا۔

حضرت ابو بکرؓ کا یہ قول تھا کہ: ان ابا بکر اذا نزلت به قضية لم يجدلها في كتاب الله اصلاً ولا في السنة اثرأ فقال اجتهد برأى فان صواباً فمن الله وان يكن خطأ فمضى واستغفر الله (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۶) جب انکے پاس کوئی مقدمہ پیش آتا تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اگر ان کو وضاحت نہ ملتی تو فرماتے کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں اگر درست ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوگی ورنہ میری خطا ہوگی اور میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ (بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۷۷) اسطرح حضرت عمر جب لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے تو فرماتے تھے یہ عمر کی رائے ہے، اگر درست ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا اور اگر خطا ہوئی تو نمر کی ہزار ای عمر فان صواباً فمن الله وان كان خطأ فمضى عمر (میزان شعرانی ج ۱ ص ۴۹)

اور حضرت عمرؓ نے اپنی دور خلافت میں مشہور تابعی قاضی شریح (المتوفی ۸۵ھ) کو ایک خط ارسال فرمایا تھا جس میں اس کی تصریح فرمائی تھی کہ اگر کوئی ایسا مقدمہ اور مسئلہ پیش آئے جس پر کتاب و سنت سے روشنی نہ پڑتی ہو اور اس کے بارے میں پہلے سے کسی نے گفتگو بھی نہ کی ہو۔ تو فاختر الامرین شئت ان شئت ان تجتهد برأىک ثم تقدم فتقدم او (دارمی ج ۱ ص ۶۵) ترجمہ: ان دو امور میں سے جو نساً تم چاہو پسند کر لو یا تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اس میں جتنا آگے بڑھ سکتے ہو بڑھو!۔؟

مشہور محقق عالم اور صاحب قلم بزرگ ابو محمد زہرہ مصری ارقام فرماتے ہیں ان الحكم بالرای من اصحاب رسول الله مشهورو احتمال الخطاء فی اجتہادهم ثابت اذ ليسوا بمعصومين عن الخطاء (ابو حنیفہ حیات و عصرہ و آراء ص ۳۰۷) رائے کے مطابق حکم کرنا آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے مشہور ہے اور ان کے اجتہاد میں بھی خطا کا احتمال ثابت ہے کیونکہ وہ خطا سے معصوم تو نہ تھے الغرض غیر منصوص مسائل میں حضرات صحابہ کرامؓ نے جہاں رائے اور اجتہاد سے کام لیا ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو اچھا خاصا دفتر تیار ہو سکتا ہے اور درج بالا آثار و احادیث سے یہ حقیقت واضح ہو کر کھل کر سامنے آیا کہ قرآن اور حدیث اور اجماعی مسائل کے بعد رائے اور قیاس سے کام لینا خود مرفوع اور صحیح حدیث اور صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت ہے اور جمہور امت بھی اس کی قائل ہے پھر رائے اور قیاس کی مذمت اور اہل الرائے اور صاحب قیاس کی توہین و تذلیل کیونکر قابلِ سماعت ہو سکتی ہے (مقام ابی حنیفہ ص ۱۸۱)

خطیب بغدادیؒ اور ابن خلدونؒ کے منقول الزامات کے تحقیقی جوابات:

اصل میں امام ابو حنیفہؒ پر مختلف قسم تہمتوں اور بے بنیاد الزامات کے تاریخی مآخذ خطیب بغدادیؒ کا نقل کردہ بے سند اقوال کا ذہبہ ہیں جو انہوں نے تاریخ بغداد میں ارقام فرمایا ہے ذیل میں ان کے یہ اقوال مع تحقیقی جوابات سپرد قسط اس کئے جاتے ہیں تاکہ حقائق کی کسوٹی پر ان کی معیار صداقت واضح کیا جائے۔

خطیب بغدادیؒ امام ابو حنیفہؒ کے تنقیص فی الحدیث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وکان یتیمًا فی الحدیث کان زماناً فی الحدیث لم یکن بصاحب حدیث (ابو حنیفہ علم حدیث میں یتیم تھے، ابو حنیفہ تو حدیث میں بالکل اپانج تھے، وہ حدیث کے آدمی نہ تھے۔ آگے لکھتے ہیں لانه ليس له رای ولا حدیث جمیع ماروی عن ابی حنیفہ من الحدیث مائة و خمسون اخطا فی نصفها (تاریخ بغداد ج: ۳ ص ۴۴۴) ترجمہ: ابو حنیفہؒ کے پاس نہ تو رائے تھی اور نہ حدیث ابو حنیفہ سے مروی کل ڈیڑھ سو حدیثیں ہیں جن میں سے آدھی حدیثوں میں ان سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ (ترجمہ از مرتب)

مؤرخین نے بھی بعض دانستہ برائے مخالفت اور بعض نادانستہ طور پر ان الزامات کو اپنی تاریخوں میں نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھا ہے (ان مرویاتہ بلغت علی ما یقال سبعة عشر حدیثاً) ترجمہ: ابو حنیفہؒ سے مروی احادیث کی تعداد جیسا کہ کہا گیا ہے۔ سترہ تک پہنچی ہے۔ مگر حقائق و واقعات کی دنیا میں ان الزامات میں کہاں تک صداقت ہے اسی سلسلہ میں گذشتہ بحثیں کافی ہیں۔ مگر مزید اطمینان خاطر کے لئے چند گزارشات معروف قلم نگار حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کے کتاب ”دفاع امام ابو حنیفہؒ“ سے پیش خدمت ہیں۔

(الف) فقہ حنفی ابو حنیفہؒ کے مذہب کا تحقیقی مطالعہ کرنے والے کبار ائمہ کرام اور فقہاء عظام نے فقہ حنفی کے اصل تمام احادیث احکام کو (الدر المنیفة فی ادلة ابی حنیفة) کے نام سے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے تو سوال یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے علم حدیث سے نابلد اور تہی دامن ہونے کے باوجود ان کے استنباط کردہ مسائل و احکام صحیح احادیث کے موافق کیسے ہو گے۔

(ب) علم اصول حدیث و کتب مصطلح حدیث و کتب اسماء الرجال میں امام ابو حنیفہؒ کے آراء و نظریات کو مدون کیا جاتا ہے، رد و قبول کے اعتبار سے اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ یعنی جس حدیث یا راوی کو امام ابو حنیفہؒ رد کر دیں اسی کو مردود سمجھا جاتا ہے اور جس کی وہ تائید کر دیں اسے قبول کر لیا جاتا ہے۔ کیا ایسے عظیم علمی شخصیت کو علم حدیث سے کورا اور تہی دامن قرار دینا سراسر جھوٹ اور بہتان نہیں ہے۔ (دفاع امام ابو حنیفہؒ ص ۱۰۲)

علامہ ابن خلدونؒ کی منقول روایت کی توجیہات:

اس تفصیل سے ابن خلدون کے بیان کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ تاہم ابن خلدون کی عبارت بہت مبہم ہے۔ انہوں نے اتنا لکھا ہے۔ کہ ابو حنیفہؒ کے مرویات کی تعداد سترہ ہے ہو سکتا ہے کہ۔

(۱) ابن خلدون نے امام ابو حنیفہؒ کے مرویات کی تعداد سے ان کے سترہ مسانید مراد لئے ہوں۔

(ب) اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام محمدؒ نے جو پورا موطا امام مالک سے روایت کیا ہے۔ مگر اس میں صرف تیرہ حدیثیں ایسی درج کئے ہیں جو ابو حنیفہؒ سے منقول ہیں اور چار حدیثیں ابو یوسفؒ سے روایت کی ہیں ان سترہ کو دیکھ کر بعض اہل علم نے موطا میں درج شدہ احادیث کی تعداد سترہ

بتائی ہیں اور وہی نقل ہوئی چلی آتی ہو۔ مگر یاد رہے کہ سترہ احادیث والے بہتان اور بے بنیاد الزام کو ابن خلدون کے سوا کسی کتاب نے بھی ذکر نہیں کیا۔ (بحوالہ تانیب الخطیب ص ۱۵۶)

فقہ حنفی پر مخالفت حدیث کے الزام کی حقیقت:

بعض جہلاء نے امام صاحب اور فقہ حنفی کے بارے میں حدیث کی صریح مخالفت کا بے بنیاد پروپیگنڈا کیا۔ جس سے بعض بڑے بڑے علماء بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام صاحبؒ نے فروعی مسائل اور اصولی دلائل میں تفقہ کی راہ اختیار فرمائی۔ کیونکہ روایت لفظیہ سے یہ کام زیادہ اہم ہے، اور ان خطوط پر لوگوں کی رہنمائی اشد ضروری تھی۔ تفقہ ہی کو روایت کا نام دیا گیا۔ اپنی انہی خداداد صلاحیتوں کے سبب ہی تو آپؒ اپنے دور کے تمام محدثین پر فوقیت رکھتے تھے۔ (از مرتب) صاحب مرقاة المفاتیح ملا علی القاریؒ نے ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے وقد سألہ

الاوزاعی عن مسائل و اراد البحث معه بوسائل فاجاب علی وجه الصواب فقال له الاوزاعی: من این هذا الجواب، فقال من الاحادیث التي رویتموها من الاخبار والاثار التي نقلتموها وبين له وجه دلالتها و طریق استنباطها، فانصف الاوزاعی ولم يتعسف فقال نحن العطارون وانتم الاطباء (مرقاة المفاتیح ج ۱ / ص ۲۸) کان عنده ان نقل الحديث الشريف لا يجوز الا باللفظ دون المعنی (مقدمہ ابن خلدون ص ۱۴۴) امام اوزاعیؒ نے آپ سے چند مسائل کے بارے میں پوچھا اور آپ سے بحث کا ارادہ کیا۔ آپ نے صحیح صحیح جواب دیدئے تو کہنے لگے، یہ جوابات کہاں سے دئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان احادیث و روایات اور آثار سے جنہیں آپ لوگ نقل کرتے امام اوزاعیؒ نے انصاف سے کام لیتے ہوئے اور بغیر کسی جھجک کے کہا: ہم لوگ تو جزی بوٹیاں جمع کرنے والے ہیں اور آپ لوگ ماہر طبیب ہیں امام صاحبؒ نے یہ طریق اس لئے اختیار فرمایا کہ: آپ کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہ تھی الفاظ کی صراحت ضروری امر تھا۔ اس تنقید کے اختیار فرمانے میں وضائیں کی سازشوں کو ناکام بنانا مقصود تھا۔

(ترجمہ از مرتب)

وقال فيه بالرای لكثرة الوضاعين من زنادقة العراق وحرصه على ان لا يأخذ بالشك في دينه (تاریخ الأدب العربی ص ۳۸۲) تفقہ کے ذریعہ جزئیات نکالنے کا یہ طریق آپ نے وضاعین حدیث (جن کا تعلق زنا ذوقہ عراق سے تھا) کی کثرت کے پیش نظر اختیار فرمایا۔ تاکہ وضاعین کی روایات کے سبب آپ کے فقہ مذہب میں کسی قسم کا شبہ نہ کیا جاسکے۔

امام صاحب کے پیش نظر یہ فرمان رسول بھی تھا کہ: عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ بلغوا عني ولو آية وحدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج ومن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار من حدث عني بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين او كما قال اخذ بكتاب الله فان لم يجد فبسنة رسول الله ﷺ فان لم يجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله ﷺ اخذت بقول الصحابة اخذ بقول من شئت منهم وادع من شئت منهم ولا اخرج من قولهم الى قول غيرهم فاما اذا انتهى الامر الى ابراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا فقوم اجتهدوا وانا اجتهد كما اجتهدوا (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۶۸) ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جو حاصل کرو آگے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ اور بنی اسرائیل سے روایات نقل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ جس نے مجھ پر میری طرف منسوب کر کے (جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا آگ کو بنا ليوے جس نے کسی بات کو جھوٹ سمجھنے کے باوجود میری طرف منسوب کیا ایسا شخص جھوٹوں میں سے ہے۔ امام صاحب قرآن مجید کے بعد نہ صرف سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع صحابہ کو حجت سمجھتے تھے بلکہ اختلاف صحابہ کی صورت میں بھی اقوال صحابہ سے خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے اپنے اصول استنباط پر خود امام صاحب کی تصریح موجود ہے فرمایا: میں کتاب اللہ سے حکم معلوم کرتا ہوں پھر اگر وہاں سے نہ ملے تو سنت رسول اللہ کو تھام لیتا ہوں اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر صحابہ کرام میں سے کسی کے قول کو اختیار کرتا ہوں۔ جس کے قول کو چاہوں اختیار کر لیتا ہوں جسکے قول کو چاہوں اختیار نہیں کرتا بہر حال ان کے اقوال سے باہر نہیں نکلتا جب معاملہ یہاں سے ابراہیم، شعبی،

ابن سیرین، حسن، عطاء اور سعید بن المسیب وغیرہ تک آجائے تو ان لوگوں نے بھی اجتہاد کیا ہے انہی کی طرح میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

(ترجمہ از مرتب)

وضاحت: یعنی رائے اور قیاس کا دخل وہاں سے شروع ہوگا جہاں قرآن و سنت اور سنت اصحاب النبی ﷺ کی تصریح موجود نہ ہو یہ رائے قرآن و سنت کے تابع ہے۔ مخالف وہ رائے ہے جو قرآن و سنت کی پرواہ کئے بغیر اختیار کی جائے۔

موجودہ دور کے زائفین کے لئے فقہ حنفی کی تائید میں تخریج احادیث کی کتب احناف کی طرف سے واضح اور مدلل جواب ہیں۔

امام طحاویؒ کی ”شرح معانی الآثار“ امام طحاویؒ کی مسند علامہ زیلعیؒ کی نصب الراية فی تخریج احادیث الہدایۃ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی ”اعلاء السنن“ ان کے علاوہ مشہور کتب حدیث کی شروح میں ”شرح البخاری“ ”مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح“ ”فتح الملہم شرح المسلم“ ”فیض الباری شرح البخاری“ معارف السنن شرح جامع الترمذی وغیرہ کتب کا وجود فقہ حنفی کیلئے مؤید ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

امام ابو حنیفہؒ پر عقیدہ ارجاء کے الزام اور اس کے تحقیقی جواب:

نوٹ: عنوان ہذا کے ذیلی مضمون ادارے کی طرف سے اضافہ فی الافادہ ہے جو بسلسلہ امام ابو حنیفہؒ پر جرح و اعتراضات اور ان کے تحقیقی جوابات کے ساتھ منسبت کی وجہ سے اس باب کے ضمن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ (مرتب)

مرجہ مسلمانوں کا مشہور فرقہ ہے جو کئی شاخوں پر مشتمل ہیں اور یہ لوگ اسلام میں فلسفہ کے در آنے سے متاثر ہوئے تھے جیسا جبریہ قدریہ وغیرہ فرقے فروغ پذیر ہوئے مرجہ، جبریہ، قدریہ ایک دوسرے سے قریب تر ہیں کیونکہ یونانی رومی، دہریہ اور مرجہ خوارج کو ایک ہی صف میں شمار کرتے ہیں اور ایرانی فلسفوں نے ان کے خیالات پر براہ راست اثر ڈالا۔ مرجہ ارجاء سے مشتق

ہے جو عربی میں تاخیر کے معنوں میں بولا جاتا ہے ان کے زعم کے مطابق ایمان مقدم ہے اور عمل مؤخر ہے ایمان کا تعلق قلب سے ہے عمل سے نہیں اور ایمان ہونے کے باوجود انسان بد اعمال رہتا ہے لہذا ابدائی فیصلہ پر یہ انہیں ہو سکتی بعض علماء نے اس فرقہ کو خوارج کا حصہ قرار دیا ہے ممکن ہے ابتداء میں خوارج نے بھی یہ فلسفہ اپنایا ہو مگر بعد میں ان کے بیشتر علماء نے امام ابو حنیفہ کی فروغ میں تقلید کی اس بنا پر کچھ مؤرخین ان کو مرجیہ حنفیہ بھی لکھتے ہیں جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین کے مترجم نے اپنے دیباچہ میں اس مفہوم کی تردید کی یہ فرقہ فرہد بن معاویہ کے عہد ۱۲ھ میں منظم ہوا چونکہ اسکے عقائد سے اس عہد کا حکمران مطمئن تھا یعنی اسے ان کی وجہ سے الفتویٰ پیشتی اور اذکار کا دفع ہوتا تھا اسلئے اس نے اس فرقہ کی سرپرستی کی ان کے ابتدائی عقائد کا خلاصہ اس طرح ہے ایمان کا تعلق عمل سے نہیں دل سے ہے حکمران زانی شرابی فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو اسکی احکامات فرض ہے جس شخص نے ایک مرتبہ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہے بے فعل مسلمان پر بھی دوزخ حرام ہے ایمان محض ایک قول ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ہوتا ہے اس میں شریعت کا کوئی دخل نہیں قبول صرف توحید کے اقرار کا نام ہے ایمان کا قدر سب کے ہاں برابر ہے فرشتوں جنوں پیغمبروں رسولوں اور عام انسانوں کا ایمان ایک ہی نوعیت رکھتا ہے زبان کا اقرار عمل صالح سے افضل ہے گناہ کا کوئی ملحد وہ جو نہیں یہ انسانی افعال ہیں جن پر سزا و جزا نہیں ہوسکتی انسان کو یہ تمیز ہی نہیں کہ کونسا فعل گناہ ہے اور کونسا ثواب یہ تمیز قرآن وحدیث سے قلم نہیں دیا جاسکتی بلکہ عقل انسان ہی اس کا صحیح فیصلہ کر سکتی ہے لہذا یہ انسان کسی ایک فعل کو عقل کی بنیاد پر ثواب کے اور گناہ دونوں کے پاس داخل ہوں گے فیصلہ ممکن نہیں۔

(از مرتب)

بلسلسلہ امام اعظم پر جرح و ائمتہ اصوات اور ان کے جوابات امام ابو حنیفہؒ

اور عقیدہ ارجاء:

نوٹ:- امام ابو حنیفہؒ پر جرح و ائمتہ اصوات کے سلسلے میں چونکہ امام صاحب پر عقیدہ ارجاء کا الزام اور ائمتہ اصوات میں امام اعظم کے کتب میں معروف و مشہور تھا اور ان کے طرف سے یہ الزام

امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت کمزور کرنے کے لئے ایک کاری ضرب شمار کیا جاتا ہے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس الزام کی اصل حقیقت اور مخالفین کے ہدفات اور مزعومات واضح کر کے اس کے مدلل اور مفصل جواب دیا جائے اسی ضرورت کے پیش نظر ذیل میں ماہنامہ بینات میں اس کے بابت شائع شدہ تفصیلی مضمون نقل کیا جاتا ہے عام افادیت کے پیش نظر اس علمی مجلے سے یہ مضمون من و من قارئین کے استفادے کے لئے پیش خدمت ہے امید ہے قارئین حظ وافر حاصل کر لیں گے۔ (از مرتب)

قطب حقیقت ولی کامل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں تہتر (۷۳) فرقوں کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے مرجعہ کا بھی ذکر کیا ہے اور ان (مرجعہ) میں اصحاب ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو بھی شمار کیا ہے جس سے بعض متعصب اور جذبات سے مغلوب غیر مقلدوں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام صاحب کو مرجعہ کہا اور لکھا ہے جن میں حقیقت الفقہ کے مؤلف غیہ مقلد عالم مولانا محمد یوسف بھی شامل ہیں۔ آئندہ اوراق میں ہم انہی کی غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا صحیح مطلب بیان کریں گے۔

نوٹ: آئندہ صفحات میں مؤلف حقیقت الفقہ کی عبارت ”م“ کے عنوان سے پیش کر کے ”الجواب“ سے اس کا جواب دیا جائے گا۔ موصوف مقدمہ ”حقیقت الفقہ“ ص ۲۶ پر غنیۃ الطالبین کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

م: ”چوتھا گروہ مرجیہ کا جس کے بارہ (۱۲) فرقے حسب ذیل ہیں۔
عموماً یہ گروہ قائل ہے کہ جب کسی نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا پھر اگرچہ سارے ہی گناہ کرے ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ ایمان صرف قول کا نام ہے، اہمال ایمان سے خارج ہیں۔ وہ صرف احکام شریعت ہیں، لوگوں کا ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا ہے (عام لوگ نیک ہوں یا بد فاق ہوں یا فاجر) ان کا ایمان اور نبیوں اور فرشتوں کا ایمان ایک ہی ہے کم یا زیادہ نہیں اگرچہ عمل نہ کرے۔“

فرقہ کا نام	پیشوا کا نام	عقائد
حنفیہ	ابو حنیفہ نعمان بن ثابت	ایمان صرف معرفت الہی اور اقرار کرنا خدا اور رسول کا اور جو کچھ وہ خدا کے پاس سے لائے ہیں۔ اجمالی طور پر اسی طرح ذکر کیا برہوتی نے۔ (غنیۃ صفحہ ۲۰۸)

صاحب حقیقۃ الفقہ کا تالیس:

الجواب: مؤلف کا مقصد تہتر فرقوں کی تفصیل ذکر کرنے سے صرف اس قدر ہے کہ وہ اصحاب ابی حنیفہ کا تالیس کریں کہ حنفیہ بھی دیگر فرق ضالہ کی طرح ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی غرض سے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ حنفیہ فرقہ جو امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے پیرو ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ حنفیہ کا ذکر مرجع فرقوں کے تحت کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ بھی مذہب ارجاء کے قائل تھے لیکن قبل اس کے کہ امام صاحب پر وارد شدہ اس اعتراض کا جواب دیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کی چابکدستی کی طرف اشارہ کر دیں کہ وہ کسی قدر ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے عبارت کا صحیح مطلب تک نہیں لاتے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ”المسل والنحل“ کی اصل عبارتیں پیش کرنے کے بجائے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے، اور غنیۃ الطالبین کا اصل عبارات وہ بھی اپنی فہم اور مرضی کے مطابق کر کے نقل کیا ہے غنیۃ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عنده جملة علی ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب الشجرة لیکن حنفیہ وہ بعض اصحاب ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہیں جن کا عقیدہ یہ کہ ایمان صرف معرفت (دل سے پہچاننے) اور زبانی اللہ اور اس کے رسول کا اور جو کچھ وہ اس کے پاس سے لے کر آئے ہیں اہمالی طور پر اقرار کا نام ہے جیسا کہ برہوتی نے ”کتاب الشجرة“ میں ذکر کیا ہے۔

لیکن مؤلف نے ترجمہ کرتے وقت ”کتاب الشجرة“ کا نام حذف کر دیا جو ”غنیۃ“ کا ماخذ ہے لہذا سب سے پہلے یہ بتایا جائے کہ ”برہوتی“ کون ہیں اور ان کی ”کتاب الشجرة“ معتمد بھی ہے یا نہیں؟ پھر ایک مجہول مصنف کی غیر معروف تصنیف کے حوالہ سے کوئی بات کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ ”برہوتی“ اور اس کی کتاب الشجرة دونوں (ہماری معلومات کے مطابق) مجہول ہیں۔

حقیقت پوشی کی ناکام کوشش:

اس کے علاوہ جب مؤلف ہر بات کی صحت کیلئے سند کا مطالبہ کرتے ہیں تو آخر امام اعظم رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت پر ایک غلط الزام لگاتے وقت انہوں نے اس اصول کو کیوں نظر انداز کر دیا؟ واقعی ”کتاب الشجرہ“ اور اس کا مصنف معتمد علیہ تھا تو ان کا مفصل تذکرہ کر کے بقید صفحہ اس کا حوالہ اصل کتاب کی عبارت مع سند پیش کر دی جاتی جب ایسا نہیں کیا گیا تو واضح ہو گیا کہ یہ حقیقت تعصب کے شکار کم ظرف حضرات کی حقائق پوشی کی ناکام کوشش ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ”غنیۃ“ میں تو بعض اصحاب ابی حنیفہ تحریر تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس عقیدے کے حامل تھے مؤلف نے کمال دیانتداری سے ”بعض“ کا لفظ اڑا کر تمام احناف اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام صاحب کا مذہب بنا دیا۔

ایں کار از تو آید تو مرداں چنین کنند

حقیقۃ الفقہ کی عبارت:

م: ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی مقتدا ہیں فرقہ حنفیہ کے اکثر اہل علم نے ان کو مرجیہ فرقہ میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ ایمان کی تعریف اور اس کی کمی و زیادتی کے بارے میں جو عقیدہ مرجعہ کا ہے انہوں نے بھی بعینہ ہی اپنا عقیدہ اپنی تصنیف فقہ اکبر میں درج فرمایا ہے۔ ملامہ شہرستانی نے ”کتاب الملل والنحل“ میں بھی رجال المرجیہ میں حسام الدین بن ابی سلیمان اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کو درج کیا ہے۔ اسی طرح غسان بھی جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے۔ ابو حنیفہ کو فرقہ مرجعہ میں شمار کرتا ہے۔ (الملل والنحل ص ۱۸۸ و ص ۱۹۴ جلد اول مطبوعہ مصر) (حاشیہ حقیقۃ الفقہ ص ۲۷)

الجواب: مؤلف کا یہ قول کہ ”اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقہ میں شمار کیا ہے محض دعویٰ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اولاً تو ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ کہا ہو اگر ایسی ہوتی تو مؤلف ایسے ”حلیم اور بردبار“ آدمی سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ان اکثر کا نام لئے بغیر آگے گذر جائیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کی عداوت تو مؤلف موصوف کے رگ و ریشہ میں پیوست

ہو چکی ہے، چنانچہ انہیں امام صاحبؒ کے بارے میں جو کچھ بھی رطب و یابس غلط، صحیح ملا سب کو (بغیر جانچ پڑتال اور رد و قدح کے) اپنی تالیف میں درج کرتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ص ۹۲ پر اسی (۸۰) علماء کی نام بنام فہرست پیش کی ہے (جو اپنے وقت کے امام علامہ حافظ و پیشوا تھے) جنہوں نے امام صاحب کو ناقص الحافظ، حدیث کا کم جانے والا، اس کی جانچ پڑتال ناقص نیز عربی زبان میں ناقص بتلایا اور ان کے عقائد اور مسائل پر اعتراضات کئے ہیں۔ اس سے ہمیں یہاں تعجب ہے کہ انہوں نے (مؤلف حقیقۃ الفتہ) اس جگہ ان اکثر اہل علم کی فہرست پیش نہیں کی؟

ارجاء کی الزام حسد اور بغض پر مبنی ہے:

ثانیاً: جن لوگوں نے امام صاحب کو مرجعہ کہا ہے یا تو حسد اور بغض کی بنا پر ان پر یہ الزام لگایا، یا ان کو امام صاحب کے بارے میں رائے قائم کرنے میں خطا واقع ہوئی ہے، چنانچہ علامہ حافظ عبد البر مالکی تحریر فرماتے ہیں: ونقموا ایضاً علی ابی حنیفۃ الارجاء ومن اهل العلم من ینسب الی الارجاء کثیراً لم یعن قبیح ما قیل فیہ کما عنوا بذالک فی ابی حنیفۃ وکان ایضاً یحسد وینسب الیہ مالا یلیق وقد اثنی علیہ جماعۃ من العلماء وفضلوہ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲/۱۲۸) بعض محدثین نے امام ابو حنیفہ پر ارجاء کا بھی الزام لگایا ہے۔ حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ بڑی کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجعہ کہا گیا ہے لیکن جس طرح امام ابو حنیفہ کی امامت کی وجہ سے اس میں برا پہلو نمایاں کیا گیا ہے۔ دوسروں کے بارے میں ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی بہت جلتے تھے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے ان کا دامن بالکل پاک تھا اور ان کے بارے میں نامناسب باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔

ارجاء کی حقیقت:

ثالثاً: جس معنی میں امام صاحب کو مرجعہ کہا گیا ہے وہ ”ارجاء“ اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف نہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے ارجاء کا معنی، مرجعہ کا حال اور ان کے عقائد ذرا وضاحت سے بدیہ ناظرین کر دیں تاکہ امام صاحب کی طرف منسوب ”ارجاء“ کی حقیقت کھل کر

سامنے آ جائے۔

ارجاء کے معنی:

ارجاء کا اصلی معنی ہے تاخیر اور مہلت دینا۔ چنانچہ ملامہ عبد الکریم شہرستانی ص ۵۲۷ اس کی تفصیلات بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں

الارجاء علی معنیین احدهما التاخير قالوا ارجه و اخاه ای امهله و اخره و الثانی اعطاء الرجاء و قيل الار جاء تاخير حکم صاحب الکبيرة الى القيامة فلا يقضى عليه بحکم مافی الدنيا من کونه من اهل الجنة و من اهل النار و قيل الار جاء تاخير علی رضی الله عنه عن الدرجة الاولى الى الرابعة ارجاء کے دو معنی ہیں (۱) تاخیر کرنا تو قرآن پاک میں ہے (قالوا ارجه و اخاه) انہوں نے کہا کہ وہی اور ان کے بھائی کو مہلت دے یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام لینا چاہئے اور ان کو مہلت دینا چاہئے۔ اور دوسرا امید دلانا ہے (یعنی محض ایمان پر نجات ملی لی امید دلانا اور یہ کہنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معاصی کچھ ضرر نہیں۔ بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔ اور بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علیؑ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا خلیفہ قرار دیا جائے۔

اب چونکہ ”ارجاء“ کے مفہوم میں تاخیر شامل ہے اس لئے جو حضرات تنبیہ کے بارے میں اس سے کام لیتے ہیں اور اس دنیا میں اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہ خود اسے معاف کر کے جنت میں داخل کر دے یا سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں ڈال دے وہ سب مرجہ اور اسی معنی کے اعتبار سے امام صاحب اور دیگر حضرات محدثین کو مرجہ کہا گیا ہے۔ چنانچہ مام علی قاری ”شرح فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں: ثم اعلم ان القویوی ذکر ان ابا حنیفة کان یسی مرجنا لتا خیرہ امر صاحب الکبيرة الى مشیة الله و الار جاء التاخير (شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۸) پھر معلوم رہے قونوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو بھی مرجہ کہا جاتا تھا کیونکہ وہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے اور ارجاء کے معنی ہی مؤخر کرنے کے ہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے، یا صریح نص، جس آیات اور احادیث سے امام صاحب کے اس عقیدے کی تائید ہوتی ہے۔ تمام اہلسنت کا یہی مذہب ہے، البتہ اگر غیر مقلدین کا عقیدہ اس کے خلاف ہو اور وہ گنہگار جنتی یا قطعی جہنمی قرار دیتے ہوں تو اس کی وضاحت ضروری ہے

امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کی وضاحت:

ملاحظہ ہو امام صاحب خود اپنے اس عقیدے کی وضاحت فرماتے ہیں عن ابی مقاتل سمعت ابا حنیفۃ یقول الناس عندنا علی ثلثة منازل، الانبیاء من اهل الجنة، والمنزلة الاخری المشرکون نشہد علیہم انہم من اهل النار والمنزلة الثالثة المؤمنون نقف عنہم ولا نشہد علی واحد منہم انہ من اهل الجنة ولا من اهل النار ولکننا نرجو الہم ونخاف علیہم ونقول کما قال اللہ تعالیٰ (خلطوا عملاً صالحاً و آخر سینا عسی اللہ ان یتوب علیہم) حتی یكون اللہ عزوجل یقضی بینہم وانما نرجو الہم لان اللہ عزوجل یقول (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء) ونخاف علیہم بذنوبہم وخطایاہم و لیس احد من الناس اوجب لہ الجنة ولو کان صواماً قواماً غیر الانبیاء ومن قالت فیہ الانبیاء (کتاب العالم و المتعلم ص ۲۷۰ طبع حیدرآباد دکن) ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک لوگ تین طرح کے ہیں (۱) انبیاء جو جنتی ہیں (۲) مشرکین، ان کے متعلق ہماری شہادت، جہنمی ہونے کی ہے (۳) مومن جن کے متعلق ہم توقف اختیار کرتے ہیں اور ان میں سے نہ تو کسی کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور نہ کسی کے جہنمی ہونے کی۔ ہاں ان کے بارے میں (جنت کی) امید اور دوزخ کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے بارے میں فرمایا ہے (ملائیا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں اور ہم ان کیلئے امید غنوا سلئے رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا (تحقیق اللہ اس کو تو ہرگز معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے اور اس سے کبیرہ و شرک سے کمتر گناہ جس کے چاہے معاف کر دے) اور ان کے بارے میں گناہوں اور غلطیوں کے سبب عذاب کا خوف بھی رکھتے ہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے اپنے لئے جنت کو واجب کر لیا ہو اگرچہ وہ کتنا ہی روزہ رکھنے والا اور عبادت کرنے والا ہو بجز انبیاء اور ان حضرات کے کہ جن کو انبیاء نے جنتی کہا ہو۔

عبارت مذکورہ سے امور مستفادہ:

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عبارت بالا سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے (۱) مرتکب کبیرہ امام صاحب کے نزدیک کافر نہیں (۲) اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے چاہے تو ازراہ عدل اس کو سزا دے یا ازراہ فضل اس کی مغفرت فرمادے۔ (۳) اور یہ فیصلہ اس مسئلہ پر متفرع ہے کہ عمل ایمان کا جزء ہے یا نہیں اس میں دیگر ائمہ اور محدثین بظاہر امام ابو حنیفہؒ کے خلاف معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ اختلاف صرف لفظی ہے فریقین کے نزدیک عمل ضروری ہے، امام صاحب کی مراد فنی جزء سے یہ نہیں کہ عمل کی ضرورت نہیں۔ حاشاؤ کا امام صاحب اس کے برگز قائل نہیں بلکہ امام صاحب عمل کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ نے مغفرت نہ فرمائی تو تارک عمل اپنے ترک عمل کی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔

نزاع لفظی سے فساد اعتقاد نہیں آتا:

چنانچہ علامہ صدر الدین علی بن محمد الحنفی المتوفی ۹۶۷ھ فرماتے ہیں والاختلاف الذی بین ابی حنیفہ والائمة الباقین من اهل السنة اختلاف صوری فان کون اعمال الجوارح لازمة لایمان القلب او جزء من الایمان مع الاتفاق علی ان مرتکب الکبیرة لا یخرج من الایمان بل هو فی مشیئة اللہ ان شاء عذبه وان شاء عفا عنه نزاع لفظی لا یرتب علیہ فساد اعتقاد شرح الطحاوی ص ۹۷ طبع جدید۔ اور ایمان کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ اہل سنت کے درمیان جو اختلاف ہے وہ محض صوری ہے۔ یعنی لفظی اختلاف ہے۔ حقیقی نہیں اس لئے کہ اعمال جوارح یا تو لازم ایمان ہیں یا ایمان

کا جزاء ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مرتکب کبیرہ ایمان سے نہیں نکلتا بلکہ وہ اللہ کی مشنیت کے تحت ہے چاہے تو وہ اس کو عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے غرضیکہ یہ صرف لفظی اختلاف ہے جس سے عقیدے میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لکھتے ہیں: وليس النزاع الا راجعاً الى اللفظ (التفهيمات الالهية صفحہ ۲۸) لیکن یہ نزاع صرف لفظی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ کے نزدیک عمل اگرچہ جزاء ایمان نہیں تاہم ایمان کے لوازمات میں سے ہے اور اس پر ثواب و عقاب کا ترتب ہوگا برخلاف مرجئہ کے کہ ان کے نزدیک ایمان کے بعد عمل کی حیثیت ترتب ثواب و عقاب کے درجہ میں بھی نہیں ہے۔

مرجئہ مذموم کے مذموم عقائد:

ثم المرجئة المذمومة المبتدعة ليسوا من القدريّة بل هو طائفة قالوا لا يضر مع الايمان ذنب كما لا ينفع مع الكفر طاعة فزعموا ان واحدا من المسلمين لا يعاقب على شئ من الكبائر فاین هذا الا رجاء عن ذالك الارضاء (شرح فقہ اکبر ص ۸۹) پھر مرجئہ مذمومہ بدعتی فرقہ ”قدریہ“ سے الگ ایک فرقہ ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان لے آنے کے بعد انسان کے لئے کوئی گناہ مضر نہیں جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی قبول نہیں اور ان کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی کبیرہ گناہ پر اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ پس اس ارضاء یعنی اہل بدعت کا ارضاء اور اس ارضاء (امام صاحبؒ کے ارضاء) میں کیا نسبت۔

فقہ اکبر میں امام صاحبؒ کی طرف منسوب اصل عبارت:

نیز مؤلف کا یہ قول کہ ”امام صاحبؒ نے فقہ اکبر“ میں وہی عقیدہ ذکر کیا ہے جو مرجئہ کا ہے بالکل غلط ہے ”فقہ اکبر“ کا وہ نسخہ جو امام صاحبؒ کی طرف منسوب ہے۔ جس کا مؤلف نے بھی ذکر کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے والایمان هو الاقرار والتصديق وایمان اهل السماء والارض لا يريد ولا ينقص والمؤمنون مستوون في الايمان والتوحيد متفاضلون في الاعمال ولا يقول ان المؤمن لا يضره الذنوب ولا نقول انه لا يدخل النار

ولا نقول انه يخلد فيها وان كان فاسقاً بعد ان يخرج من الدنيا مؤمناً ولا نقول حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة اور ایمان نام بے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا اہل سماء اور اہل زمین کا ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں ایمان و توحید میں سارے مومن برابر ہیں اور اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ فقہ اکبر ص ۱۱ اور دوسرے مقام پر یہ تحریر ہے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کے لئے گناہ مغفرت نہیں۔ اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل ہی نہیں ہوگا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگرچہ فاسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں۔ اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا کہ مرجئہ کا عقیدہ ہے۔ نیز مؤلف کا یہ کہنا ”کہ غسان (جو فرقہ غسانہ کا پیشوا ہے) بھی امام صاحب کو مرجئہ میں شمار کرتا ہے“ یہ انکے کتمان حقائق کی صریح دلیل ہے یا پھر ممکن ہے کہ انہوں نے ”الملل والنحل“ پوری عبارت نہیں پڑھی جس سے ان کو غلط فہمی ہو گئی۔ اب ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ غسان کس وجہ سے امام صاحب کو مرجئہ میں شمار کرتا ہے۔

چنانچہ علامہ شہرستانی فرماتے ہیں ومن العجب ان غسان يحكي عن ابي حنيفة مثل مذهبه ويعدده من المرجئة ولعله كذب ولعسرى كان يقال لابي حنيفة واصحابه مرجئة السنة تعجب کی بات ہے کہ غسان بھی اپنے مذہب کو امام صاحب کا سا مذہب ظاہر کرتا تھا اور امام صاحب کو بھی مرجئہ میں شمار کرتا تھا غالباً یہ جھوٹ ہے مجھے زندگی عطا کرنے والے کی قسم کہ ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو تو مرجئہ السنۃ کہا جاتا تھا۔ (الملل والنحل ص ۱۸۹ ج ۱) ہامش کتاب الفصل ص ۱۸۹ ج ۱

اب ناظرین غور فرمائیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ غسان کا امام صاحب کو مرجئہ کہنے کا مقصد صرف اپنے مذہب کی ترویج و تشہیر تھا۔ ورنہ درحقیقت غسان اور امام صاحب کے عقیدے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نیز کیا غسان کے کہنے سے امام صاحب مرجئہ بن جائیں گے غسان ایسے بدعتی کے کہنے سے امام صاحب کو مرجئہ کہنا اہل بدعت کا شیوہ ہو سکتا ہے۔ اہل سنت کا نہیں۔ اور جب خود علامہ شہرستانی امام صاحب کو اہل سنت میں شمار کرتے ہیں اور غسان کے اپنے

عقیدے اور امام صاحب کی طرف منسوب کرنے کی بناء پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں تو پھر مؤلف کا علامہ شہرستانی کے بحوالہ نے غسان کے قول کو نقل کرنا اور اس کو حجت کے طور پر پیش کرنا اور اس بناء پر امام صاحب پر طعن کرنا صریح بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اعاذنا اللہ منها۔

غنیۃ الطالبین کی عبارت کا حل:

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ مؤلف کا تہتر فرقوں کی تفصیل ذکر کرنے سے غرض صرف یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی عبارت سے ثابت کریں گے کہ انہوں نے امام صاحب کو مرجیہ ضالہ میں شمار نہیں کیا۔

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ قابل غور ہے کہ ”غنیۃ“ کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے وہ لاہور کا طبع شدہ ہے اور اس کے ساتھ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا فارسی ترجمہ بھی ہے جس میں اس عبارت میں بعض کالفظ موجود ہے۔ اسی طرح کے مبصری نسخہ میں بھی ”بعض“ کا لفظ موجود ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا الخ لیکن حنفیہ وہ ”بعض“ اصحاب ابو حنیفۃ نعمان بن ثابت ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے (الخ)

اور یہی بات مولانا محمود حسن خان صاحب ٹوکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

واما اصحاب الامام فنسخۃ کتاب الغنیۃ الی رجعت الیہا ونقلت منها ہی الی ذکرہا فیہا اما الحنفیۃ فبعض اصحاب ابی حنیفۃ ترجمہ: رہا امام صاحب کے مقلدین کے بارے میں ایسا لکھنا تو ”غنیۃ“ کا وہ نسخہ جس کو دیکھ کر ہم نے یہ عبارت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں اما الحنفیۃ فبعض اصحاب ابی حنیفۃ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد وہ بعض حنفی ہیں جو امام صاحب کے بعض فروع فقہیہ میں مقلد تھے مگر عقائد میں مرجیہ تھے چونکہ یہ لوگ فروع میں امام صاحب کے مقلد تھے اس لیے وہ بھی حنفی کہلاتے اور غسان بھی انہیں میں داخل ہے کہ وہ اپنے مذہب کو امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا۔

چنانچہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ اسی اشکال کا جواب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان

مراد الشیخ من الحنفیۃ فرقة منهم وهم المرجئة وتوضیحہ ان الحنفیۃ عبارة عن

فرقة تقلد الامام ابا حنيفة في المسائل الفرعية وتسلك مسلكه في الاعمال الشرعية سواء وافقته في اصول العقائد ام خالفته فان وافقته يقال لها الحنفية الكاملة وان لم توافقها يقال لها (الحنفية) مع قيد يوضح مسلكه في العقائد الكلامية فكم من حنفى في الفروع معتزلى عقيدة كالز محشرى جار الله ومؤلف القنية نجم الدين الزاهدى وكعبد الجبار وابى هاشم والجبانى وغيرهم وكم من حنفى فرعاً مرجئى او ازبدي اصلاً حضرت شيخ کی مراد حنفیہ سے وہ فرقہ ہے جو مرجئ تھے وضاحت اس کی یہ ہے کہ حنفیہ تو اس جماعت کو کہتے ہیں جو مسائل فرعیہ میں امام ابو حنیفہ کی مقلد ہو اور اعمال شرع میں آپ کے مسلک پر چلے، چاہے اصول عقائد میں آپ کے موافق ہو یا مخالف، اب جو حضرات عقائد اور فروع دونوں میں امام صاحب کے موافق ہوں تو ان کو حنفیہ کاملہ کہا جائیگا اور اگر عقائد میں مخالف ہوں تو ان کو حنفی کہنے کے ساتھ ایسی قید بھی لگائی جائے گی جو ان کے مسلک کی وضاحت کرے چنانچہ ایسے بہت سے حنفی ہیں کہ جو فروع میں تو حنفی ہیں مگر عقیدہ میں معتزلی ہیں جیسے جار اللہ زحشری نجم الدین زاہدی صاحب القنیہ۔ عبد الجبار۔ ابو ہاشم اور جبائی وغیرہ ہیں اور بہت سے حنفی ایسے ہیں جو فروع میں تو حنفی ہیں لیکن عقیدہ کے لحاظ سے مرجئ ہیں یا زید یہ ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں حنفیہ سے مراد مطلق حنفیہ نہیں کہ جو عقائد اور فروع دونوں میں امام صاحب کے مقلد تھے لہذا ان بعض کے مرجئ ہونے سے امام صاحب کا مرجئ ہونا لازم نہیں آتا۔

صاحب حقیقۃ الفقہ کا ناقص ترجمہ:

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مؤلف نے کس طرح عوام کو دھوکہ دیا کہ ”غنیۃ“ کی عبارت کا ترجمہ کرتے وقت لفظ ”بعض“ کا ترجمہ حذف کر دیا اور اس طرح ان کو غلط فہمی کا شکار بنایا اور پھر حضرت شیخ حضرت امام ابو حنیفہ کو کیسے مرجئ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تو امام صاحب کو ”امام“ کے لقب سے یاد فرماتے ہیں چنانچہ وقت فجر کے بارے میں امام احمد کا مذہب نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وقال الامام ابو حنیفہ اور تارک صلوٰۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وقال الامام ابو حنیفہ

لا یقتل امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔

اگر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام صاحب مرجع ضالہ میں سے ہوتے تو پھر ان کو امام کے لقب سے کیوں یاد فرماتے اور امور شرعیہ میں دیگر ائمہ کے اقوال کے ساتھ ان کے قول کو کیوں ذکر کرتے۔

اس جواب کا حاصل یہ ہوا کہ امام صاحب پر تو سرے سے اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا جو اس کا جواب دیا جائے۔ افسوس ہے کہ مؤلف نے اپنے مقتدا حضرات کی کتابوں کا مطالعہ بھی نہیں کیا جو ان کو پتہ چلتا کہ ان کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ چنانچہ دلیل الطالب علیٰ ارجح المطالب میں نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

سوال: در ”غنیۃ الطالبین“ مرجعہ را اصحاب ابی حنیفہ نعمانؒ ذکر کردہ و کذا غیرہ فی غیرہ وجہ آں چیست؟

جواب: شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ در تفہیمات نوشتہ اند کہ ارجاء دوگونہ است یکے ارجاء است کہ قائل را از سنت بیرون میکند۔ دیگر آنست کہ از سنت بیرون نمیکند۔ اول آنست کہ معتقد آن باشد کہ ہر کہ اقرار بلسان و تصدیق بجان کرد، بیچ معصیت اور امضیست اصلاً، دیگر آنکہ اعتقاد کند کہ عمل از ایمان نیست و لیکن ثواب و عذاب بر آن مرتب است۔ سبب فرق میان ہر دو آنست کہ صاحب تواتر اجماع کردہ اند بر تخطیہ بر جہ گفتہ اند کہ بر عمل ثواب و عذاب مرتب میشود پس مخالف ایشان ضال و مبتدع است و در مسئلہ ثانیہ اجماع سلف ظاہر نشدہ بلکہ دلائل متعارض است، بعض آیات و حدیث و اثر دلالت میکنند بر آنکہ ایمان غیر عمل است و بسیارے از دلیل دال است بر آنکہ اطلاق ایمان بر مجموعہ قول و عمل است و این مزاج راجع میشود بسوئے لفظ بجهت اتفاق ہمہ بر آنکہ عاصی از ایمان خارج نمی شود اگرچہ مستحق عذاب است و صرف دلائل دالہ بر آنکہ ایمان عبارت از مجموعہ این چیز با است از ظواہر شہادانی عنایت ممکن است۔ انتہی۔

وازیجا معلوم شد کہ مراد حضرت شیخ رحمہ اللہ از مرجعہ بودن اصحاب ابی حنیفہ شق ثانی است و لا غبار علیہ اگرچہ ارجح از روئے نظر در دلائل ہماں مذہب اہل حدیث است کہ ایمان عبارت مست

از مجموع اقرار و تصدیق و بہ قال القاضی ثناء اللہ فی (مالا بد منہ)

سوال: غنیۃ الطالبینؒ میں اصحاب ابی حنیفہ کو مرجعہ میں ذکر کیا گیا ہے اسی طرح اور لوگوں

نے بھی اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ”تفہیمات“ میں لکھا ہے کہ ارجاء کی دو قسمیں ہیں (۱)

ایک قسم تو وہ ہے کہ اس کا قائل اہلسنت سے خارج ہو جاتا ہے (۲) دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا قائل

اہلسنت سے خارج نہیں ہوتا۔ پہلی قسم یہ ہے کہ یوں اعتقاد رکھے کہ جس شخص نے ایمان کا زبان

سے اقرار کر لیا اور دل سے تصدیق کر دی تو پھر چاہے کوئی گناہ کرے اس کو قطعاً کوئی مسخر نہیں (۲)

دوسری قسم یہ ہے کہ یوں اعتقاد رکھے کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے لیکن ثواب اور عقاب اس پر

مرتب ہوتا ہے۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کا مرجعہ کے گمراہ ہونے پر اتفاق

ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ عمل پر ثواب اور عذاب مرتب ہوتا ہے لہذا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے

والا گمراہ اور مبتدع ہے لیکن دوسرے مسئلہ میں سلف کا اجماع نہیں ہوا بلکہ دلائل متعارض ہیں۔ بعض

آیات، احادیث، آثار، اس پر دال ہیں کہ ایمان کا اطلاق قول و عمل دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے لیکن

یہ نزاع صرف لفظی ہے اس لئے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عاصی (عصیان کی وجہ سے) ایمان

سے خارج نہیں ہو جاتا اگرچہ مستحق عذاب ہوتا ہے اور جو دلائل کہ ایمان، مجموعہ (اقرار و تصدیق

و عمل) پر دلالت کرتے ہیں ان کو ادنیٰ تا مل سے ان کے ظاہر سے پھیرا جاسکتا ہے (انتہی)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اصحاب ابی حنیفہ کے مرجعہ ہونے سے

دوسری شق ہے اور اس پر کوئی غبار نہیں (کیونکہ یہ اعتقاد سنت کے خلاف نہیں) اگرچہ دلائل کے

اعتبار سے اہل حدیث کا مذہب راجح ہے کہ ایمان مجموعہ اقرار و عمل و تصدیق و عمل کا نام ہے اور یہی

بات قاضی ثناء اللہؒ نے اپنی کتاب (مالا بد منہ) میں ذکر کیا ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے مقتدی تو غنیۃ الطالبین کی اس عبارت کا حل پیش کر رہے ہیں جس

سے ان جیسے بالغ نظر حضرات کو غلط فہمی ہوئی لیکن مؤلف ہی ہے کہ ان کو اپنے حضرات کی کتابیں

دیکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ (از غنیۃ الطالبین مؤلف شیخ عبد القادر جیلانی، بحوالہ ماہنامہ بینات)

باب پنجم

امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف

یہ باب دراصل حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن درالعلوم سعید یہ اوگی مانسہرہ کا پیش کردہ مقالہ بعنوان ”امام ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت“ برائے دوسری بنوں فقہی کانفرنس 17-18 اکتوبر 1998ء کا ایک حصہ ہے۔ ادارہ کی طرف سے کتابی شکل میں مرتب کرتے وقت اس کے ساتھ جگہ جگہ اضافہ اور عنوانات لگائے گئی تاکہ مسلسل مضمون پڑھنے سے قارئین کو دشواری نہ ہو۔ امید ہے ناظرین اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ (ادارہ)

امام ابو حنیفہ جیسا کہ دوسرے علمی میدانوں میں اولیات کے حامل ہے اسی طرح تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اولیت کے حامل چنانچہ ابو بکر عتیق بن داؤد الیمانی اپنی کتاب فضل ابی حنیفہ میں لکھتے ہیں۔ اول من دون العلوم هذه الشريعة لم يسبق من قبله الى ان قاله فجعله ابواباً مبنوية و كتباً مرتبة فبدأ بالطهارة ثم بالصلوة ثم سائر العبادات و انما ابتداء بالطهارة ثم بالصلوة لان السكف بعد صحة الاعتقاد اول ما يخاطب يخاطب الصلوة لانها احسن العبادات و اعم و جوباً و اخر المعاملات لان الاصل عدمها و براءة الذمة منها و ختمه بالصايا و المواريث لانها آخر حياة الانسان فما احسن ما بدأ به و ختم و ما احذقه و ما اهمه و امره و اعلمه (ابو حنیفہ النعمان) ترجمہ امام ابو حنیفہ: پہلی شخصیت ہیں۔ جنہوں نے شریعت اسلامیہ کے علوم کو مدون کیا آپ پر کوئی سبقت نہ لے سکا آپ نے کتابوں اور بابوں میں اسے تقسیم کیا طہارت سے ابتدا کی پھر نماز پھر باقی عبادات آپ نے پہلے طہارت اور پھر نماز سے ابتداء اس لئے کی کہ عقائد کی اصلاح کے بعد مسلمان کو سب سے پہلے جس عمل کا حکم دیا گیا ہے وہ نماز ہے کیوں کہ وہ عبادات میں خصوصی عبادت ہے۔ جبکہ فرضیت میں عام ہے اور معاملات کو اس لئے موخر کیا گیا کہ اصل ان کا عدم اور ان سے برأت ہے اور اسے صایا اور موارث پر ختم کیا کیونکہ انسان کے احوال میں آخری حالت ہے۔ اس بہترین انداز میں ابتدا کی اور کسی اچھی انتہا کی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے تصانیف:

بعض لوگوں کا جس طرح خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے یہ محض خیال ہی ہے جس کے متعلق کافی بیان ہو چکا ہے۔

امام ابو النرج محمد بن یعقوب الحق المعروف بابو ارقم لکھتے ہیں۔

كتاب الفقه الاكبر، كتاب رسالته الى النسي، كتاب العالم و المتعلم رواد عنه مقاتل كتاب الرد على القدريّة و العلم برا و سحرأ و عروب بعدا و مبريا تدويده

رضي الله عنه كتاب الغير مستال بن اندلس صفحہ ۲۵۶

اور علامہ کوثری نے یونہی الامانی نے حاشیہ میں نقل کیا وہ تصنیفات کی تصریح فرمائی ہے جو مندرجہ بالا چار کتابوں کے علاوہ ہیں (۵) کتاب الرائے (۶) کتاب اختلاف الصحاح (۷) کتاب الجامع (۸) کتاب السیر (۹) الكتاب الايسط (۱۰) الفقه الايسط (۱۱) مکاتیب و وصایا اور (۱۲) کتاب الآثار جو چالیس ہزار حدیثوں کا انتخاب ہے۔

مولانا نمبر حسن لوگنی نے آپ کی تصنیفات کی فہرست میں درج ذیل اضافہ بھی فرمایا کتاب الشرط، کتاب الفرائض، کتاب الرد علی الاوزاعی، کتاب الراعی، کتاب الاصحاب، کتاب الجامع، کتاب السیر، کتاب رسالہ علامہ طاشی کہانی زادہ و تخریر فرماتے ہیں کہ: خود امام ابو حنیفہ نے اپنی کتاب "الفقه الاکبر" اور "کتاب الایمان" میں کلام کی آئینہ بخشش کی ہیں اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ان کی تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ ابو حنیفہ البخاری کی ہیں تو یہ بات معتزلہ کے منکرات میں سے ہے ان کا یہ باطل خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ ان کے مسلک پر تھے۔

نیز علامہ حافظ الدین السراونی نے اپنی کتاب مناقب اسی حنیفہ میں معائنات کے میں نے خود یہ دونوں کتابیں علامہ شمس الدین احمد درمی ابوالحسنی العمادنی کے ہاتھ سے ملنے والی دیکھی ہیں اور ان کتابوں کے بارے میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ یہ دونوں کتابیں امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہیں اور اس امر پر مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت کا اتفاق ہے۔ جن میں امام فخر الاسلام بزدونی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "اصول" میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے اور ان میں امام الشیخ مہد المعزیز بخاری بھی ہیں جنہوں نے شرح الاصول میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

علامہ وازیں امام محمد اور امام ابی یوسف کی تصانیف بھی درحقیقت امام ابو حنیفہ کی تصانیف ہی شمار ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان حضرات نے اسکی ترویج کی ہے۔ کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں یا کرتے ہیں۔ وہ امام ابو حنیفہ سے ہی سنا ہوا اور انہیں کہ فرمایا ہوا ہوتا ہے۔ اولیات امام ابو حنیفہ ذکر کرنے کے بعد علامہ یحیائی فرماتے ہیں۔ و لیس العجب بمن جاء، فتعملها وھی موضوعه وانسا

العجب بمن ابتدأها ووضعتها فان باهت احد و ادعى ان ابا حنیفة قد سبق الی تدوینها فقل له ارنا کتابا مسن تقدمه من الصحابة و التابعین فیما ذکرنا فانه یبقی مبیہوتا . ترجمہ: وہ شخص قابل تعجب نہیں ہے جو ان مرتب کردہ علوم کو سیکھ لیتا ہے بلکہ قابل تعجب تو وہ ہے جس نے سب سے پہلے ان کو وضع کیا اور انہیں ترتیب دیا اگر کوئی شخص حیران و پریشان ہو کر یہ دعویٰ کرنے لگے کہ یہ سب علوم تو امام ابو حنیفہ سے پہلے مدون ہو چکی ہیں۔ تو اس سے کہو کہ آپ سے پہلے صحابہ یا تابعین میں سے کسی کی تصنیف کردہ کوئی کتاب ان موضوعات پر بحمد و ؟ اسکے جواب میں یقیناً وہاں جواب رہ جائے گا۔ (ابو حنیفة النعمان صفحہ ۲۸۶)

کتاب الآثار:

امام ابو حنیفہ کے ان خصوصی مناقب میں سے کہ جن میں وہ متفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اس کے ابواب پر ترتیب دی۔ پھر امام مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں انہی کی پیروی کی۔ اور اس بارے میں امام ابو حنیفہ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔ امام مالک، امام صاحب کی کتابوں سے استفادہ کیا کرتے تھے کما ہو مصرح

الغرض: کتاب الآثار قرآن مجید کے بعد کتب خانہ اسلام کی دوسری صدی کی کتاب ہے جو ابواب پر مرتب اور مدون ہوئی اور جس میں صرف انہی احادیث اور آثار و فتاویٰ نے جگہ پائی کہ جن کی روایت ثقات و ائمہ امت میں برابر چلی آتی تھی۔

کتاب الآثار کا موضوع صرف احادیث احکام یعنی سنن ہیں جن سے مسائل فقہ کا استنباط ہوتا ہے۔

اسلئے وہ سینکڑوں مختلف ابواب جو صحیح ہیں اور جامع ترمذی وغیرہ دیگر کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ کتاب الآثار میں نہیں ملیں گے کیونکہ ان ابواب کا تعلق فقہیات سے نہیں ہے اس بنا پر محدثین کی اصطلاح میں کتاب الآثار، کتب سنن میں داخل ہے۔ چنانچہ بعض محدثین نے اسی نام سے اس کا ذکر کیا ہے۔

کتاب الآثار کی امتیازی خصوصیات:

کتاب الآثار کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے۔ کہ اسکی مرویات اس عہد کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے ہی شہر اور اقلیم کی روایات میں منحصر نہیں بلکہ اسی میں مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ وغرضیکہ حجاز و عراق دونوں جگہ کا علم تحریر و تدوین میں یکجا موجود ہے۔

حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں والدين والفقہ والعلم انتشر فی الامۃ عن اصحاب ابن مسعود واصحاب زید بن ثابت واصحاب عبد اللہ بن عمر واصحاب عبد اللہ بن عباس فعلم الناس عامة عن اصحاب هؤلاء الأربعة فاما اهل المدينة فعلمهم من اصحاب زید بن ثابت وعبد اللہ بن عمر واما اهل مكة فعلمهم من اصحاب عبد اللہ بن عباس واما اهل العراق فعلمهم عن اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنهم (اعلام الموقعین ص ۸) دین، فقہ اور علم کی اشاعت امت میں اصحاب عبد اللہ بن مسعود، اصحاب زید بن ثابت، اصحاب عبد اللہ بن عمر اور اصحاب عبد اللہ بن عباس سے ہوئی ہے اور لوگوں کا عام علم ان چار کے اصحاب سے لیا ہوا ہے۔ چنانچہ مدینہ والوں کا علم زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ کے اصحاب سے اور مکہ والوں کا علم عبد اللہ بن عباسؓ کے اصحاب سے اور عراق والوں کا علم عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے لیا ہوا ہے۔

کتاب الآثار کے روات میں کوئی یا عراقی کی تخصیص نہیں، بلکہ حجاز، شام اور جملہ بلاد اسلامیہ کے شیوخ سے اس میں روایتیں موجود ہیں

کتاب الآثار بروایت امام محمدؒ میں جن شیوخ سے امام ابو حنیفہؒ نے روایت کی ہے ان کی تعداد ایک سو پانچ ہے اور ان کے اوطان و بلاد کی تعداد میں تک ہے جو کوفہ رہنے والے نہ تھے۔

حضرات صحابہؓ میں جن بزرگوں سے مسائل فقہ و فتاویٰ منقول ہیں ان کی تعداد پچھواہر ایک سو تیس ۱۳۰ ہے ان میں مرزا اور عمورتیں دونوں شامل ہیں۔

الفتویٰ کے بارے میں بعض صحابہؓ مکثر تھے بعض متوسط اور بعض مقل جو سب سے زیادہ کثیر الفتویٰ تھے وہ یہ حضرات تھے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، کرم اللہ وجہہ، حضرت عبد اللہ بن

مسعود، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعین۔ ان سات میں بھی اول الذکر چار بزرگ زیادہ ممتاز گذرتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے: واكابر هذا الوجه عمرو وعلي وابن مسعود ترجمہ: کہ اکابر یہی چار ہیں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

امت مرحومہ کا سواد اعظم تقریباً دو تہائی اکثریت بارہ سو سال سے فقہ میں جس مذہب کا پیرو ہے وہ مذہب حنفی ہے اس مذہب کے مسائل فقہ کا مبنی اسی "کتاب الآثار" کی احادیث و روایات ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا: مسند ابی حنیفہ و آثار محمد بنائے فقہ حنیفہ است۔ فقہ حنفی کی بنیاد مسند ابی حنیفہ اور آثار امام محمد پر ہے (قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث صفحہ ۱۷۰)۔

کتاب الآثار کے رواق کے تعدد سے اس کے نسخے بھی متعدد ہیں اسلئے ان کا تذکرہ ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتاب الآثار کے نسخے:

امام ابو حنیفہؒ سے جن راویوں نے کتاب الآثار کی روایت کی ہے وہ متعدد ہیں جسکی وجہ سے نسخے بھی متعدد ہیں جن میں مشہور نسخے چار ہیں۔ ان کے راویوں کے نام سے ہی یہ نسخے مشہور ہیں۔

(۱) کتاب الآثار۔ بروایت امام زفر بن الہذیلؒ۔ (المتوفی ۱۵۸)

ان کے نسخے کا ذکر حافظ امیر بن ماکولاً (المتوفی ۴۵۷) نے اپنی مشہور کتاب "الاکمال

فی رفع الارتياب عن الموتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب" کے باب الحصینی والحصینی میں کہا ہے۔ چنانچہ محدث احمد بن بکر حصینی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: احمد بن بکر بن سیف ابو بکر الحصینی ثقة یملیل میل اهل النظر وری عن

اسی وھب عن زفر بن البذیل عن اسی حنیفۃ کتاب الآثار ترجمہ احمد بن کبر بن سیف ابو بکر جسیفی ثقفہ ہیں۔ اہل نظر (یعنی فقہاء، حنفیہ) کی طرف میلان کو بواسطہ زفر بن البذیل ان کے شاگرد ابو وہب سے روایت کرتے ہیں۔

امام زفر کے اس نسخہ کا ذکر حافظ ابو سعد معانی شافعی نے "کتاب الآثار" میں اور حافظ مبداء القدر قرطبی نے "الجواهر المضمینہ فی طبقات الحنفیہ" میں بھی کیا ہے۔

جبکہ امام زفر سے کتاب الآثار کی روایت تین تائید ہونے لگتا ہے ایک تو یحییٰ ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی، دوسرے شداد بن حکیم بلخی جن کے نسخے جامع اور نیدلخہ ارزنی میں مسند حافظ ابن خلدون وغیرہ کے حوالہ سے بکثرت روایتیں منقول ہیں۔ اور تیسرے راوی حکیم بن ایوب ہیں۔ پہلے نسخوں کا ذکر محدث حامد نیشاپوری نے بھی اپنی مشہور کتاب "معرفة علماء الحديث من ان النظار" کیا ہے کہ نسخة لزفر بن البذیل الجعفی تفرد بها عن شداد بن حکیم البلخی ونسخة ایضا لزفر بن البذیل لجعفی تفرد بها ابو وہب محمد بن مزاحم البروزی عند ترجمہ زفر بن البذیل "فی" کا ایک نسخہ ہے جس کو ان سے زفر شداد بن حکیم بلخی نے روایت کیا ہے اور زفر ہی کا ایک نسخہ اور ہے جس کو ان سے زفر ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔ (معرفة علوہ الحديث ص ۱۶۲)

امام زفر کے تیسرے نسخے کا ذکر حافظ ابوالشیخ بن حبان نے اپنی کتاب "طبقات السحدثین ناصقین والواردین علیہا" میں احمد رستہ کے ترجمہ میں کیا ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت یہ ہے احمد بن رستہ بن بنت محمد البغیرہ کان عندہ السنن عن محمد بن الحکم بن ایوب احمد بن رستہ جو محمد البغیرہ کے نواسے ہیں ان سے پاس "سنن" "تقی نے وہ اپنے نانا عن زفر عن اسی حنیفۃ محمد بن وہب بن ایوب سے وہ زفر سے اور وہ زفر سے امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابوالشیخ نے یہاں کتاب الآثار کو "السنن" کے نام سے ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ اس

کتاب میں ہر راوی کے ترجمہ میں اسکی روایت سے ایک دوحہ شیخیں بھی ذکر کرتے ہیں اسلئے اپنے معمول کے مطابق اس نسخہ سے بھی دوحہ شیخیں درج کی ہیں۔

اسی طرح حافظ ابو نعیم اصفہانی نے "تاریخ اصفہان" میں اس نسخہ کی روایتیں نقل کی ہیں۔

امام طبرانی کی "المعجم الصغیر" میں بھی اس نسخہ کی ایک روایت موجود ہے۔

(۲) کتاب الآثار بروایت امام ابی یوسف (المتوفی صفحہ ۱۸۳)

اس نسخہ کا ذکر حافظ عبد القادر قرطبی نے "الحوار المصنعة فی طبقات الحنفیة"

میں کیا ہے۔ چنانچہ امام یوسف بن ابی یوسف کے ترجمہ میں رقمطراز ہیں روى كتاب الآثار

عن ابيه عن ابي حنيفة وهو محله صنفه امام يوسف بن ابي يوسف (امام ابو يوسف) کی سند

سے امام ابو حنیفہ سے "کتاب الآثار" کی روایت کرتے ہیں جو ایک ضخیم جلد ہے۔ (الجواب

امنیہ ص ۲۵۲)

اللہ تعالیٰ جزا خیر دے مولانا ابوالوفاء افغانی صدر مجلس احیاء المعارف

النعمانیہ حیدر آباد دکن کوکامبوں نے بڑی تلاش اور کوشش سے اس نسخہ کو اہم کر کے تخریج

تخریج کے اہتمام کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ پر ۱۳۵۵ھ میں مصر سے طبع کرا کر شائع کیا

امام ابو یوسف سے کتاب الآثار کو روایت کرتے ہیں۔

(۱) ایک یہی ان کے صاحبزادے امام یوسف مذکور۔ اور

(۲) دوسرے مروی بن ابی مریم محدث خوارزمی نے مروی کی روایت کو "جامع المسانید" میں نسخہ

ابی یوسف سے موسوم کیا ہے۔ اور اس کتاب کے باب ثانی میں اس نسخہ کی اسناد بھی امام ابو یوسف

تک نقل کر دی ہے۔

(۳) کتاب الآثار بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانی (المتوفی ۱۸۹ھ)

کتاب الآثار کا یہ نسخہ جو ہمارے نصاب درس میں شائع ہے تمام نسخوں میں متداول ترین

مشہور ترین اور مقبول ترین ہے۔ اور اسی کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے "معجیل

المنفعة بزوائد الاثمة الاربعة" کے مقدمہ میں یہ لکھا ہے کہ "الموجود من حدیث ابی

حنیفۃ انما ہو کتاب الآثار التي رواها محمد بن الحسن عنه حديث بين امام ابو حنیفہ کی جو مستقل کتاب موجود ہے وہ ”کتاب الآثار“ جسے امام محمد بن اسحق نے ان سے روایت کی ہے۔

(۴) کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد لؤلؤی المتوفی ۲۰۴ھ)

اس نسخہ کا ذکر حافظ ابن حجر مستطانی نے لسان السیمیزان میں لیا ہے، چنانچہ محدث محمد بن ابراہیم بن حسن بغوی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ: محمد بن ابراہیم بن حبیب بن جہش بغوی روى عن محمد بن محمد بن شجاع الثلجی عن الحسن بن زیاد عن ابی حنیفہ کتاب الآثار ترجمہ: محمد بن ابراہیم بن حبیب بن جہش بغوی، محمد بن شجاع ثلجی سے و امام حسن بن زیاد سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے ”کتاب الآثار“ کو روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن القیم کی ”اعلام الموقعین“ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ان کے بھی پیش نظر تھا چنانچہ انہوں نے اس نسخہ سے حسب ذیل حدیث نقل کی ہے۔ قال الحسن بن زیاد اللؤلؤی ثنا ابو حنیفہ قال کنا عند محارب بن دثار وکان متکناً فاستوی جالساً ثم قال سمعت ابن عمر يقول علی الناس يوم تشيب فيد الولدان وتضع الحوامل مافی بطونهن (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۴۳) حضرت حسن بن زیاد لؤلؤی نے کہا ہمیں امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی فرمایا: ہم حضرت محارب بن دثار کے پاس تھے وہ تمیہ لگائے ہوئے تھے تو سیدھے بیٹھ گئے پھر فرمایا میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا ہے کہ ضرور اوگول پر ایک دن آنے گا جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل کو ٹرادیں گی۔

ان حضرات کے علاوہ خود امام ابو حنیفہ کے صاحبزادے امام ہمام بن ابی حنیفہ المتوفی ۱۷۱ھ اور مشہور محدث محمد بن خالد الوہسی المتوفی قبل ۱۹۰ھ کی روایت سے بھی ”کتاب الآثار“ کے نسخے مروی ہیں۔ چنانچہ جامع المسانید میں محدث خوارزمی نے ان دونوں نسخوں سے حدیث کی روایت کی ہے۔ اور کتاب مذکور کے باب ثانی میں اپنی اسناد بھی ان دونوں حضرات تک نقل کر دی ہے۔ خوارزمی نے ان دونوں نسخوں کا ذکر بھی ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے کیا ہے۔

ابو حنیفہؒ سے دیگر راویان حدیث:

مذکورہ بالا چھ حضرات کے علاوہ جن کے ذریعہ سے ”کتاب الاثار“ کا سلسلہ امت میں باقی رہا۔ کتب تاریخ میں اور جن محدثین کے متعلق یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے اس کتاب کا سماع کیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) امام عبد اللہ بن مبارکؒ:

موصوف نے خود لکھا ہے کہ کتبت کتب ابی حنیفہ غیر مرّة کان يقع فیہا زیادات فاکتبہا (مناقب صدر الائمہ ج ۲ ص ۶۷) میں نے امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف کو کئی بار نقل کیا کیونکہ ان میں اضافے ہوتے رہتے تھے اور مجھے انہیں لکھنا پڑھتا اور محدث خطیب بغدادیؒ نے تاریخ بغداد میں امام حمیدیؒ شیخ بخاریؒ کی زبانی نقل کیا ہے کہ سمعت عبد اللہ بن المبارک يقول کتبت عن ابی حنیفہ اربع مائتہ حدیث میں نے عبد اللہ بن مبارکؒ کو یہ کہتے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ سے میں نے چار سو حدیثیں لکھی ہیں۔

(۲) امام حفص بن غیاثؒ:

ان سے حافظ حارثیؒ نے بسند نقل کیا ہے کہ: سمعت من ابی حنیفہ کتبہ واثارہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے ان کی کتابوں کو اور ان کے آثار کو سنا ہے

(۳) شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید المقرئؒ:

ان کے بارے میں علامہ کردریؒ لکھتے ہیں سمع من الامام تسعمائۃ حدیث (مناقب الامام الاعظم از امام کردری ج ۲ ص ۲۳۱) کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے نو سو حدیثیں سنی ہیں۔

(۴) امام وکیع بن الجراحؒ:

ان کے متعلق حافظ ابن عبد البرؒ ”جامع بیان العلم“ میں سید الحفاظ حضرت یحییٰ بن معینؒ سے ناقل ہیں کہ: مارایت احدا اقدمہ علی وکیع وکان یفتی برأی ابی حنیفہ وکان

یہ حفظ حدیثہ کلا، میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جسے کتب پر مقدم کروں، اور وہ ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے وکان قد سمع من ابی حنیفۃ حدیثا کثیرا انہوں نے امام ابو حنیفہ سے بہت حدیثیں سنی تھیں۔

(۵) امام حماد بن زید:

حافظ ابن عبد البر الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء میں رقمطراز ہیں وروی حماد بن زید عن ابی حنیفۃ احادیث کثیرة حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں

(۶) امام اسد بن عمرو:

محدث صیمری نے ابو نعیم فضل بن دکین سے سند ان کے متعلق تصریح نقل کی ہے کہ اول من كتب الی ابی حنیفۃ اسد بن عمرو (الحوار المضیئة ترجمہ اسد بن عمرو) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی کتابوں کو لکھا ہے۔

(۷) امام خالد الواسطی:

ان کے بارے میں علامہ ابن عبد البر نے "الانتقاء" میں لکھا ہے کہ وروی عنه خالد الواسطی احادیث کثیرة (الانتقاء صفحہ ۱۳۶) خالد الواسطی نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

یہ وہ تیرہ ارکان کا نقل ہیں کہ جن میں سے ہر ایک علم فقہ و حدیث آفتاب و مانتاب ہے۔ یاد رہے کہ جرح و طاعن امام مالک کے اور کسی کتاب کے راوی اس قدر جلال و عظمت کے حامل نہیں ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ صرف ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے امام ابو حنیفہ سے صرف کتاب الآثار کو سنا ہے ورنہ امام مدوح سے روایت حدیث کا سلسلہ تو اتنا وسیع ہے کہ بقول ذہبی وروی عنہ عن المحدثین و الفقهاء عدة لا یحصون (مناقب ابی حنیفہ از ذہبی صفحہ ۱۱) ان سے محدثین اور فقہاء کی اتنی بڑی تعداد نے حدیثیں روایت کی ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

کتاب الآثار کے شروح، تعلیقات اور تراجم:

کتاب الآثار للامام محمد بن الحسن الشیبانی کے شروح اور تعلیقات کے سلسلہ میں جو کام مناسب تھا وہ تو ہو چکا ہے۔ جس طرح دیگر کتب حدیث کی علمی خدمات کافی حد تک کی گئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ اس لحاظ سے کتاب الآثار کی ایسی خدمت بھی ہو چکی ہے۔ ہمارے سامنے جو شرحیں یا تعلیق و تراجم ہیں اور خصوصاً پاکستان میں بہت ہی کم ہیں جسکی وجہ شاید یہی ہے کہ یہ کتاب ابھی وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے شامل نصاب کی ہے۔ امید ہے کہ اب خصوصاً پاکستان میں اس اہم کتاب کی طرف علماء، محدثین و مصنفین توجہ فرمائیں گے۔ اس وقت کتاب الآثار پر جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے:-

حافظ ابن حجر مستطافی (المتوفی ۸۵۲ھ) نے اس کتاب میں جن راویوں سے حدیثیں مروی ہیں ان کے حالات میں دو اہم کتابیں لکھی ہیں۔

(۱) پہلی تصنیف جو مستقل طور پر رجال کتاب الآثار سے متعلق ہے اس کا نام ”الآثار بمعرفۃ رواۃ الآثار“ ہے یہ کتاب کراچی پاکستان کے دواڑوں، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ اور ”الرحیم اکیڈمی“ نے طبع کی ہے جو کتاب الآثار کے نسخہ کیساتھ ہے۔

(۲) دوسری کتاب امام ابن حجر کی ”تعجیل المنفعة“ ہے جس میں ان رواۃ حدیث کا تذکرہ ہے جن سے ائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے اپنی اپنی تصانیف میں حدیثیں نقل کی ہیں مگر صحاح ستہ میں انکے سلسلہ سے کوئی حدیث مروی نہیں چنانچہ اس ذیل میں انہوں نے ”تعجیل المنفعة میں“ کتاب الآثار امام محمد کے زائد رجال کو بھی جمع کیا ہے۔

(۳) اسی طرح بقول امام محدث سخاوی۔ حافظ زین الدین قاسم بن قطاوبغا (المتوفی ۷۷۹ھ) نے بھی رجال کتاب الآثار امام محمد پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

(۴) علاوہ ازیں بقول امام آتی الدین احمد بن علی قمری زئی۔ حافظ زین الدین کی کتاب التعلیق علی المختار کتاب الآثار کا ذکر کیا ہے اول الذکر کے علاوہ راقم الحروف نے ”رجال کتاب الآثار“ کے سلسلہ میں انہیں مذکورہ اور دیگر کتب اسما، الرجال سے اخذ کردہ قدرے

تفصیل سے احوال بیان کئے ہیں۔

(۵) ملا کا تب تلپی نے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں ”کتاب الآثار“ امام محمد پر امام مطحی اوی کی شرح کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۶) حضرت شمس الاممہ نرسی نے بھی اپنی معروف کتاب مبسوط میں کتاب الآثار کے متعلق خود امام محمد کی شرح کا حوالہ دیا ہے۔

(۷) اسی طرح علامہ مرادی نے بھی سلك الدرر فی ائسان القرن الثانی عشر میں شیخ ابوالفضل نورالدین علی بن مراد موصلی عمری شافعی (المتوفی ۱۱۴۲ھ) کے ترجمہ میں ان کی شرح ”کتاب الآثار“ امام محمد کا ذکر کیا ہے۔

(۸) علامہ محدث مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ نے اس نسخہ کے رجال پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور اس نسخہ کی احادیث کو مسانید صحابہ پر مرتب کیا ہے اور یہ الاشار بسعوفہ رواق الآثار پر حواشی کی صورت میں طبع ہو چکی ہے۔

(۹) نیز موجود نسخوں (جو الرحیم اکیڈمی کراچی سے طبع ہوئی ہیں) کے ساتھ محدث الامام علامہ محمد عبدالرشید نعمانی کا ایک مقدمہ ہے جو نہایت محققانہ اور مدلل ہے اور نئے نئے معلومات کا خزانہ ہے راقم الحروف (مولانا حفیظ الرحمن) نے اس سے کتاب (الازہار) کے مقدمہ میں کافی مدد لی ہے۔

(۱۰) مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی (المتوفی ۱۳۴۴ھ) کی ایک نادر تالیف ”التعلیق المختار علی کتاب الآثار“ ہے جسے الرحیم اکیڈمی کراچی نے شائع کی ہے۔ جسکی چند اہم خصوصیات درجہ ذیل ہیں

حنفی مذہب کی تاریخ، مرکز اشاعت مذہب حنفی، کتب حدیث کی اہمیت اور ان کے مراتب و درجات و آثار کتاب الآثار میں امام محمدؒ کا انداز بیان و استدلال، بحث ارسال حدیث اور بحث تدلیس وغیرہ۔

(۱۱) الاختصار فی ترتیب الآثار یہ کتاب الآثار کا اشاریہ ہے جو اس نسخہ کے آخر میں

مطبوعہ ہے یہ مولانا محمد الثانی محمد عبد الحلیم نے مرتب کیا ہے۔

(۱۲) مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہانپوری نے بھی اس پر تین ضخیم جلدوں میں بنام ”قلائد الازہار علی کتاب الآثار“ ایک مبسوط اور محققانہ شرح لکھی ہے جسکے بارے میں مولانا ابوالوفاء افغانی نے شرح احسانالمیر مثلاً (ایسی عمدہ و شرح جسکی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی) کے الفاظ استعمال کئے ہیں راقم کو شرح تادم تحریر دستیاب نہیں ہوئی۔ البتہ یہ نسخہ جلد اول کے اختتام پر ہاتھ آیا جس سے استفادہ کیا گیا۔

(۱۳) ترجمہ فوائد: مولانا ابوالفتح محمد صغیر الدین کی ہیں جو سعید اینڈ سنز کراچی نے شائع کی ہے۔
(۱۴) ”المختار شرح کتاب الآثار“ جو فاضل اجل حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شبیز (رئیس جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان کی ہے جو ترجمہ اور شرح ایک ضخیم جلد میں ہے شرح مختتمہ مگر جامع ہے دارالتصنیف جامعہ علوم اسلامیہ کراچی نے طبع کی ہے۔
راقم الحروف نے الازہار علی کتاب الآثار میں ترجمہ حدیث اس شرح سے لیا ہے۔

(۱۵) علامہ ابوالوفاء افغانی کی شرح و تعلیق کتاب الآثار دو جلدوں میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے اصل نسخے سے فوٹو کاپی دستیاب ہوئی شرح نہایت محقق و مدلل ہے۔ جسکی اشاعت مجلس علمی ڈابھیل ہند میں ہوئی۔ یہ شرح باب زیارۃ القبور تک ہے۔

(۱۶) کتاب الآثار جیسی کتاب کی خدمت کے سلسلہ میں راقم الحروف کی ایک کتاب الازہار علی کتاب الآثار بھی ہے جس کی پہلی جلد مع مقدمہ پانچ سو باون (۵۵۲) صفحات پر مشتمل حدیث نمبر ۱۰۳ ”باب الصلوۃ فی الطاق“ تک شائع ہو چکی ہے۔ جبکہ دوسری جلد منقریب کمپوزنگ سے فراغت کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہو کر منظر عام پر آ جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے یہ امید واثق ہے کہ الازہار علی کتاب الآثار چار جلدوں میں مکمل شرح ہو جائیگی۔ اللہم وفقی اس کے علاوہ بھی کتاب الآثار کے شروح اور حواشی ہوں گے تاہم راقم کو تاہم تحریر ان کا علم نہ ہو۔ کا۔

مسانید امام اعظم

اگرچہ امام اعظم ابو حنیفہ کی تصنیفات کافی اعداد میں ہیں مگر یہاں ہمیں یہ بتانا ہے کہ امام

صاحب کے فن حدیث کے کوئی مجموعہ موجود ہے یا نہیں۔ کتاب الآثار کا تذکرہ تفصیلاً ہو چکا ہے۔ تاہم امام علامہ کوثری نے ان مسانید کی تعداد اکیس بتائی ہے۔ جو امام صاحب سے بسند متصل مروی ہیں اور ان مسانید کو ان کے تلامذہ نے جمع کیا ہے۔

محدث خوارزمی (المتوفی ۶۶۵) جو کہ ان مسانید کے جامع ہیں۔ ابتداء کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں نے شام کے بعض جاہلوں سے سنا کہ وہ امام اعظم کی تنقیص کرتے ہیں اور ان پر قلت روایت حدیث کا الزام لگاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مسند شافعی مسند احمد بن حنبل اور موطا امام مالک تو مشہور ہیں مگر امام ابو حنیفہ کی کوئی مسند نہیں ہے۔ (جامع المسانید للخوازمی ج ۱ ص ۴) بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف چند احادیث کی روایت پر اکتفاء کیا ہے۔ اس لئے میری دینی حمیت نے آمادہ کیا کہ امام صاحب کی ان پندرہ مسانید کو یکجا جمع کر دوں جنہیں بڑے بڑے علماء حدیث نے جمع کیا ہے۔

ان جامعین کے مختصر حالات بھی محدث خوارزمی نے بیان کئے ہیں۔ ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

- (۱) امام صاحب کے صاحبزادے حضرت حماد کی مسند
- (۲) امام ابو یوسف کی کتاب الآثار
- (۳) مسند حسن بن زیاد الوافعی
- (۴) امام محمد کی کتاب الآثار
- ان حضرات نے براہ راست امام صاحب سے روایت کی ہے۔
- (۵) مسند حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یقوب حارثی بخاری جو عبد اللہ الاستاذ کے لقب سے مشہور اور ابو حفص کبیر کے شاگرد ہے۔
- (۶) مسند حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب کتاب اہلیہ
- (۷) مسند ابی القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر
- (۸) مسند حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن جرجانی

(۹) مسند عمرو بن حسن الشنانی

(۱۰) مسند ابی الحسن محمد بن جعفر

ان چھ حضرات کا شمار حفاظ حدیث میں ہے۔

(۱۱) مسند ابو بکر احمد بن محمد مدنی

(۱۲) مسند حافظ ابو بکر محمد بن عبد الباقی الانصاری

(۱۳) مسند حافظ بعدی

(۱۴) مسند حسین بن محمد خسرہ

(۱۵) مسند موسیٰ بن زکریا حصفی (المتوفی ۱۵۱ھ) کی شرح ملا علی قاری نے لکھی ہے۔

دیکھئے (محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے صفحہ ۸۵)

مسند موسیٰ بن زکریا حصفی کا یہ نسخہ ہمارے بعض مدارس میں شامل نصاب بھی ہے۔ اسکی

ترتیب میں خاتمة الحفاظ محدث القرن المنصور محمد عابد السندی

الانصاری (المتوفی ۱۲۵ھ) نے بڑے اہتمام اور احتیاط سے کام کیا ہے۔ اور آج زیادہ تر یہی

نسخہ متداول اور مشہور ہے۔ اور اسی نسخہ کی نہایت اہم اور مفصل شرح بنام ”تسبیح النظام فی مسند

الامام“ ملامۃ المتاخرین الشیخ احمد ثقفیہ محمد حسن السنبلی (المتوفی ۱۳۰۵ھ) کی ہے جو ایک حاشیہ

کی صورت میں ہے مگر جامع شرح ہے۔ علاوہ ازیں اس نسخہ کی ابتدا میں ایک مقدمہ شامل ہے جو

۱۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ اور شرح دونوں عربی میں ہیں۔ اس نسخہ میں ۲۳ روایات ہیں۔

اس کا اردو ترجمہ نظر ثانی و اصلاح حضرت مولانا خورشید عالم صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند

نے کیا ہے۔ جبکہ اس مترجم اردو کا مقدمہ نہایت شرح و بسط سے خصوصاً ”مسانید امام اعظم“ کے

رواق کے تراجم کی تفصیل اور دیگر اہم مباحث محدث عصر علامہ محمد عبدالرشید صاحب نعمانی مدظلہ نے

تحریر فرمایا۔ اور اس مقدمہ کے ساتھ ہی ”حالات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے

مولانا قاری احمد صاحب (پانی پتی) نے کافی مواد کے ساتھ امام موصوف کے سوانح حیات کو جمع

کر دیا ہے۔

الفقه الاکبر ، کتاب الرسالة الی البتی ، کتاب العالم

والمتعلم :

الفقه الاکبر ، کتاب الرسالة الی البتی ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب

الرد علی القدیریہ امام ابو حنیفہ کی تصانیف ہیں (النہر ست الامین ندیم ۲۹۹)

اور امام طاش کبری زادہ لکھتے ہیں کہ خود امام ابو حنیفہ نے اپنی کتاب الفقه الاکبر اور کتاب العالم

والمتعلم میں علم کلام کی کثیر بحثیں لکھے ہیں ۔ علامہ حافظ الدین الخوارزمی نے اپنی کتاب (مناقب

ابی حنیفہ میں لکھا ہے کہ میں نے خود یہ دونوں کتابیں علامہ شمس الدین الکردری البراتقیسی

العسادی کے ہاتھ سے لکھی ہوئے دیکھی ہیں اور ان دونوں کے بارے میں انہوں نے صاف لکھا ہے

کہ یہ دونوں کتابیں حضرات امام ابو حنیفہ کی کتابیں ہیں اور اس پر مشنخ کی ایک بہت بڑی جماعت کا

اتفاق ہے جن میں سے فخر الاسلام بزدوی بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا

ہے ۔ اور ان میں سے امام الشیخ عبدالعزیز بخاری بھی ہیں جنہوں نے شرح اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا

ہے ۔ مقام ابی حنیفہ بحوالہ مفتاح السعادة ومصباح السيادة ج ۲ ص ۲۹ طبع دائرہ المعارف حیدرآباد

دکن ۲۔ امام صاحب کی املائی تصانیف بھی ہیں جن کو ان کے ائق اور قابل قدر تلامذہ مثلاً امام ابو یوسف

وغیرہ امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے وقت قید تخریر میں لے آتے تھے ۔ جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے

ہیں کہ احکام الاحکام ، لشیخ الاسلام ابو الفتح محمد بن علی التستیریان دقیف

العید الشافعی المتوفی ۷۰۲) کی تالیف و تصنیف نہیں بلکہ وہ املا کر داتے تھے ۔ اور باوجود کہ ان دقیق

العبد کی اپنے تصنیف نہ ہونے کے وہ انہی کی تصنیف سمجھی جاتی ہے ۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کی تصانیف

میں اکثر وہ املائی تصانیف مراد ہیں جن کو ان کے سامنے اور ان کے حکم سے ان کے تلامذہ قید تخریر میں

لے آتے تھے ۔ جیسا کہ جب ایک مسئلہ پر انہیں طرح غور و خوض ہو جاتا تو آپ فرماتے ۔ اسوہا کہ

اب مسئلہ لکھ لو اور بجائے سینے کے ۔ سینہ میں محفوظ کر لو ۔ اور امام صاحب کی املائی کتابوں میں سے متعدد

سے زیادہ احادیث کی ہوتیوں کی طرح کھڑی پڑی ہیں ۔

(مقام ابو حنیفہ صفحہ ۱۱)

(کتابیات)

۱	در مختار علی ہاشم رد المحتار لا بن عابدین	۲۱	تاریخ العرب
۲	مقدمہ ابن خلدون	۲۲	الفہرست لا بن الندیم
۳	الاعلام للزکلی	۲۳	ابن ماجہ اور علم حدیث
۴	سیرۃ النعمان	۲۴	معرفة علوم الحدیث
۵	ابو حنیفہ حیات و عصرہ و ارادہ الشیخ ابو زہر	۲۵	اعلام الموقعین
۶	امام ابو حنیفہ اور ان کے ناقدین	۲۶	مناقب صدر الائمہ
۷	مقالات کوثری	۲۷	مناقب الامام الاعظم
۸	حیات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دہلوی	۲۸	الجواہر المہیہ
۹	مرقاۃ المفاتیح	۲۹	الانتقاء لا بن عبد البر
۱۰	شرح الاشباہ والنظائر	۳۰	مناقب ابی حنیفہ للذہبی
۱۱	الہمز ان للشعرانی	۳۱	جامع المسانید للخوازمی
۱۲	امام اعظم اور علم حدیث	۳۲	محدثین عظام اور ان کے عملی کارنامے
۱۳	حیات امام اعظم ابو حنیفہ	۳۳	مقام ابی حنیفہ للشیخ صفدر
۱۴	فیوض الحرمین	۳۴	مکاتب الامام ابی حنیفہ بین المحدثین
۱۵	وسعۃ الفقہ الحنفی	۳۵	مقام حنفیت
۱۶	تنویر الحامیۃ فی مناقب الائمۃ الثلاثہ	۳۶	عقود الجمان
۱۷	تنویر الحامیۃ فی مناقب الائمۃ الثلاثہ	۳۷	مقدمہ اعلاء السنن
۱۸	تنویر الحامیۃ فی مناقب الائمۃ الثلاثہ	۳۸	دول الاسلام
۱۹	التعلیقات	۳۹	تہذیب التہذیب
۲۰	تذکرۃ الحفاظ	۴۰	جامع بیان العلم